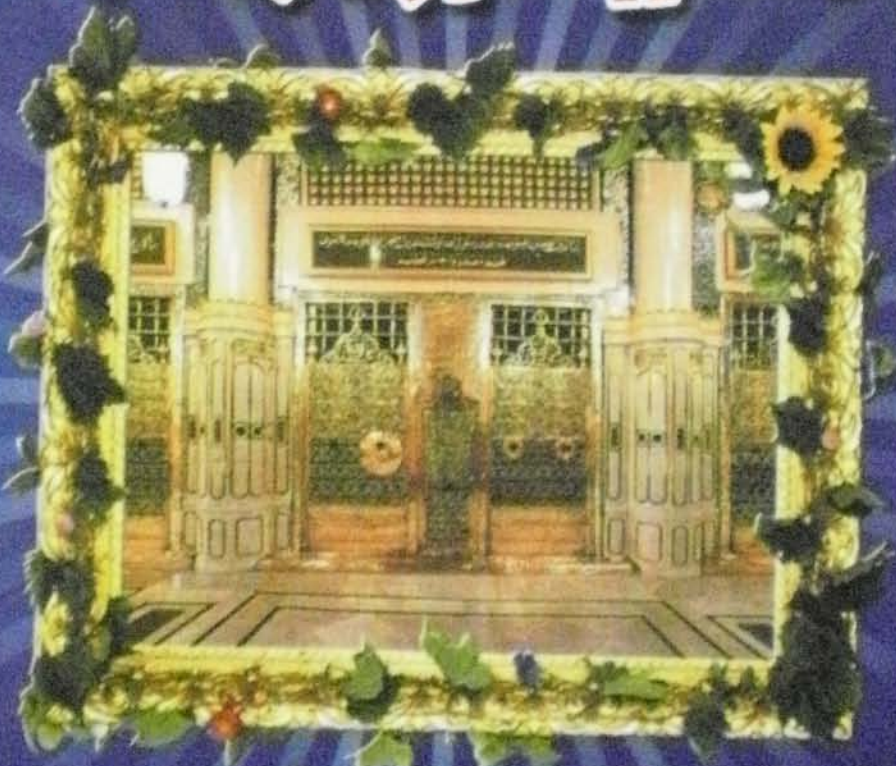


ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین الالنبیین والمرسلین  
 ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔  
 (کنز العمال ۲۵۶/۱)

پہلی مرتبہ انگریزی اور اردو میں لکھی گئی اس کتاب سے  
 آراستہ ہو کر لکھی گئی اس کتاب سے

صَلَاتُكَ فِي ابْلِ الْبَقِيَّةِ  
 صَلَاتُكَ فِي ابْلِ الْبَقِيَّةِ

# افضلیت ابوبکر و عمر



مصنف امام اہلسنت مجدد دین و ملت پراونڈنٹ شیخ رسالت  
 علیہ رحمۃ الرحمن  
 اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان  
 متوفی (۱۳۴۰ھ)

تقدیم و تحقیق: خواجہ تاج الدین

مفتی محمد ہاشم خان العطاری املائی

ناشر: مکتبہ اشاعتیہ

ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین  
الا السین والمرسلین (کنز العمال ۱۱/۲۵۶)  
ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب انگوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں  
سے ۱۱ نبیاء و مرسلین کے۔

مطلع القمرین فی ابانہ سبقة العمرین

## افضلیت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف

امام اہلسنت مجددین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

علیہ رحمۃ الرحمن

(متوفی ۱۳۴۰ھ)

تقدیم و تحقیق و تخریج و تصحیح

مفتی محمد ہاشم خان عطاری المدنی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واسحابتک یا حبیب اللہ

مطلع القمرین فی ابلہ سہتہ العمرین	نام کتاب
امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت	مصنف
امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن	
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ	تقدیم و تحقیق و تخریج و تحشیہ
مکتبہ بہار شریعت، لاہور	ناشر
312	صفحات
	قیمت
جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ	اشاعت اول
بمطابق جون ۲۰۱۰ء	

## فہرست

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
13	پہلے سے پڑھئے	1
16	مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی	2
44	مقدمہ معنی افضلیت کی تحقیق میں (دس تبصروں پر مشتمل)۔	3
44	تبصرہ اولیٰ تمام صحابہ و خلفاء اربعہ کے فضائل میں۔	4
	سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے اصحاب کا ذکر آئے	5
50	تو زبان روک لو۔	
63	تبصرہ ثانیہ آل پاک کے فضائل کے بارے میں۔	6
77	ہر مقلیٰ سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے۔	7
	تبصرہ ثالثہ فضائل کی تعداد اور فضائل کی قوت میں فرق کے بارے	8
80	میں۔	
80	بعض وہ فضیلتیں جو عند اللہ ہزار پر غالب ہیں۔	9
83	تبصرہ رابعہ ولایت میں افضلیت کے بارے میں۔	10
87	تبصرہ خامسہ اس بارے میں کہ تخلیقی کمالات افضلیت کا دار نہیں۔	11
88	تبصرہ ششمہ اس بارے میں کہ امور خارجہ پر مدار افضلیت	12
	نہیں۔	

- 13 تہرہ سا بعد اس بارے میں کہ شیخین کی افضلیت من کل الوجوہ  
89 نہیں۔
- 14 اہل التہرات تہرہ کا منہ اس بارے میں کہ تفضیلیہ میں دو گروہ  
106 ہیں
- 15 معنی افضلیت کی وضاحت۔
- 16 دلائل عدم اعتبار کثرت ثواب بمعنی مرسوم عوام  
113
- 17 دلیل اول۔
- 18 دلیل دوم: قاعدہ مجرد زیادۃ الاجر لا تستلزم الافضلیۃ  
المطلقة۔
- 114
- 19 دلیل سوم: اہل سنت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام تمام امت سے  
افضل ہیں۔
- 115
- 20 دلیل چہارم۔
- 116
- 21 دلیل پنجم: ملائکہ کو بھی باہم ایک دوسرے پر افضلیت حاصل ہے۔
- 117
- 22 دلیل ششم: علماء اہلسنت شکر اللہ مسامحہم نے تفضیل صدیق کو  
عقیدہ ٹھہرایا۔
- 118
- 23 دلیل ہفتم
- 119
- 24 دلیل ہشتم
- 123
- 25 دلیل نہم
- 124
- 26 دلیل دہم
- 125

132	سینوں کا حاصل مذہب	27
	تجرہ کا تسلسلہ انضیات ثابت کرنے کے دو طریقوں کے بارے	28
134	میں۔	
134	انضیات بمعنی مذکور ثابت کرنے کا پہلا طریقہ	29
134	انضیات بمعنی مذکور ثابت کرنے کا دوسرا طریقہ	30
139	تجرہ کا شمارہ دفعہ ثانیہ او باہم فرقہ سلفیہ میں چند تنبیہ پر	31
139	حجیہ نمبر ۱	32
140	مورد نزاع و فضل کلی ہے۔	33
141	حجیہ نمبر ۲	34
143	چند باتیں مطلقاً سلفیہ سے۔	35
144	تنقیح 1	36
147	تنقیح 2	37
148	تنقیح 3	38
148	تنقیح 4	39
152	حجیہ نمبر ۳	40
153	حجیہ نمبر ۴	41
154	حجیہ نمبر ۵	42
	باب اول: نصوص و اخبار و احادیث و اجماع و آثار سے انضیات	43
157	شیخین کے اثبات میں۔	

157	الفصل الاول فی الاجماع	44
158	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان	45
159	حضرت میمون بن مہران کا جواب	46
160	علمہ کتب اصول میں افضلیت شیخین پر بقریحہ اجماع منقول ہے	47
160	افضلیت شیخین پر اجماع ہے، کتب اصول سے 13 عبارات	48
	علمائے دین تفضیلیہ کو سنی شمار نہیں کرتے اہل بدعت کی شاخ جانتے	49
164	ہیں	
164	تفضیلیہ کے بدعتی ہونے پر علما کی 16 عبارات	50
172	اشتبہ	51
173	انتہا	52
174	( جب اول )	53
174	جب دوم	54
175	جب سوم	55
178	جب چہارم	56
178	شاہد اول	57
179	شاہد ثانی	58
179	شاہد ثالث	59
180	شاہد رابع	60
181	قائد ایمانیہ	61

182	شاہد خاص	62
185	فائدہ جلیلہ	63
186	مذمت مخالف جماعت	64
186	حمیہ الختام	65
187	مخالف جماعت کی مذمت میں روایات	66
192	اہل بدعت کی مذمت میں روایات	67
196	حکم تفضیلیہ و سلفیہ	68
197	الفصل الثانی فی الآیات القرآنیہ والنجوم الفرقانیہ	69
197	آیت اولی	70
199	حمیہ (۱)	71
200	حمیہ (۲)	72
200	اشتباه	73
201	انگاہ	74
208	آیت ثانیہ	75
208	آیت میں امت محمدیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی 3 قسمیں فرمائیں	76
208	ظالم، مختص، سابق بالخیرات تینوں کے بارے حکم	77
210	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سابق بالخیر ہیں 6 روایات	78
214	آیت ثالثہ	79
219	آیت رابعہ	80



220	آیتِ خامسہ	81
221	آیتِ سادسہ	82
223	آیتِ سابعہ	83
225	آیتِ ثامنہ	84
225	آیتِ نائیمہ	85
226	آیتِ عاشرہ	86
228	تنبیہ الختام	87
229	الفصل الثالث فی الاحادیث النبویہ	88
232	حدیثِ اول	89
233	حدیثِ دوم	90
233	فائدہ: حدیث میں 2 امر قابل لحاظ ہیں.....	91
234	حدیثِ سوم	92
234	حدیثِ چہارم	93
235	حدیثِ پنجم	94
235	حدیثِ ششم	95
236	حدیثِ ہفتم	96
236	حدیثِ ہشتم	97
236	حدیثِ (۹)	98
236	حدیثِ دہم	99

237	حدیث یازدہم (۱۱)	100
238	حدیث نمبر ۱۲	111
238	حدیث نمبر ۱۳	112
238	حدیث نمبر ۱۴	113
238	حدیث نمبر ۱۵	114
238	حدیث نمبر ۱۶	115
239	حدیث نمبر ۱۷	116
240	باب ثانی، فصل اول	117
	مصائب شدیدہ و احوال مزیدہ میں ابو بکر رضی نے حمایت و نصرت	118
241	کی، اس دعویٰ کا 10 وجہ سے ثبوت	
242	وجہ اول	119
242	وجہ دوم	120
243	وجہ سوم	121
243	وجہ چہارم	122
244	وجہ پنجم	123
245	وجہ ششم	124
246	وجہ ہفتم	125
247	وجہ ہشتم	126
248	وجہ نہم	127

250	وجہ دہم	128
251	وجوہ سابقہ میں مذکور تمام مضامین کا احادیث معتبرہ سے ثبوت	129
266	فصل	130
	در بار نبوت میں جو قرب و وجاہت شیخین کو حاصل ہے ان کے غیر	131
267	کو نہیں، 30 وجہ سے اس کا ثبوت	
267	وجہ اول	132
267	وجہ ثانی	133
268	وجہ ثالث	134
268	وجہ رابع	135
269	وجہ خامس	136
270	وجہ سادس	137
270	وجہ سابع	138
271	وجہ ثامن	138
271	وجہ تاسع	139
272	وجہ عاشر	140
272	وجہ حادی عشر	141
273	وجہ ثانی عشر	142
274	وجہ ثالث عشر	143
275	وجہ رابع عشر	144

275	وجہ خامس عشر	145
275	وجہ سادس عشر	146
279	وجہ سابع عشر	147
280	وجہ ثامن عشر	148
281	وجہ تاسع عشر	149
281	وجہ عشرون	150
282	وجہ حادی عشرون	151
290	وجہ ثانی عشرون	152
290	وجہ ثالث عشر	153
291	وجہ رابع عشرون	154
292	وجہ خامس عشرون	155
292	وجہ سادس عشرون	156
292	وجہ سابع عشرون	157
293	وجہ ثامن عشرون	158
294	وجہ تاسع عشرون	159
297	فصل سادس: ابو بکر کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں	160
	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مشابہتیں اوروں کی مشابہتوں پر من	161
299	حیث الکثرة اور من حیث القوۃ رجحان رکھتی تھیں	
299	دعویٰ مذکورہ پر دلیل اجمالی	162

300	مشابهت (۱)	163
303	مشابهت (۲)	164
303	مشابهت (۳)	165
306	مشابهت (۴)	166
308	مشابهت (۵)	167
311	مشابهت (۶)	168

## پہلے اسے پڑھئے

اس کتاب میں جتنا کام کیا ہے اس کی تفصیل:

☆ اس کتاب میں دو حاشیوں کا اہتمام کیا ہے۔

☆ درمیان والا حاشیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ہے جس کے آخر میں ۱۲ منہ

لکھا ہوا ہے۔

☆ اس حاشیے کی پہچان کے لئے متن میں اور حاشیے میں شمارہ لگایا ہے۔

☆ اور نیچے والا حاشیہ راقم الحروف کی جانب سے ہے۔

☆ اس حاشیے کی پہچان کے لئے متن اور حاشیے میں بریکٹ میں (۱)، (۲)

، (۳) لکھ دیا ہے۔

☆ بعض آیات، احادیث اور (عربی، فارسی) عبارات کا ترجمہ پہلے سے

ہمارے پاس موجود نسخے کے حاشیہ میں موجود تھا اور اس کے آخر میں ۱۲ لکھا ہوا تھا اسے

بھی نیچے والے حاشیے میں لکھا ہے اور پہچان کے لئے آخر میں ۱۲ لکھ دیا ہے۔

☆ جن آیات، احادیث، عربی اور فارسی عبارات کا ترجمہ پہلے سے نہ تھا

ان کا ترجمہ نیچے والے حاشیہ میں کیا ہے۔

☆ اور جن آیات کا ترجمہ نہ تھا ان کے ترجمہ کا اہتمام ترجمہ کنز الایمان

سے کیا ہے۔

☆ بعض جگہ متن ہی میں ترجمہ کیا ہے جسے بریکٹ () میں لکھ کر آخر میں

”ت“ لکھ دیا ہے۔

☆ حتی الامکان آیات، احادیث اور بطور حوالہ پیش کی جانے والی عربی اور فارسی عبارات کی تخریج کا اہتمام بھی نیچے والے حاشیہ میں کیا ہے۔  
 ☆ بعض جگہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک حدیث کو کئی حوالوں سے نقل کیا ہے تو وہاں پر اکثر جگہ صرف ایک ہی حوالے پر اکتفاء کیا ہے۔  
 ☆ بعض جگہ نسخہ میں عبارت سمجھ نہ آئی تو اصل کتابوں سے دیکھ کر عبارت کو پورا کیا ہے۔

☆ بعض جگہ قلمی نسخہ سے عبارت سمجھ نہ آسکی یا ورق بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کچھ حصہ غائب تھا تو عبارت کا ربط برقرار رکھنے کے لئے وہاں اندازے سے کچھ الفاظ لکھے ہیں جنہیں اصل تحریر سے جدا کرنے کے لئے اس بریکٹ { } میں لکھا ہے۔  
 ☆ جہاں بالکل عبارت سمجھ نہ آئی تو وہاں فل شاپ (---) لگا دیئے ہیں۔

☆ اگر عبارت بالکل نہیں ہے تو وہاں یہ لکھ دیا ہے "یہاں بیاض ہے"  
 ☆ آیات، احادیث اور عربی عبارات کو نمایاں کرنے کے لئے اسے عربی فائنٹ میں لکھا ہے۔

☆ آیات کو نمایاں کرنے کے لئے ان ﴿﴾ بریکٹ میں لکھا ہے۔

☆ اور احادیث و عربی عبارات کو انورنڈ کوماز " " میں لکھا ہے۔

☆ آسانی کے لئے بعض جگہ اعراب کا بھی اہتمام کیا ہے۔

☆ آسانی کے لئے ہی اگر اعراب کا بھی اہتمام کیا ہے۔

☆ بعض جگہ قدیم رسم الخط کی بجائے جدید رسم الخط استعمال کیا ہے مثلاً اوس

کی جگہ اس اور اون کی جگہ ان لکھا ہے۔

☆ قدیم اردو میں بعض جگہ یہ الفاظ (میں، کہ، کی، کے، پر، سے) نہیں تھے اور جدید اردو میں ان کا عام استعمال ہے اور بعض جگہ تو ان کے بغیر معنی کو آسانی سے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے اور اصل تحریر سے نمایاں کرنے کے لئے انہیں ان بریکٹ ( ) میں لکھا ہے۔

محمد ہاشم خان العطاری المدنی



## تقدیم

امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر قرآن و حدیث سے دلائل کا استخراج فرمایا اور ایک کتاب بنام ”منتهی التفصیل لمبحث التفصیل“ لکھی جو کہ نوے اجزاء پر مشتمل تھی پھر آپ نے اس کی طوالت کو مہمل خواطر سمجھ کر اس کی تلخیص فرمائی اور اس کا نام ”مطلع القمرین فی ابانۃ سلفۃ العمرین“ رکھا۔

آپ علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ کے اندر اس کتاب کا مختلف مقامات پر تقریباً آٹھ جگہ ذکر فرمایا چنانچہ آپ علیہ الرحمہ اپنے رسالہ ”تجلی السقین بانینا سید المرسلین“ میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ”فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے مسئلہ تفصیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دلائل جلال قرآن و حدیث سے جو اکثر بھم اللہ استخراج فقیر ہیں نوے جہ کے قریب ایک کتاب مسکنیہ ”منتهی التفصیل لمبحث التفصیل“ لکھی جس کے طول کو مہمل خواطر سمجھ کر ”مطلع القمرین فی ابانۃ سلفۃ العمرین“ میں اس کی تلخیص کی“

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۳۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اس رسالے کا اجمالی تعارف کچھ یوں ہے۔

اس رسالہ کا جو حصہ ہمیں دستیاب ہو سکا اس میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ

نے 69 آیات کریمہ، 235 احادیث مبارکہ اور اکابر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی کثیر عبارات ذکر فرما کر شیخین کی افضلیت و برتری ثابت فرمائی ہے۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ اور دو ابواب پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے افضلیت کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے دس تبصرے تحریر فرمائے۔

ان تبصروں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

**تبصرہ اولیٰ:** اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی قربت و محبت کے لئے امت کے بہترین افراد کو چنا تا کہ وہ انبیاء کے اخلاق و معاملات کو سیکھ کر اپنے قول و فعل سے بعد والوں تک پہنچائیں اور دین اسلام نے ہمیشہ رہتا ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے اصحاب کو پسند فرمایا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس طریقے سے اختیار کر کے آگے پہنچائیں کہ وہ تعلیمات ہمیشہ باقی رہیں۔

محبت جب قدرت پاتا ہے تو اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے اعلیٰ ترین افراد مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور حضور کی محبوبیت اظہر من الشمس ہے لہذا حضور علیہ السلام کے رفقاء امت کے بہترین افراد ہونے چاہئیں لہذا جو کسی صحابی پر طعن کرتا ہے تو وہ یا تو قدرت خداوندی کا منکر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا انکار کرنے والا ہے۔

لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں کوئی نرمی سے نصیحت قبول کرتا ہے تو کوئی

مخفی سے، لہذا صحابہ کرام جو کہ نائبان رسالت ہیں مختلف رنگ پر ہیں یعنی مختلف خصوصیات رکھتے ہیں کسی کی طبیعت میں جمال غالب ہے تو کسی کی طبیعت میں جمال غالب، کسی میں کوئی خاص خوبی ہے (جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی) تو کسی میں کوئی۔ پھر امام اہلسنت نے بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خاص خاص خوبیاں گنائیں جو دوسروں میں نہیں پائی جاتیں، بالخصوص خلفاء اربعہ کی خصوصیات۔

تبصرہ ثانیہ: امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس تبصرہ میں اہل بیت اطہار کے فضائل بیان کئے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک غلام نے سیدہ العظیمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خون حجامت پی لیا تو اسے ارشاد فرمایا: تو دوزخ سے بچ گیا۔ عزیز! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پاک کی برکت سے آتش دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کے رگ و پے میں جاری و ساری ہے ان کے غلاموں کو دوزخ کی آگ کیونکر پہنچ سکتی ہے۔

(مزید فرماتے ہیں) مگر اس کے باوجود قرآن و حدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب و جزئیت عند اللہ مدار افضلیت نہیں بلکہ اس کا مدار حرمت و دین و تقویٰ ہے۔ (پھر اس پر دلائل ارشاد فرمائے)۔

ایک مقام پر فرمایا کہ اگر نسب و جزئیت مدار افضلیت ہوتا تو فاطمہ و زینب و رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل ہوتی بلکہ حسنین کریمین مولیٰ علی سے افضل ہوتے حالانکہ یہ باہماع فریقین باطل ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسنین کریمین پر تفضیل دی،

اس سے پتا چلا کہ نسب و جزئیت مدار فضیلت نہیں۔

ایک حدیث میں ہے "آل محمد کل نفسی" محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل ہر نفسی ہے۔ لہذا صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو شرف جزئیت سے محرومی نہیں، وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل و عیال ہیں۔

تبصرہ ثالثہ: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے۔ (پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے احادیث صحیحہ سے اس کی متعدد مثالیں ارشاد فرمائیں) جیسا کہ ایک ساعت صفت جہاد میں کھڑا ہونا ہزاروں کی عبادت اور ایک رات راہِ خدا میں سپرہ دینا ہزار دنوں کے روزے اور ہزار راتوں کا قیام۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "واللہ ابو بکر کا ایک دن اور رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔"

تبصرہ رابعہ: غیر کی طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف توجہ لگا دینا سیرالی اللہ کہلاتا ہے، اس کے منتہی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرحبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے، یہاں قرب الہی کا فرق ظاہر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زیادہ وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔

پھر بعض بڑھے چلے جاتے ہیں اور بعض کو دعوتِ خلق کے لئے تنزلِ ناسوتی عطا فرمایا جاتا ہے اسے سیر من اللہ کہتے ہیں، ان سے سلسلہ بیعت رواج پاتا ہے، یہ اگرچہ جداگانہ فضیلت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی سیر فی اللہ انگوں سے

بڑھ جائے، آخر نہ دیکھا کہ مولیٰ علی کے خلفائے کرام میں امام حسین اور خولجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مرحبہ ارشاد و فرقہ خلافت ملا اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرب و ولایت خولجہ حسن بصری سے بالیقین اتم و اعلیٰ ہے اور ظاہر احادیث سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ان کا فضل ثابت۔

تبصرہ خامسہ: معاملہ فہمی، شجاعت، سخاوت و غیرہ خصوصیات مدار افضلیت نہیں، ان فضائل میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں، حکومت کسری، شجاعت رستم، سخاوت حاتم یادگار زمانہ ہیں۔ پھر ایسے فضائل کو صحابہ کی تفسیل باہمی کا مدار بنانا ان کی شان رفیع میں گستاخی ہے۔

تبصرہ سادسہ: بے شک اہل فضل بالخصوص انبیاء علیہم السلام سے رشتہ داری عظیم سعادت ہے مگر یہ باتیں امور خارجیہ ہیں نہ کہ محاسن ذاتیہ۔ لہذا اہل و عیال کی برائی سے نہ ذات مرد میں کوئی نقص پیدا ہو، نہ ان کی خوبی و بہتری سے نفس شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو۔

اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل نہ بتایا حالانکہ شیخین کی بیبیاں خاندان نبوت سے تھیں اور عثمان غنی کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔

لہذا انساؤ و اطفال میں باہم موازنہ کر کے تفسیل پر دلیل چاہنا تصویر پر ہے

بادل سے بہا رہا ہونا اور قالین پر بنے شیر سے شکار طلب کرنا ہے۔ ہاں جہاں تفضیل دوسرے دلائل سے ثابت ہو وہاں اس کی تائید میں یہ امور پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مستقل دلیل کے طور پر پیش نہیں کئے جاسکتے۔

نوح علیہ السلام کی زوجہ اور ان کا بیٹا کنعان کفار و بدین تھے اس سے فضل نوح میں کیا کمی آئی اور یعقوب علیہ السلام کی بیٹیاں بیٹے سب صلحائے مومنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا۔

تبصرہ سابعہ: شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر من کل الوجوہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعدد ایسے خصائص عطا فرمائے ہیں جن میں کسی صحابی کا حصہ نہیں۔ پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فضائل و خصائص بیان فرمائے۔

تبصرہ ثامنہ: پہلے پہلے تو مسئلہ تفضیل میں دو ہی مذاہب تھے، اہل سنت حضرات شیخین کو سب صحابہ سے افضل مانتے اور تفضیلیہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے افضل مانتے۔

مگر زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں دو سے چار مذاہب ہو گئے، ادھر والوں میں سے بعض نے من کل الوجوہ تفضیل شیخین کا دعویٰ کر دیا اور ادھر والوں میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اہل سنت کی ترتیب مانتے ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں مگر فلاں حیثیت سے اور دوسری حیثیت سے حضرت علی افضل ہیں۔ یہ ان لوگوں نے اس لئے کیا کہ لوگ انہیں

اہلسنت کہیں کوئی تفضیلیہ نہ کہے اور موقف تفضیلیہ والا ہی اپنائے رکھیں۔  
اہل سنت ہرگز صرف کسی خاص جہت سے افضلیتِ صدیق کے قائل نہیں  
بلکہ وہ تو صدیق کے لئے افضلیتِ مطلقہ کے قائل ہیں یعنی جب مطلق (بغیر کسی قید  
کے) افضل کہا جائے گا تو اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوں گے۔

تبصرہ ۹ تاسعہ: کسی کی افضلیت ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں (۱)  
نصوص شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق  
سے احسن و اسلم ہے کیونکہ نصِ شارع کے بعد کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں۔ (۲)  
دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیفِ مقدمات کا ہے۔ دونوں طریقوں پر تفصیل  
صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت ہے۔ پھر امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے اس پر  
دلائل ارشاد فرمائے۔

تبصرہ ۱۰ عاشرہ: اس تبصرہ میں چند تنبیہات ہیں:

تنبیہ نمبر ۱: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ شیخین کی تفضیل  
صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہد  
خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ان کا رد اس طور پر فرمایا  
کہ فصلِ جزئی محلِ نزاع نہیں کہ اس طرح تو بعض باتوں میں شیخین کو مولیٰ علی پر اور  
بعض باتوں میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت حاصل  
ہے بلکہ محلِ نزاع فصلِ کلی ہے کہ مطلق طور پر بغیر کسی قید کے جب بھی افضلیت کا  
اطلاق ہوگا تو وہ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہوگا۔

تنبیہ نمبر ۲: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ خلافت صدیق و عمر کو پہلے پہنچی اور مولیٰ علی کو بعد میں اور سلسلہ اہل طریقت حضرت علی پر منتہی ہوتے ہیں نہ کہ شیخین پر۔ ان لوگوں کا رد امام اہل سنت نے چار تحقیحات میں فرمایا:

تنقیح نمبر ۱: سلسلہ تفضیل عقیدہ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل الغلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقررین پھر شیخین پھر حقین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اب ہم پر چھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبہ عالی اور قرب و وجاہت و عز و کرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا۔

تنقیح نمبر ۲: اہلسنت کہتے ہیں: افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیہ عشرہ پھر باقی صحابہ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں کہ یہ حیثیت آگے کیسے چلی گی، کیا بقیہ عشرہ و باقی صحابہ بھی خلفاء تھے، ان میں تفضیل کیسے ہوگی۔



تشفیح نمبر ۳: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہلسنت شیخین کو افضل کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد یہ ہے کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت سے وہ۔ اگر یہی بات ہے تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے، کبھی تو دوسری جہت کا بھی اعتبار کرنا چاہئے تھا جیسے جگہ جگہ یوں فرماتے ہیں کہ "افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی" (ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔ دس بیس یا دس بیس نہ کہی تین چار کتابوں میں "افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابو بکر ثم عمر" (ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر علی ہیں پھر ابو بکر پھر عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) بھی تو کہتے۔ یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکفخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔

تشفیح نمبر ۴: شیخین کی نسبت حضور سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مولیٰ علی و اہل بیت کرام و صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان حق ترجمان پر جاری کلمہ تم سے صاف صاف نہیں کہا جاتا کہ وہ سب سے افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت و حیثیت کی قید لگا لیتے ہو تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن و حدیث و اجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی و اہل بیت و سائر صحابہ بے تخصیص و تقیید ان پر لفظ افضل کا

اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے۔

تنبیہ نمبر ۳۳: بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب الہی میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتقانیں دیکھتے کہ ہم صرف تفضیل من جمیع الوجوہ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے ماننے والوں کا رد و بلغ کرتے ہیں۔ ان کی یہ غلط فہمی فہل مطلق اور تفضیل من جمیع الوجوہ کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

تنبیہ نمبر ۳۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں ہم جو مرتبہ شیخین کو مولیٰ علی کے مرتبہ سے بڑھاتے ہیں العیاذ باللہ حضرت مولیٰ علی (ان پر ہماری روح فدا ہو) کے درپے تو ہیں ہیں حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمانوں پر بلا وجہ سوء ظن ہے۔

عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انبیاء و مرسلین اور ان تین حضرات کے بعد تمام صحابہ کرام و اہلبیت عظام و تمام مخلوق الہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر تو ہیں کیا ہوئی تو ہیں تو عیاذ باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولیٰ سے افضل بتاتے جیسا کہ تم فہل حضرات شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو۔

اور جو اسی کا نام تو ہیں ہے کہ جن کا فضل قرآن و حدیث سے ثابت ان سے مفضل مانئے تو جو حضرات انبیائے سابقین صلوة اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی تو ہیں کرنے

والا خیر ہے اور تو تین انبیاء قطعاً کفر ہے۔

اے عزیز! اسی لئے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں فضل شیخین فضل عظیمین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضل عظیمین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

تنبیہ نمبر ۵: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اس قدر اپنا عقیدہ ہے کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت و عالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں، ہماری عقلیں ان حضرات کے رتبہ کو کیا جانیں۔ اس کا جواب امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے کچھ اس طرح دیا ہے کہ اکابر آئمہ جو تفضیل شیخین کا حکم دیتے ہیں تو ان کی پیروی سے کیا چارہ ہے اگر کوئی معاذ اللہ کہے کہ وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے تو کیا معاذ اللہ وہ بغیر علم کے رہنا بالقیب حکم کرتے رہے اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفضیل شیخین تو اترا مروی ہے تو کیا وہ خود بھی اپنے مرتبہ سے واقف نہ تھے۔

ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ یہ بتائیے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و رسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں؟ نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلو! میں علماء سے حکم مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو یہ بتائیے کہ آپ خلفاء اربعہ کے اور اک فضائل میں تو عاجز آئے اور ان کے سادات کا مرتبہ فوراً سمجھ لیا، اب گھبرا کر فرمائیے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوص شرع نے حضور کو تفضیل دی، ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگے تفضیل شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے۔

باب اول: دس تبصروں پر مشتمل مقدمہ کے بعد باب اول کی ابتدا ہوتی

ہے اس باب میں آپ علیہ الرحمہ نے متعدد فصول قائم فرمائی ہیں جن کی مکمل تعداد معلوم نہ ہو سکی البتہ آپ علیہ الرحمہ نے اس باب میں ایک مقام پر فرمایا کہ ”کما سیاتسی فی الفصل الخامس من هذا الباب“ اور ایک مقام پر فرمایا کہ ہم اس کی قابلیت تحقیق فصل سابع میں کریں گے ”امام اہل سنت کی ان عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ اس باب کی کم از کم سات فصلیں ہیں لیکن ہمیں صرف تین فصلیں ہی میسر آئیں:

فصل اول فی الاماام۔

فصل ثانی فی الآیات۔

فصل ثالث فی الاحادیث۔

ان فصول کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فصل نمبر (۱): اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تمام صحابہ سے افضل ہونا مسئلہ اجماعیہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی کو نہ سمجھتے“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر و متوافر کہا کرتے: افضل امت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق“

حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے

سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دست مبارک سے گر گیا اور فرمایا ”مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابو بکر و عمر کے برابر کسی کو بتائیں گے“

یہاں سے ظاہر ہوا کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تفضیل شیخین پر اجماع تھا اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض نا آشنا اور اسے ایسا جلی و صریح اور خلاف کو ناگوار و قبیح سمجھتے کہ صرف سوال سے صدمہ عظیم گذرا، دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔  
امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ و سادات الامۃ نے اس معنی پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کیا ہے۔

اسی طرح عامہ کتب اصول میں اس مسئلہ پر بصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکر خلاف اسے مذہب اہل سنت قرار دیا۔ چنانچہ امام علام ابو زکریا محی المملۃ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں ”اتفق اهل السنة على ان افضلهم ابو بكر ثم عمر“

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں ”اجمع اهل السنة على ان افضلهم على الاطلاق ابو بكر ثم عمر“

موابہ لدنیہ و مخ محمدیہ میں فرماتے ہیں ”افضلهم عند اهل السنة اجماعا ابو بكر ثم عمر“

(امام اہلسنت علیہ الرحمہ اس اجماع پر مزید متعدد دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) عجب اس سے جو اجماع صحابہ و تابعین و کافۃ اہل سنت کا خلاف کرے پھر (اپنے) آپ کو سنی جانے، اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی

مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلسنت میں اُن کے موافق ہو اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہل بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔ (پھر تفضیلیہ کے بدعتی ہونے پر متعدد عبارات نقل فرمائیں)۔

اشکال: ابو عمر بن عبد البر صاحب استیعاب نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحابہ تفضیل علی کے بھی قائل تھے۔

جواب: (امام اہلسنت علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں) انا للہ وانا الیہ راجعون، آدمی مطلب کی بات کو گونہایت خفی و دور اور راجح سے مجبور ہو کس قدر جلد مرحبا کہہ کر لیتا ہے، اور خلاف مقصود کو اگرچہ کسی قدر جلی و صریح و روشن اور دلائل ساطعہ کے جڑاؤ گہنوں سے سر تا پا مزین ہو ہرگز مستحب قبول پر جگہ نہیں دیتا، (پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس کا کئی وجوہ سے جواب دیا اور ثابت کیا کہ یہ روایت غیر معتبر اور اجماع میں خلل انداز نہیں، فرماتے ہیں):

وجہ اول: عزیز و اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبد البر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین و علماء محدثین گزرے۔ آخر متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے متقدمین ہی کے واسطے سے ملتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبد البر کے بھی آئمہ و مشائخ ہیں پہنچی اور عیاذاً باللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف قرآن و حدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے

سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کے چھپانے پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی  
 کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات و احادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا  
 مذہب آگیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل و  
 تنقیص کردی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ وَسْوَاسِ الشَّيْطٰنِ الرَّعِيْبِ یا یہ ہوا کہ انہوں نے  
 اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرتِ ناقده و قریختِ واقده سے اس کی بے اعتباری  
 و ناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع  
 نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبد البر کے کہنے سے ان اکابر ائمہ کا نام معتبر سمجھنا کیونکر مدفوع  
 ہو سکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشہ و اہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔

وجہ دوم: ہو سکتا ہے وہ اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات فرمایا اس خلاف  
 کا وقوع بعد انعقاد اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحقق اجماع واقع ہو، رافع  
 اجماع و قابل قبول نہیں۔

یاد اختلاف اجماع منعقد ہونے سے پہلے کا ہو بعد میں ان حضرات پر بھی  
 تفضیل شیخین کے دلائل واضح ہو گئے تو یہ بھی اجماع کی رجوع لائے ہوں، لہذا  
 رجوع کے بعد ان کا اختلاف نہ رہا۔ جیسا کہ حضرت ابو جحیفہ و ہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم  
 اور حق صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیل شیخین کی طرف لوٹ آئے۔

وجہ سوم: اگر مان بھی لیا جائے کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف  
 شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقاد اجماع میں خلل انداز نہیں۔

لہذا انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایت خلاف  
 اگرچہ روایت و درایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آجائے اس میں ہر کسی کو قبول و عدم  
 قبول کا اختیار رہتا ہے تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو ملت شریعت درہم و برہم ہوئی  
 جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قول شاذ خلاف پر نہ مل سکے بہت  
 مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف  
 میں بھی ایسے اقوال موجودہ مجروحہ مجبورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غٹ  
 و سمین و رطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا۔

وجہ چہارم: جن چند صحابہ سے تفضیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے یقینی  
 طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے مراد تفضیل کلی ہی ہے، یہاں تفضیل جزئی بھی ہو سکتی  
 ہے بلکہ یہی مراد ہے۔ اس کے ثبوت میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے متعدد شواہد بیان  
 فرمائے۔

(ان چار وجوہات کو دو جملوں میں سمیٹتے ہوئے امام اہلسنت علیہ الرحمہ  
 فرماتے ہیں) بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایت غریبہ روایتاً معلول اور درایتاً غیر مقبول اور اس  
 کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور تقدیر ثبوت ظن غالب ملتحق بسرحد یقین  
 کہ ان صحابہ کا کلام فصل جزئی پر محمول۔

(پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے بدعتیوں کے بارے میں کثیر و عیدات کو ذکر  
 فرمایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں "اہل البدع شر  
 الخلق و الخلیقة" اہل بدعت تمام خلق و عالم سے بدتر ہیں۔



اور فرماتے ہیں ”اصحاب البدع کلاب اهل النار“ بدعت والے  
دوڑھیوں کے کتے ہیں۔

پھر امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے تفضیلیہ (جو حضرت علی کو صراحۃً شیخین کریمین  
پر تفضیل دیتے ہیں) اور سنن سفیہ (جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل مطلق نہیں  
مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ فلاں جہت سے صدیق اکبر افضل اور فلاں سے حضرت علی) کا  
حکم بیان فرمایا کہ یہ لوگ بھی بدعتی ہیں اور ان کے پیچھے نماز شدید مکروہ ہے۔

### فصل ثانی: اس فصل میں امام اہلسنت نے متعدد آیات قرآنیہ سے

افضلیت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثابت فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱) قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے  
اکرم و افضل اتقی (بڑا پرہیزگار) ہے اور دوسرے مقام پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کو اتقی فرمایا۔ دونوں آیات کو ملانے سے معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق اس امت میں  
سب سے افضل و اکرم ہیں۔

(۲) قرآن مجید میں سابق بالخیرات (نیکیوں میں بڑھ جانے والے) کو  
بڑی فضیلت والا فرمایا گیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے کثیر احادیث اور اقوال صحابہ  
سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سابق بالخیرات ہونا ثابت فرمایا۔ اس سے معلوم  
ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سب سے بڑی فضیلت والے  
ہیں۔

(۳) قرآن پاک میں ایک مقام پر آپ کو اولوا الفضل منکم (صحابہ میں سے

بڑائی والا) فرمایا۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں ”صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی اے صحابہ! تم سب ارباب فضل و کرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل و بزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔“

(۴) قرآن پاک میں ایک مقام پر فرمایا ”جو حج لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔“ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں“

اس آیت پاک سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اس طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ اولاً تمام صحابہ کرام متقی ہیں ان میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا خاص تقویٰ کا ساتھ ذکر فرمایا۔

ثانیاً یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔

(۵) قرآن پاک میں ایک مقام پر ہے کہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور لڑے وہ ان سے درجے میں بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

جسے تاریخ اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا

ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان نثاری و سپرداری کی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اهدنا الصراط المستقیم﴾ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خوبہ حسن بصری و ابو العالیہ کہ دونوں حضرات اہل علمائے تابعین سے ہیں تفسیر آیت میں فرماتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ“ صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور ان کے دونوں پار صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آیت کریمہ کی اس تفسیر سے پتا چلا کہ ابو بکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمام امت یہاں تک صحابہ کرام کے بھی متبوع ہیں کہ سب آپ کے راستے پر چلنے کی دعا کر رہے ہیں۔

(۷) قرآن پاک نے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک مقام پر ”صالح المؤمنین“ (مسلمانوں میں کے نیک) فرمایا۔

(۸) قرآن پاک نے علم و انوار کی فضیلت بیان فرمائی جس سے پتا چلا کہ جس کا جتنا علم زیادہ اس کا اتنا مرتبہ زیادہ۔ اور شیخین کا علم سب صحابہ سے زیادہ تھا۔

(۹) قرآن پاک نے مہاجرین کو سادقون (سچے) کا لقب دیا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ مہاجرین کے سچے راستہ کو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیل شیخین پر اہتمام ہے کم کوئی مہاجر ہو گا جس نے اہلسنت ابی بکر و عمر صریحاً یا تلویحاً ارشاد فرمائی ہو۔

## فصل ثالث: اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے احادیث

مبارکہ سے اہلحدیث شیخین پر دلائل ارشاد فرمائے ہیں فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث اس قدر کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے، ہم ان میں سے کچھ پر اقتصار کرتے ہیں:

صحابہ کرام فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر و عمر و عثمان ہیں، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سماع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نے فرماتے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج نے ایسے کسی شخص پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابو بکر سے افضل ہو۔

اور فرمایا: بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابو بکر ہیں۔

اور فرمایا: انبیاء و مرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب ایس (یعنی حبیب) شمار ہونے کا قصہ حق سبحانہ نے ایس شریف میں ذکر فرمایا اور ان کا فضیلت اور مکرم ہونا بیان کیا (ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں)۔

اور فرمایا: بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بعد ابو بکر و عمر ہیں۔

اور فرمایا: ابو بکر و عمر بہترین سب انگوٹوں و پھولوں سے اور بہترین سب آسمان و ارضوں سے اور بہترین سب زمین و انوں سے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام

کے۔

جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب یوزموں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔

نوٹ: امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے انداز تحریر سے پتا چلتا ہے کہ اس فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے کثیر احادیث سے تفصیلات صدیق کو ثابت کیا ہے، مگر ہمیں صرف سترہ احادیث ہی میسر آئیں اور اس سے آگے بیاض ہے۔

باب دوم: باب دوم میں بھی آپ علیہ الرحمہ نے متعدد فصول قائم کیں لیکن ہمیں اس کی بھی صرف تین فصلیں ہی دستیاب ہوئیں، البتہ ہمارے پاس موجود قلمی نسخے میں جو آخری فصل ہے اس کے ساتھ سادوں لکھا ہوا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ اس باب کی کم از کم چھ فصلیں تھیں اور اس کے علاوہ اس باب میں ایک مقام پر آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا ”کما سبانی فی فصل الوزارة“ اور ایک مقام پر فرمایا کہ ”فی فصل العلم“ جبکہ یہ دونوں فصلیں ہمارے پاس موجود قلمی نسخے میں موجود نہیں اس سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ اس باب میں کم از کم چھ فصلیں ضرور تھیں۔

ہمارے پاس جو فصلیں موجود ہیں ان میں پہلی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثاری و پروانہ واری کو بیان فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے دربار رسالت میں صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کی وجاہت کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کے بعد والی فصل میں آپ علیہ الرحمہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند مشابہات کو بیان فرمایا ہے افسوس کہ کہ ہمارے پاس یہ فصل بھی کھل دستیاب نہیں جتنی موجود ہے اس میں آپ علیہ الرحمہ نے پچھ مشابہات کا ذکر فرمایا ہے۔

ان تین فصول کا خلاصہ درج ذیل ہے:

**فصل اول:** اس فصل میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت فرمائی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جاثاری سب صحابہ سے بڑھ کر تھی۔ چنانچہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید اکبر بنی اللہ علیہ وسلم پر جاثاری اور حضور کی صفحہ جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہزار سال ان کی خدمت یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔

مصائب شدیدہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت کی ان کے سوا کسی نے نہ کی۔

پھر اپنے اس دعویٰ کو دس ہند سے ثابت کیا، ان وجوہات میں آپ نے اس مضمون کی احادیث ذکر فرمائیں:

ابتداءً اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ

و سلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہر طرح حضور کی حمایت کی اور آپ کی حفاظت کی، جب بوجہ تہائی و نیکیسی و کثرت اعدا کے کچھ قابو نہ چلا تو ایسی باتیں کرتے کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ آپ ان کی ایذا گوارا کرتے مگر محبوب کو آج آنا گوارا نہ کرتے۔

روز بدر شمشیر برہنہ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت کے لئے آپ کے عریض کے پاس رہے جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا اسے دفع کرتے۔

جب ہجرت کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں کہ کہیں کوئی کافر ایذا پہنچائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقدس درم کر گئے تو صدیق اکبر حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غار ثور تک لائے۔ غار میں پہلے خود داخل ہوئے کہ اگر اس میں کچھ ہو تو میری ہی جان پر آئے حضور کو ایذا پہنچائے وہاں کچھ نہ دیکھا تو حضور کو اٹھا کر اندر لے گئے، غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اژدھے تھے خوف ہوا کہ کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذا پہنچائے اپنا پاؤں سوراخ میں رکھ دیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے اور سانپوں اور اژدھوں نے کانٹا اور سر مارنا شروع کیا صدیق اکبر نے مطلق حرکت نہ کی کہ کہیں محبوب کی نیند میں غفلت نہ آئے، یہاں تک کہ ان کے آنسو حضور کے چہرہ اقدس پر پڑے حضور کی آنکھ کھل گئی، پوچھا: کیا ہوا؟ عرض

کیا: مجھے سانپ نے کاٹا ہے، حضور نے لعابِ دہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی  
آخر عمر میں اس نے عود کیا اور سہپ شہادت ہوا۔

الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یارِ غار نے حق جاٹاری کسمابھی ادا کیا  
اور نہایت عزت و محبت میں اور نیکی اور تمہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا۔  
احادیث بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس کام کی  
عادت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر الیق کے ہاتھ میں نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ نے  
صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت و حمایت کے لئے چنا تو پتہ چلا کہ صدیق اکبر ہی اس  
کے زیادہ لائق تھے اور سب سے بڑھ کر رسول کے انیس و دو سار و محرم راز و عاشق  
پہلا تھے۔

پھر ان صفات کو بیان فرماتے ہیں جو اس لیاقت کے لئے درکار ہیں:

(۱) محبت ناصر کے صفات و اخلاق نفسانیہ محبوب منصور کے عادات و  
اوصاف سے نصرت و حمایت بلکہ کمال اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں۔

(۲) محبوب کو اس پر وثوق و اعتماد تام حاصل ہو۔

(۳) آتشِ محبت سینہٴ محبت میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماوراء اس کا نسیا منسیا

اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو۔

(۴) صبر تام، شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت۔

اور اللہ تعالیٰ کا صدیق کو اپنے محبوب کی نصرت و حمایت کے لئے چننا اس

بات پر دلیل ہے کہ آپ میں یہ سب صفات پائی جاتی ہیں۔



**فصل:** امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے اس فصل میں دربار نبوت میں حضرات

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وجاہت کو بیان فرمایا کہ دربار نبوت میں جو قرب و وجاہت صدیق و عمر کو حاصل کسی کو نہیں، انصار و مہاجرین میں سے کوئی حضور والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا تھا مگر ابو بکر و عمر حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں دیکھتے، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے، سب صحابہ نام سے پکارے جاتے مگر صدیق اکبر کنیت و لقب سے ذکر کئے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو اسی طرح یاد فرماتے، اگر مجلس اقدس میں ابو بکر صدیق حاضر نہ ہوتے تو ان کی جگہ خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے، حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور باقی لوگ سامع ہوتے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسان رضی اللہ عنہ سے ان کی مدح میں اشعار سنتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چشمہ میں اترے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب اپنے اپنے پار کی طرف تیر و پھر خود صدیق کی طرف تیرے اور فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سو اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے، جب شیخین کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر شیخین کو مقدم فرماتے، حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا، حضور والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال و وجاہت پر دال ہے، ایک بار ایک صحابی کو صدیق اکبر کے

آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے۔ زمانہ رسالت میں بھی یہ مریع ناس تھے لوگ مسائل میں ان سے فتویٰ لیتے اور اپنے مرض کی چارہ جوئی کیلئے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے صدیق و عمر کے سوا کسی کو مجالِ تکلم نہ ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت سے وہ شخص جو سب سے پہلے داخل جنت ہوگا صدیق اکبر ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے حساب ہوگا اور صدیق سے حساب نہیں، اور صدیق و عمر سے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا۔

### فصل سادس، اس فصل میں امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نہایت اعلیٰ مقاصد سے یہ بات ہے کہ مسلمان اپنے اعمالِ قلب و افعالِ جوارح و کل حرکات و سکنات میں حتیٰ الوسع سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اختیار کرے کہ ہر نجات و رفعِ درجات میں یہی تکیہ ہے۔ یہ کلام تو اپنے افعالِ اختیار یہ میں تھا اور جہاں فضلِ الہی خود کفالت کا فرماتا اور بندہ کو اعلیٰ درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے نقد بر ازلی اس کے احوالِ غیر اختیار یہ کو بھی حالاتِ طیبات نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بدرجہ اتم حاصل تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حضور کے مشابہت تھے یہاں تک کہ آپ کی مشابہتیں و اثر و عدا و احصا سے خارج، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ اے ابو بکر آپ سب

سے زیادہ مشابہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ڈھال اور رحمت و فضل میں۔

اس کے بعد امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے مشابہات کو ذکر فرمایا:

(۱) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اقدس ہوتی وہی صدیق کی رائے ہوتی اور جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی، حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا بے دخول مکہ و طواف کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناگوار گذرا، آپ نے اپنے درد کے درماں جوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا پھر صدیق اکبر سے عرض کیا تو صدیق اکبر کی زبان سے حرفاً بعبیہ وہی جواب نکلا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی اور کی صحبت پسند نہ آئی۔ اٹھارہ برس کی عمر سے سید الغلیمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بتوں اور بت پرستوں سے نفرت کرتے کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو جودہ کیا، صدیق کو دیکھتے کہ اس فضل سے کیسا حصہ پایا اور صغیر سن میں ہی بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدم الوہیت پر استدلال اور بت شکنی کر کے شان ابراہیمی کا خلف دکھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سرِ ایا رحمت بنا کر بھیجا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ارحم امتی بامتی ابو بکر“ میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع فضائل کیا ہر وہ خوبی و کمال جو اگلے انبیاء کو عطا ہوا حضور کو اس کی مثل یا اس سے اٹھل عطا ہوا، اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر کی تین سوساٹھ خصالتیں پھر فرمایا شادمانی تیرے لئے اے ابو بکر کہ تو ان سب کا جامع ہے۔

اور صدیق سے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت کے تمام دروازوں سے بلائے جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو امح الکلم عطا فرمائے گئے ابو بکر صدیق کو بھی فصل خطاب و حسن کلام میں پایہ رفیع عطا ہوا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ درست اور طول خاموشی اور بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا اور آپ کو مبلغ الناس کہا گیا۔

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

الحمد لله رب العلمين O والصلوة والسلام على افضل المرسلين  
واله وصحبه اجمعين حسبنا الله ونعم الوكيل O على الله توكلنا ولا  
حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم O

## مقدمہ تحقیق معنی افضلیت میں

مشتمل دس تبصروں پر:

تبصرہ اولیٰ: حضرت حق سبحانہ وجل جلالہ نے جب انبیاء کرام علیہم

الصلوة والسلام کو آرام گاہ عالم ارواح سے ہدایتِ خلق کے لئے دارالہجوم والاحزان  
میں بھیجا، ہر وقت ہر زمانہ میں خیار امم ان کی صحبت و معیت و استلاف و موافقت کے  
لئے پیدا کئے، تا (کہ) زمانہ نبی میں اس کی خدمت و رفاقت و نصرت و اعانت سے  
بہرہ یاب ہوں اور اس کے سایہ عافیت میں دودھ پیتے بچوں کی طرح پرورش پا کر  
اس کی عادتیں سیکھیں اور مخلوق باخلاق الیہ ہو جائیں، پھر جب پیغمبر رحلت فرمائے اس  
کی نیابت اور خلق کو اس کی روش پر ہدایت اور اس کی شرع کی طرف ارشاد و دعوت  
کریں اور جو لوگ مشرف بایمان ہوں ان کے اخلاق و عادات دیکھ کر نبی کی عادات  
و اخلاق سیکھیں اور ہم نشینان گل میں بوئے گل پا کر مشامِ جام تازہ کریں، بعدہ جب  
ان لوگوں کی تعلیم و ارشاد و تخلق و اعتقاد کا اثر عالم سے زائل اور یہ سلسلہ تنہا ہی ہو جائے  
اور خلق از سر نو مرشد مستقل کی محتاج ہو، اس کے بعد دوسرا پیغمبر بھیجا جائے اور وہ  
سلسلہ طیبہ جیسے پہلے شروع ہوا تھا پھر نظام پائے، عرصہ بعید و مدت مدید تک عالم اسی

ذباب و ایاب اور نجوم رسالت کے طلوع و غروب میں تھا کلمہ اہلک نبی خلفہ نبی (۱) (۲)، فترت عیسوی میں جو ظلمت و تاریکی عالم پر چھائی، کبھی نہ تھی، مذہبِ فاسدہ و عقائدِ فاسدہ بیش از بیش مجتمع ہوئے، فرق کفار کا اشعب بکثرت تھا اور اہم سابقہ کی گمراہی و ضلالت اور تازہ احداث و ابتداء علاوہ۔

اب وقت وہ آیا کہ آفتابِ حتمیت طلوع فرمائے اور عالم میں اس بادشاہِ عرش بارگاہ کا حکمِ احکم جاری ہو جسے جنابِ باری کی خلافتِ عظمیٰ حاصل اور اس کی دعوت و ہدایت سب سے قوی و کامل ہو، شریعت اس کی کہ خاتم الشرائع ہے ایسی عمدہ تہذیب و غایتِ اعتدال میں واقع ہو جسے اختلافِ امصار و تبدلِ اعصار نہ بدل سکے اور اصحاب اس کے صفاتِ فاضلہ میں ایسے کامل و منتہی ہوں جن کے تخلق و اختیار و ہدایت و ارشاد کا اثر تاقیامِ قیامت زائل نہ ہونے پائے کہ یہ سلسلہ معدوم ہو کر عالم کو پھر ہادیٰ بالاستقلال کی حاجت پڑے گویا کہ (آیت) کریمہ ﴿کتبم خیر امۃ﴾ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر (۳) میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

(۱) ترجمہ: جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی دنیا میں تشریف لے آتا۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن نبی اسرائیل، حدیث ۳۳۵۵، دار الکتب

العلمیہ، بیروت، ۲/۴۶۱

(۳) ترجمہ کنز الایمان: بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے

ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ (۳) پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰

پس حکمتِ الہیہ نے صحبت و نیابتِ سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترین عالم تھے، اور نفوسِ قدسیہ ان کے فضائلِ محمودہ میں سب سے اعلیٰ و اکرم، تربیتِ ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعتِ غرائے بیضائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارگراں جسے قولِ ثقیل سے تعبیر فرماتے ہیں ﴿انا سنلقى علیک قولاً ثقیلاً﴾ (۱) ﴿﴾ (۲) اپنی دوش بہت پراٹھالیا اور باحسن و جوہ اس کی ترویج و تبلیغ کو انجام دیا، اپنے مولیٰ و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتیں اختیار کرنا اور ان کی چال چلنا ایسا سکھایا کہ سرِ ایا ان کا آفتاب رسالت کے رنگ میں رنگ گیا اور ہر رگ و ریشہ گلِ اصطفیٰ کی بو سے مہک اٹھا، اثر ان کے تخلق و تعلمِ عادات کا ہمیشہ باقی رہے گا اور نورِ اخلاقِ مصطفائی کا عالم سے کبھی محو نہ ہوگا اس لئے سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، قسی عمم ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ“

(۳) یعنی حق سبحانہ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل

(۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔

(۲) پ ۲۹، سورۃ الزلزلہ، آیت ۵

(۳) مسند احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، حدیث ۳۶۰۰، دار الفکر، بیروت، ۱۶/۲

تمام جہاں کے دل سے بہتر پایا پس انہیں چن لیا اور اپنا پیغمبر کر کے بھیجا پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندگان ملاحظہ فرمائے تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سب دلوں سے بہتر نظر آئے پس انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر کیا کہ اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔

آفتاب نیمروز سے روشن تر کہ محبت جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کی رفاقت و ملازمت اور دربارداری و خدمت گزاری کے لئے نہایت سنجیدہ و پسندیدہ و وفا دار و کار گزار و نیک اطوار لوگ جنہیں اپنی نظر میں تمام دنیا سے بہتر اور ان کے ملاکات نفسانیہ کو کل عادات حسنہ کا عطر سمجھتا ہے مقرر کرتا ہے، حق تبارک و تعالیٰ قادر مطلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید الخویین، کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسے حکیم بلند قدرت نے ایسے عظیم ذی وجاہت جان محبوبی کا ان عزت کے لئے خیار خلق کو جلیس و انیس نہ فرمایا۔

ایک روز جناب طیبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر شہیت الہی مستولی اور محاسبہ نفس میں کمال مشغولی تھی، سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضری چاہی، فرمایا بھیجا اس وقت میں ایک غم و کرب میں ہوں لوٹ جاؤ، حضرت ابن عباس نے کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں، آخر اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوف تاک باتوں سے ڈر رہی ہوں، حضرت ابن عباس نے فرمایا آپ کو مشرودہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: عائشہ میری بی بی ہے جنت میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں سے ایک



پہنکاری ان کے نکاح میں آئے، جناب عفت مآب نے فرمایا تم نے میرا غم دور کیا اللہ تمہارا غم دور کرے۔

فقہ روای الامام ابو حنیفہ عن الہیثم عن عکرمہ عن ابن عباس انہ استاذن علی عائشۃ فارسلت الیہ انی احد غما و کربا فانصرف فقال للرسول ما انا اُی بنصرف حتی ادخل فرجع الرسول فاحبرها بذلك فاذنت له فقالت انی احد غما و کربا انی مشفقۃ مما احاف علیہ فقال لہا ابن عباس امیری فواللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عائشۃ زوجی فی الحنۃ و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرم علی اللہ ان یزوجہ جمرۃ من جمر جہنم فقالت فرجت عنی فرج اللہ عنک۔ (۱) (۲)

بالحمد جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان ان کے اصحاب کرام کی رفعت مکان کو سترم، جو کور باطن ہے بصیرت ان میں سے کسی پر ظمن سے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خیانت کرتا ہے جناب الہی کے کمال قدرت و عظیم حکمت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عایت محبوبیت و نہایت کرامت و منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لئے ارشاد ہوا، "اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ"

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس حدیث سے پہلے موجود ہے۔

(۲) شرح مسند امام عظیم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۷۶

فی اصحابی لا تتخلوہم غرضاً من بعدی فمن احبہم فحسب احبہم  
 ومن ابغضہم فبغضی ابغضہم ومن اذہم فقد اذانی ومن اذانی فقد  
 اذی اللہ ومن اذی اللہ فیہ شک اللہ ان یاخذہ (۱) اللہ سے ڈرو اللہ سے  
 ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق  
 میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں نشانہ بنا لینا میرے  
 بعد، جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے دوستی رکھتا ہے اور جو ان  
 سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے کینہ رکھتا ہے اور جس نے انہیں ایذا  
 دی اس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے  
 اللہ کو ایذا دی سو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔

اللہ راضی ہو فرقہ تاجیہ اہلسنت وجماعت سے وہ ایسے ہی امور پر لحاظ کر کے  
 فرماتے ہیں "الصحابۃ کلہم خیار عدول لا یتکلم فیہم الا  
 بحسب (۲)" (۳) اور اہلسنت کیا کہتے ہیں خود صاحب سنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۸۸۸، دار الفکر، بیروت، ۳۶۳/۵

(۲) ترجمہ صحابہ سب کے سب صالح اور عادل ہیں ہم ان کے بارے میں جب بھی کلام کریں  
 گے بھلائی کے ساتھ ہی کریں گے۔

(۳) صحیح ابوداؤد، فضائل الصحابہ، بعد الطغفانہ، کراچی، ص ۱۷

نوٹ: اس میں الفاظ یہ ہیں: "وان ذکر احدنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا بخیر راجح  
 والذکک احب جمہور العلماء الی ان الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلہم عدول۔"

فرمایا، طب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اذا ذکر اصحابی  
فامسکوا" (۱) جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو زبان روک لو۔

فرض اس میں شک نہیں کہ صحابہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعد انبیاء و  
مرسلین کے خیر المطلق و افضل الناس تھے مگر جبکہ منظور الہی تھا کہ شریعت محمدیہ علیہ افضل  
الصلوة و الحقیہ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم سے خاص اور بعثتہ و الا کسی زمان و مکان پر  
مقتصر نہ ہو اور نہ ظاہر کہ قلوب ہاس قبول نصیح و استفادہ و استرشاد میں مختلف ہوتے  
ہیں بعض پر نزی سربیع الاثر ہوتی ہے اور بعض بعثت و نعتی مانتے ہیں لہذا حکمت الہیہ  
مستغنی ہوئی کہ حاملان شریعت و تابیان رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں کسی کے سر پر  
ارحم امتی سامتی (۲) (۳) کا تاج رکھا جائے اور کوئی "اشدھم فی  
امر اللہ (۴)" کا خطاب پائے، علاوہ بریں جب رحمت الہی ان کی طرف بے حد و  
پایاں متوجہ ہے اور سب شریف شریف چورضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (۵)  
کے (۶) سے بہرہ مند، عزت و وجاہت ان کی خواستگار ہوئی کہ ان میں سے اکثر کو

(۱) التعمیم الکبیر، الحدیث ۱۰۳۳۸، دارالمدینا ما تراث العربی، ص ۱۰۰/۱۹۸

(۲) ترجمہ بھری امت میں سے بھری امت پر سب سے بڑا امیر یاں۔

(۳) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۱۶-۳۸۱۵، دار الفکر،  
ص ۵/۳۳۵

(۴) ترجمہ ان میں سے اللہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ نعت۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی (۶) پ ۳۰، سورۃ المائدہ، آیت ۸

شاعت ہائے خاصہ کرامت فرمائیں تا (کہ) باعث ان کی زیادت اعزاز و فہرہ امتیاز  
کا ہو، بنا برآں بہت اصحاب کرام الطاف و عنایات خاصہ سے ممتاز ہوئے کہ ان کے  
غیر میں نہ پائی جائیں گو ان سے اعلیٰ و افضل دوسروں میں موجود ہوں، مثلاً:

خ م اول تیر کہ راہ خدا میں پھینکا گیا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا تھا۔ (۱)

اور خ م سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اور حضرت زبیر بن  
العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریف خداک امی و اعلیٰ (۲) سے مشرف فرمایا۔ (۳)  
خ م حواری حضور کے حضرت زبیر ہیں۔ (۴)

اور ت عبد اللہ بن عباس دو بار رقت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ممتاز۔ (۵)

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذبح و القربان، حدیث ۲۹۶۶، دار المعنی، بیروت، ۱۵۸۶

(۲) ترجمہ سیرے ماں باپ تم پر خدا۔

(۳) صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الزبیر بن عوام، حدیث ۳۷۳۸، دار الکتب العلمیہ،  
بیروت، ۵۳۰/۲

(۴) صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب فضل اطفالہ، حدیث ۲۸۳۶، دار الکتب العلمیہ،  
بیروت، ۲۶۷/۲

(۵) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن عباس، حدیث ۳۸۳۱، دار الفکر،  
بیروت، ۳۳۸/۵

ت سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی۔ (۱)

ت ابو ذر سارا ست گفتار زبر آسمان نہیں۔ (۲)

ت ق حب مس حسن قرأت میں ابی بن کعب کو سب پر سہقت  
(۳) زید بن ثابت فرأخض دانی (۴) اور معاذ بن جبل علم حلال و حرام میں قاتق (۵)

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اسامہ بن زید، حدیث ۳۸۴۵، دار الفکر، بیروت ۳۳۷/۵.

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ذر غفاری، حدیث ۳۸۴۷-۳۸۴۷، دار الفکر، بیروت ۳۳۰/۵.

(۳) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب، حدیث ۳۸۰۹، دار الفکر، بیروت، ص ۹۲۸.

سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب من فضل ابی بن کعب، حدیث ۳۹۰۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۸۷۵.

(۴) سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت، ابی بن کعب و ابی عبیدہ و ابن الجراح، حدیث ۳۷۹۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۸۵۹.

(۵) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۳۸۴۵، دار الفکر، بیروت، ص ۳۳۷/۵.

ابو عبیدہ اس امت کے امین۔ (۱)

خ م سعد بن معاذ کے انتقال سے عرش خدا اہل گیا۔ (۲)

خ م اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا۔ (۳)

خ م سیدنا ابوموسیٰ کو مزمار آل داؤد عطا ہوا۔ (۴)

خ م خدیفہ صاحب اسرار ہوئے۔ (۵)

م حمیم داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ جسارہ تلفظ حدثنا

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب مناقب ابی عبیدہ بن الجراح، حدیث ۳۷۴۳، دار الفکر، بیروت، ص ۹۵

(۲) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ، حدیث ۳۸۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۶۱/۲

(۳) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب خدیجہ التیمی، حدیث ۳۸۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۶۵/۲

(۴) صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن صوت بالقرآن، حدیث ۵۰۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳۱۶/۳

(۵) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب التیمی، باب مناقب عمار و خدیفہ، حدیث ۳۷۴۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۳۵/۲

تمیم الداری حکایت فرمایا۔ (۱) اور عس صدیق کا سابق باخیر ہونا فاروق سے  
بکرا حدیثی عمر نقل کیا۔ (۲)

م ت واللفظ لت حضرت جلیب جب شہید ہوئے حضور ان کی نعش  
اپنے دستِ اقدس پر اٹھا کر لے چلے اور ارشاد فرماتے تھے "جلیب منی و انا  
من جلیب جلیب منی و انا من جلیب جلیب منی و انا من  
جلیب (۳) جلیب میر اور میں جلیب کا، جلیب میر اور میں جلیب کا،  
جلیب میر اور میں جلیب کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وحشرنا فی  
زمرۃ محییہم یوم الدین امین۔ (۴)

یہ تو عموم صحابہ کے بحارِ فضائل سے ایک خفیف قطرہ تھا اور صحرائے فواہل کا  
ادنیٰ ذرہ، پھر اے اشتیاق بھرے دل اور انتظار والے کان! کیا پوچھتا ہے حال ان  
چار سردارانِ امیر و سیدانِ اخیر کا جو اس بارگاہِ عرشِ اشتہاء کے پہلے صدرِ نعمانِ بزم  
عز و جاہ ہیں، جن کی کرسی عزت خاص پایہ تختِ سلطانی سے پہلو پہ پہلو بچھائی جاتی

(۱) صحیح مسلم، کتاب العن، قصۃ الساسۃ، حدیث ۲۹۳۲، دارالمنی، بیروت، ۱۵۷۵

(۲) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۰۰/۹۵

(۳) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحاب، باب فضائل جلیب، حدیث ۲۳۷۲، دارالمنی، بیروت،  
۱۳۳۱

(۴) ترجمہ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارا حشر ان کے ہمین میں  
فرمائے، آمین۔

ہے اور اس خسر و کون و مکان کے بعد چتر شہر یاری ان کے پاک مبارک سروں پر  
 قربان ہوتا ہے۔ ع قیاس کن زگستان من بہار مرا (۱) روئے زمین کے  
 رنگ دانے ایک ایک کر کے گن لیجئے آسمان کے تارے فردا فردا شمار کر دیجئے مگر حاشا  
 کہ ان کے فضائل خاصہ و مناقب مختصہ پائے بند زنجیر حصر و شمار ہوں۔

عزج ۱۱۱ اگر درخت قلیمیں اور دریا سیاہی اور طباق آسمان اور اوراق ہو جائیں اور  
 تمام جن و انس تا قیام قیامت لکھنے پر کمر باندھیں عجب کیا کہ ہنوز روز اول ہو۔

ف و علی لفظن و اھلبہ لجسہ یعنی الزمان و فیہ مالم یوصف (۲)

یہی سبب ہے کہ ان چار ارکان قصر ملت و چار انہار باغ شریعت کے  
 فصائل و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کے مناقب پر تنہا  
 نظر کیجئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں اور ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

ف بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگریم بہار و امن دل می کشد کہ جا انتخابت (۳)

(۱) ترمذی: میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کر۔

(۲) ترمذی: مجھ پر طرح طرح کا کلام وارد ہو اور میں اس میں جلدی جلدی کلام کروں، زمانہ فنا  
 ہو جائے مگر اس میں اس کی توصیف نہ ہو سکے۔

(۳) ترمذی: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گل رعنا کی  
 خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ (بہار کی) اصل جگہ تو یہی



علی الخصوص شیعہ شہستان ولایت بہار چمنستان معرفت خاتم خلافت نبوت  
 فتح سلاسل طریقت طاہر مطہر قاسم کوثر امام الواسلین سید العارفین مولیٰ المسلمین  
 امیر المؤمنین ابو الائمہ الطاہرین مطلوب کل طالب اسد اللہ الغالب مقلد امیر اہلباب  
 والغرائب سیدنا مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حشرنا فی  
 زمرنہ فی یوم عقیقہ امین (۱) کہ اس جناب گردوں قباب کے حامد جلیلہ و مناقب  
 جلیلہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے لئے وارد نہیں۔ [۱] امام احمد  
 بن حنبل فرماتے ہیں [۲] "ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ

[۱] قول: دوسرے کے لئے وارد نہیں، زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں "علماء نے  
 فرمایا طاہر اسب اس کثرت و اشتہار کا یہ ہے کہ نبی امیہ اس جناب کی تعظیم شان کرتے  
 تھے تو جس محدث کے پاس مناقب مرتضوی سے جو کچھ تھا وہ اسے مشتہر کرتا اور وہ لوگ جس  
 قدر ان کے مناقب بچھانا چاہتے اور محدثین کو ان کی تھریٹ پر ڈراتے اسی قدر فضائل والا  
 زیادہ انتشار و اشتہار پاتے ۱۴ من۔"

[۲] قول: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اثنی عشر اور اسی کے مثل مروی ہوا ابو عبد الرحمن نسائی  
 اور ابویعلیٰ نیشابوری اور اسمعیل قاضی سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کما نقلہ الزرقانی  
 فی شرح المواہب فی ذکر کتاب المعصوفی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴ من۔

(۱) تبرک اللہ تعالیٰ تحت دن (قیامت کے دن) میں ہمارا حشر ان کے گروہ میں فرمائے، آمین۔



وبنت محمد سکی و عرسی      مشروب لحمها بدنی و لحمی  
 وسطا احمد ابنای منها      فایکم له سهم کسہمی  
 سفتکم الی الاسلام طراً      غلاماً ما بلغت او ان حلمی (۱) (۲)

فقیر غمخوار اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ سے اس سرکار کی مدد اسی مقبول دارین میں عطا فرمائے ان پانچ اشعار کریمہ کا پانچ شعر میں ترجمہ کر کے شاہد سرمایہ ناز عرب کو لباس ننگ و چست قارس پہنایا اور دیگر فضائل کی اضافت سے گلدستہ ہارے ایمان بنا دیا۔

### منقبت

السلام اے احمدت صبر و برد اور آدھ      حمزہ سردار شہید ان مہما کبر آدھ  
 جعفرے کوئی پر صبح و مسابا قہ سیان      با تو ہم مسکن پلٹن پاک ماور آدھ

(۱) ترجمہ: نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے بچا زاد بھائی اور صبر (سر) ہیں اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بچا ہیں اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح شام ملائکہ کے ساتھ اڑتے ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں، اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبی میرے گھر میں رہائش پذیر اور میری دلہن ہیں، ان کا گوشت میرے بدن اور میرے گوشت سے ملا ہوا ہے اور احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں نواسے ان (قاطر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے میرے بیٹے ہیں، تم میں سے کس کے لئے (ان فضائل میں سے) میرے حصے کی طرح حصہ ہے، میں تم پر اسلام کی طرف سہت لے گیا بھیجن کی حالت میں جبکہ میں ابھی جوانی کے لمحات کو نہیں پہنچا تھا۔ (۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، حدیث ۶۴۶۳، ۳۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳/۳۹

ہانت احمد رونق کا شانہ و بانوئے تو گوشت و خونت پشمش شیر و شکر آمدہ  
 ہر دور یمان نبی گلہائے تو ز ان گلزمین بہرہ کجیبت زین باغ برتر آمدہ  
 می جمیدی گلستان اور باغ اسلام و ہنوز غنچہ ات نکلست وئی نخلے دگر بر آمدہ  
 ہر نبی را ز ریت در صلب او نیبادہ اند نسل پاک مصطفیٰ از پشت تو بر آمدہ  
 نرم نرم از بزم دامن پییدہ رفتہ بادند۔۔۔۔۔ (یہاں بیاض ہے) (۱)

صدیق اکبر کے خصائص سے اس قدر بس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ان کی شان گرامی کو تمام شانوں سے الگ کر دیا اور انہیں خاص اپنی ذات پاک کے

(۱) ترجمہ اسے اپنی تعریف کرنے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر (داماد) اور بیچار اور بھائی  
 (یعنی بیارے علی) آپ پر سلام ہو، شہیدوں کے سردار حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے  
 بڑے چچا ہیں، اور حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جو صبح و شام ملائکہ کے ساتھ (سیر کوڑتے  
 ہیں) اسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اور آپ دونوں ایک ہی ماں کے پاکیزہ بطن سے پیدا ہوئے  
 ہیں، آقائے کاکات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھج جگر آپ کے کا شانہ القدس کی رونق اور آپ کی  
 زوجہ ہیں، آپ اور سیدہ النساء ایک دوسرے کے ساتھ کھل مل گئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم کے دونوں پھول (یعنی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ ہی کے گلستان کے گل رحنا ہیں، آپ  
 کے انہی گلچشم کی وجہ سے باغ کی رونق زیادہ ہے، باغ اسلام کی طرف آپ کا جھکاؤ اس وقت بھی  
 تھا جبکہ بھی آپ کی کلی میں کھلی تھی اور نہ ہی اس وقت کوئی دوسرا پودا تھا، ہر نبی کی اولاد اسی کی صلب  
 میں رکھی گئی لیکن سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل پاک آپ سے چلی، بزم دامن کے چنے  
 ہوئے نرم و نازک پھول مر جھار ہے ہیں تیز ہوا۔۔۔۔۔

لئے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے، ”خ“ ہل انتم تار کولی صاحبی ہل  
انتم تار کولی صاحبی“ (۱) کیوں تم سے ہو سکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لئے  
چھوڑ دو کیوں تم سے ہو سکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لئے چھوڑ دو۔

حق جلا و علا نے انہیں ثانی اثین خطاب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، ”خ م ت“ ماظنک یا ابا بکر بائین اللہ ثالثہما“ (۲) اے  
ابو بکر تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا خدا ہے۔

سبحان اللہ، کن دو کے تیسرے، ایک رب الغلمین جل جلالہ دوسرے افضل  
المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ف ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی واللہ کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

فاروق اعظم امیر المؤمنین امام العادلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوہر نفس کو  
خدا جانے صبغۃ اللہ نے کس رنگ پر رنگا تھا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ات مس طب عس ”لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب

(۱) بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی ”لو کنت متخذاً خلیلاً“، حدیث ۳۶۶۱، دار

الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۱۹/۲

(۲) بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب المهاجرین وفعالہم، حدیث ۳۶۵۳، دار الکتب

العلمیہ، بیروت، ۵۷۱/۲

“(۱) اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

شیطان اس جناب کے سایہ سے بھاگتا اور جب چہرہ اقدس پر نظر پڑتی تازیانہ جلال فاروقی کی تاب نہ لا کر منہ کے بل گر پڑتا، سب نے اسلام کی طرف رغبت کی اور انہیں اس سے عزت ملی بخلاف عمر بن الخطاب کے کہ اسلام نے ان کی طرف رغبت کی اور اسے ان سے عزت ملی، نہ آئے جب تک نہ بلایا اور نہ اٹھے جب تک نہ اٹھایا۔ یہاں چند کلمات شاہ ولی اللہ صاحب کے فقیر کو کس قدر پسند آئے کہ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں ”تدبیر غیب اور اخوانی نحو ای باسلام آورد مصرعہ گرنیاید بخوشی مومئے کشائش آرید مراد بود نہ مرید مخلص بود نہ مخلص شتان بین المرتبین دریں راہ نیامد تا آنکہ از درود یوارندایش نہ کردند و بر خوان نعمت ز رسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش خواندند رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ (۲) (۳)

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن خطاب، حدیث ۳۷۰۶، دار الفکر، بیروت،

۳۸۵/۵ (و لفظ الترمذی لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب)

(۲) ترجمہ: خواہی نحو ای تدبیر غیب اسے اسلام کی طرف لائی، مصرعہ، ”اگر وہ بخوشی نہ آتے تو انہیں بالوں سے کھینچ کر لے آتے“ ایسی صورت میں وہ مراد کہلائے گا مرید نہیں، مخلص ہوگا مخلص نہیں، اور ان دونوں مراتب میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اور وہ اس وقت تک اس راستے پر نہ آیا جب تک جب تک درود یوارنے اسے نہ پکارا نیز اس وقت تک وہ خوان نعمت تک نہ پہنچے جب تک کہ ہر زبان نے انہیں بار بار دعوت نہ دی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

(۳) ازالۃ الخفاء، مقصد دوم، ماثر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سہیل اکیڈمی، لاہور، ص ۳۲

ذو النورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتفاقاً مال میں وہ رہتا بخشا جس کے سبب

ت "ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ" (۱)  
 کا خلعت ملا یعنی اس کے بعد عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، اسکے بعد عثمان کچھ  
 کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

تجربہ جیش العصرہ، وقفہ ہر روز و زیادت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم روز  
 ازل سے اس غنی الدارین کا بہرہ خاص تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہجر  
 پارے نکاح میں آئے اور ان دو چاند سورج کے سبب ذی النورین لقب پایا اور فضیلت  
 پر فضیلت یہ کہ حضور نے ارشاد فرمایا عس "اگر میری چالیس (۴۰) بیٹیاں ہوتیں  
 ایک کے بعد ایک عثمان کے نکاح میں دیتا (۲)، کتابت قرآن عظیم سے پہلے مشرف،  
 اور ص لوط علیہ السلام کے بعد اول مہاجر خدا کی طرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۳)  
 بالجملہ اصل بات وہی ہے کہ

(۱) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث ۳۷۲۰، دار الفکر، بیروت،

۳۹۱/۵

(۲) کنز العمال، کتاب فضائل صحابہ، فضائل ذو النورین عثمان، حدیث ۳۶۲۵۱، دار

الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۸/۳

(۳) المعجم الکبیر، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۱۳۳، دار احیاء التراث العربی،

بیروت، ۹۰/۱

و بہر گلی کہ ازیں چار باغ می نگرم بہار دامن دل می کشد کہ جان بخت است (۱)  
 اگر کلام کو اس کے نظام سے خارج کرنا اور سوق بیان کی غرض و غایت سے  
 دور جاننا مطلق مرام نہ ہوتا تو سمند خامہ کو کہ اشتیاق جولان میں لگا میں چاہتا اور باگیں  
 توڑتا ہے چند سے رخصت غرام دی جاتی مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک  
 جواب یاد آیا اس نے تسکین کر دی، کسی سردار نصرانی نے آپ سے حضور سید المرسلین صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت دریافت کی، فرمایا: تفصیل تو میری قدرت میں نہیں اور  
 اجمال یہ ہے کہ جیسا مرسل و پیار رسول۔

اسی طرح شرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات کے فضائل  
 کو اندازہ کیا جائے والسلام۔

تبصرہ شانسیہ: سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات باریکات سے  
 انہیں انتساب دو جہاں کی عزت اور کیسی عمدہ شرافت ہے، صو "اولاد انصار سے  
 ایک مرد کو کسی نے بعد ان کے انتقال کے خواب میں دیکھا، پوچھا: خدا نے تمہارے  
 ساتھ کیا کیا، کہا: بخش دیا، کہا: کس سبب سے، کہا: بسبب اس مشابہت کے جو مجھے  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھی، کہا: تم سید ہو، کہا: نہیں، کہا: پھر مشابہت کیسی،

(۱) ترجمہ: جب میں ان چار باغوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں سے کسی ایک کے گل رحمت کی  
 خوبصورتی کی طرف دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ (بہار کی) اصل جگہ تو یہی



کہا ایسی جیسے کتے کو راعی سے ہوتی ہے" (۱)

ابن عدیم کہتے ہیں میں نے اس مشابہت کی یہ تعبیر دی کہ وہ مرد انصاری  
المنب تھا، بعض علماء فرماتے ہیں: میں نے اسے انتساب علم خصوصاً علم حدیث کے  
ساتھ تاویل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سب سے زیادہ قریب مجھ  
سے وہ لوگ ہیں جو مجھ پر درود بہت بھیجتے ہیں اور اہل حدیث (یعنی محدثین) کی درود  
سب سے زیادہ ہے" (۲)۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قول ثانی اعلم ہے کہ چہ شہہ سگ و شہان میں  
محافظة کو پسند ہے اور علماء بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اس گروہ  
خونخوار یعنی شیطان ستمگار سے تمہیان ہیں۔ جب مجرد انتساب پر یہ حال ہے تو ان کا  
کیا کہتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے ہیں اور حضور کے بدن اقدس کے  
تکڑے، گوشت و پوست ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خون سے بنا، اور  
سراپا ان کا اس جو ہر شریف میں خیر کیا گیا، اللہ اللہ وہ رخشندہ موتی جو بحر اصطفا سے  
اٹکے، اور وہ زیندہ پھول جو شاخ نبوت میں پھولے، علی الخصوص حضرت جناب جگر پارہ  
رسول خاتون جہاں بانوئے جنان سیدۃ النساء فاطمہ زہرا اور اس دو جہاں کی آقا زادی  
کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخ سیادت کے دو پارے،

(۱) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجید، بمبئی، ص ۲۳۲

(۲) صواعق محرقہ، کتب خانہ مجید، بمبئی، ص ۲۳۲

باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین سعیدین شہیدین  
 تقیین تقیین نیرین زاہرین ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دارِ حسی  
 و درِ حسابہم یوم تعرض الاعمال عرضا امین (۱)، پھر ان سے جو آگے نسل  
 علی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آ بشار ﴿یطہرکم تطہیرا﴾ (۲) (۳)  
 سے پانی ملا اور کسم "احسرج منکما کثیرا طیباً" (۴) نے نشوونما دیا، سبحان اللہ  
 وہ برکت والی نسل جس کے منتہی حضور سید الانبیاء علیہ التحیۃ و التثانیہ اور وہ شجرۃ طیبہ جس کی  
 توقع مہج ﴿اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء﴾ (۵) (۶)

قط حب ایک غلام قریشی نے سید الغلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خون حجامت  
 لیا، حضور نے ارشاد فرمایا "احسرت من النار و بیروی قال اذهب فقد  
 احسرت لفسک من النار" (۷) یعنی تو دوزخ سے بچ گیا یا فرمایا جا کہ تو

(۱) ترجمہ اللہ تعالیٰ ان سے خوب راضی اور اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اعمال پیش ہونے کے دن  
 ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

(۲) ترجمہ کنز الایمان جنہیں پاک کر کے خوب سترا کر دے۔

(۳) پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۳

(۴) صواعق محرقہ، مکتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۱۳۲

(۵) ترجمہ کنز الایمان، جس کی جزا قائم اور شائیں آسمان میں (۶) پ ۱۳، سورۃ ۱۳، آیت ۲۳

(۷) ۱ انصاف لکھنوی، مکتبہ اٹھانیہ، پشاور،

2 البدیع، ص ۸، المکتبۃ العربیۃ السعودیۃ، ریاض، ۱۳۷۱ھ

نے اپنی تین (اپنے آپ کو) دوزخ سے بچا لیا۔

عزیز! جب حضور کے خون پاک کی برکت سے آتش دوزخ حرام ہوگئی تو جو اسی خون سے بنے ہیں اور وہ ان کی رگ و پے میں ساری ہے ان کے غلاموں کو

دوزخ کی آنج کیوں کر پہنچ سکتی ہے اسی لئے ارشاد ہوتا ہے، **طِب رْتِم** "ان فاطمة احصت فرجها فحرمها اللہ و ذریعتها علی النار" (۱) ونگل قاطر نے اپنی عفت نگاہ رکھی پس خدا نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا۔

اور حدیث صحیح میں آیا، **دھس** "وعدنی ربی فی اهل بیتی من اقر منہم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعدیہم" (۲) میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے حق میں وعدہ کیا جو ان میں سے خدا کی وحدانیت اور میری تبلیغ رسالت کا اقرار کرے گا اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔

بنا قول صحیح، کذا ذکر ابن حجر فی -- لبعاء -- ردہ الذهبی نقلہ  
المنائوی ۱۴ من

(۱) المحدث رک علی التمسین للحاکم، کتاب المناقب، مناقب فاطمة بنت رسول اللہ، حدیث  
۱۳۵/۳، ۱۳۷۷  
(۲) المحدث رک علی التمسین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحاب، حدیث ۱۳۷۷، ۱۳۷/۳، ۱۳۷/۳

اور بروایت ثقات وارد ہوا، **ص** حضور نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا "ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک" (اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیرے بچوں کو)۔

اور وارد ہوا، **مع** فرمایا "سئلت ربی ان لا بدخل النار احدا من اهل بیتی فا عطانی ذلک" (۲) میں نے اپنے رب سے سوال کیا میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے پس اس نے مجھے یہ عطا کیا۔

اور فرماتے ہیں، **طب قط** "اول من اشفع له من امی اهل بیتی الا قرب فالاقرب" (۳) الحدیث "میں اپنی امت میں پہلے شفاعت اپنے اہل بیت کی کروں گا جو نزدیک تر ہیں پھر جو نزدیک تر ہیں۔

مولانا علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ فرماتے ہیں، **مع** "سمعت رسول اللہ صلی

ﷺ وكذا اخبره ابو القاسم بن بشران في اماليه كما في ص ۱۴ من

(۱) المعجم الکبیر، ص ۱۶۸۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۱/۱۱/۲۰

(۲) کنز العمال، کتاب المنازل، باب خاص فی فضل اہل بیت، ص ۳۳۱۳۳، دار الکتب

العلمی، بیروت، ۱۴/۱۴/۲۳

(۳) المعجم الکبیر، ص ۱۳۵۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴/۱۴/۲۳

اللہ علیہ وسلم یقول اللهم انهم عترۃ رسولک فہب مسہم  
لمحسبہم وھبہم لی ففعل قلت ما فعل قال فعلہ ربکم بکم ویفعلہ  
بمن بعدکم“ (۱) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے سنا، الہی! وہ  
تیرے رسول کی آل ہیں پس ان کے بدکار کو، ان کے نیکو کار کو بخش دے اور ان سب کو  
مجھے دے ڈال، پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، میں نے عرض کیا: کیا کیا، فرمایا: تمہارے  
رب نے یہ تمہارے ساتھ کیا اور جو تمہارے بعد آئیں گے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی  
کرے گا۔

احادیث کہ اس نسل مکرم کے فضل میں وارد، دائرۃ احصاء شمار سے خارج ہیں،  
اے عزیز! روز قیامت سب نسب اور رشتے منقطع ہیں کوئی نہ پوچھے گا کس کا بیٹا کس کا

پوتا، ع کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیز سے نیست (۲)

خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فإذا نفيح فی الصور فلاں سائب  
بنہم﴾ (۳) پھر جس وقت پھونک ماری صور میں تو نہ ذاتیں ہیں ان میں۔

مگر نسب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضور سے رشتہ و علاقہ  
کہ یہ وہ عروہ و فحی ہے جسے کبھی انقطاع نہیں، قصہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے،

(۱) صواعق محرقہ، باب بشارتہم بالیوم، کتب خانہ مجید، یمن، ص ۲۳۵

(۲) ترجمہ: کہ اس معاملہ میں فلاں ابن فلاں (یعنی نسب) کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) پ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۰۱

و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہال کو حکم دیا لوگوں کو نماز کے لئے ندا کریں، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا "ما سال اقوام بزعمون ان فریبی لا تنفع کل سب و نسب تنقطع يوم القيمة الا نسی و سبی فانها موصولة فی الدلیا و الاحمرۃ" (۱) کیا حال ہے ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع دے گی، روز قیامت ہر رشتہ و نسب منقطع ہوگا سوا میرے نسب و علاقہ کے کہ وہ دنیا و آخرت میں جوڑا ہوا ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث بطریق عدیدہ حضور سے مروی کہ ان میں بعض کے

رہال اہل توثیق ہیں اور اسے نیکلی و حاکم و دارقطنی و بزار و طبرانی نے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و منذر و مسورہ وغیر ہم صحابہ سے روایت کیا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ذہبی کہتے ہیں

استاد اس کی صالح ہے اور ابن حجر نے صواعق میں بعض طرق کو صحیح کہا اور طب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ و جہ سے قصہ ام بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "تزعمون ان شفاعتی لا نسال اهل بیتی وان شفاعتی نسال صداء و حکما" (۲) تم گمان کرتے ہو میری شفاعت میری اہل

(۱) السنن الکبریٰ کتاب الکلاخ، حدیث ۱۳۳۹۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۰۲/۷

(۲) المعجم الکبیر، باب منذر النساء، ام بانی بنت ابی طالب، حدیث ۱۰۳۰، دار احیاء التراث العربی،

ہیت کو نہ پہنچنے کی حالانکہ میری شفاعت تو صداء و حکم کو پہنچنے کی کہ دو قبیلے ہیں اہل عرب کے یمن میں یعنی جب دور والے عمر و ہم نہیں تو پھر گھر والے تو گھر والے ہیں۔

مگر بائیں ہر قرآن وحدیث نے ہمیں کان کھول کر سنا دیا کہ نسب و جزئیت عند اللہ مدار فضیلت نہیں بلکہ اس کا مدار عزیت دین و تقویٰ ہے، قال ربنا لبارک و تعالیٰ ﴿یٰٰہا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انسی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ التقکم﴾ (۱) اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک نر اور ایک مادہ سے اور کیا تم کو شاخیں اور قبیلے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک بزرگ تر تمہارا خدا کے نزدیک تمہارا بڑا پر بیز گار ہے۔ یعنی اصل تم سب کی ایک مرد و عورت سے ہے، نسب کی شاخیں اور قبیلوں کی ہدائیاں تو اس فرض سے ہیں کہ اپنے اقربا کو پہچان کر صلہ رحم کرو ہماری بارگاہ میں زیادت عز و وہاہت اسی سے ہے کہ پر بیز گاری زیادہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "خ م" عن امی ہریرہ اکرم الناس الفہم" (۲) زیادہ بزرگ لوگوں میں وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔ اور فرماتے ہیں، "انظر فانک لست بخیر من احمر و لا اسود

(۱) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۲) کنز العمال، کتاب الاطلاق، حرف الراء، صفحہ ۵۶۲۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳۰/۳

الا ان تفضلہ بتقوی اللہ“ (۱) دیکھ کر کسی سرخ و سیاہ سے بہتر نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقوائے خدا میں زیادہ ہو۔

اور فرماتے ہیں، ”طباً المسلمون اخوة لافضل لاحد علی احد الا بالتقوی“ (۲) مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں کسی کو کسی پر بڑائی نہیں مگر اسباب تقوی کے۔

اور فرماتے ہیں ”ان الله قد اذهب عنكم عية الجاهلية انما هو مثل من لقي و فاجر شقى الناس كلهم بنو آدم و آدم خلق من تراب“ (۳) بے شک خدا نے تم سے دور کیا نفرت جاہلیت کو، لوگ دو ہی قسم ہیں مسلمان پر نیز گار اور بد بخت تہاہ کار، آدمی سب اولاد آدم ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے۔

اور فرماتے ہیں، ”م ق“ ان الله لا ينظر الي صوركم و اموالکم ولكن ينظر الي قلوبکم و اعمالکم“ (۴) بیشک خدا تمہاری صورتیں اور مال

(۱) کوزل اعمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، حدیث ۵۶۲۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۳۱  
نوٹ: کتاب میں بتقوی اللہ کی جگہ صرف بتقوی ہے۔

(۲) انجم الکبیر، راوی حبیب بن فراس، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳/۲۵

(۳) شعب الایمان للصحیح، المربع و الثلثون حفظہ اللسان، حدیث ۵۱۲۷، دارالکتب العلمیہ،  
بیروت، ۳/۲۸۶

(۴) صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ و الآداب، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث ۳۳، دار السننی، بیروت،



نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

اور فرماتے ہیں، "ان انسا بکم هذه ليست بمسبة على احد  
كلکم بنو آدم ليس لاحد على احد فضل الا بدین او تقوی" (۱)  
تمہارے نسب (کسی کیلئے باعث عار) نہیں، تم سب اولاد آدم ہو کسی کو کسی پر بڑائی  
نہیں مگر دین یا تقوی سے۔

اور فرماتے ہیں، "يا ايها الناس ان ربکم واحد وان اباکم  
واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی  
عیر کم عند الله اتقکم لله" (۲) لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ  
ایک ہے، نہ کسی عربی کو بزرگی، نہ کسی سیاح کو سرخ پر مگر بسبب تقوی کے بہتر تمہارا  
خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔

اور فرماتے ہیں، جسر عکس الناس لادم و حواء ان الله لا  
يسالکم عن احسابکم ولا عن انسابکم يوم القيمة الا عن اعمالکم ان  
اکر مکم عند الله اتقکم" (۳) خدا روز قیامت تمہارے حسب پوچھے گا نہ نسب

(۱) مسند احمد بن حنبل، حدیث عقبن عامر، حدیث ۳۱۵، دار الفکر، بیروت، ۱۳۲/۶

(۲) مسند احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی، حدیث ۲۳۵۲۸، دار الفکر، بیروت، ۱۳۷/۹

(۳) کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف ال، التقوی، حدیث ۵۶۲۸، دار الکتب العلمیہ،

۱۱ اعمال کے، بیشک تم میں زیادہ بڑائی خدا کے یہاں اسے ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور فرماتے ہیں، "مَنْ ابْطَاهُ عَمَلُهُ لَمْ يَسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ" (۱) جس کے ساتھ اس کا عمل درنگ کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا یعنی جو اپنے اعمال میں گت رہا نسب سے نہ بڑھ جائیگا۔

اور فرماتے ہیں، "طَبَّأُ انْ اَهْلُ بَيْتِي يَبْرُونَ اَنَّهُمْ اَوْلَى النَّاسِ بِي وَبِسْ كَلْبِكَ انْ اَوْلَى النَّاسِ بِي مِنْكُمْ الْمُنْفِقُونَ مِنْ كَانُوا وَاَوْحَيْتُ كَانُوا" (۲) میرے اہل بیت کو خیال ہے کہ وہ سب میں زیادہ مجھ سے قریب ہیں اور ایسا نہیں ہے شک سب میں زیادہ نزدیک مجھ سے تمہارے پرہیزگار ہیں کوئی ہوں اور کہیں ہوں۔

اسے عزیز اگر نسب و جزائیت مدار فضیلت ہوتا تو سراپردہ ہائے عنفت آسمان رفعت کثیران درگاہ تقدس پناہ حضرات بقول زہرا زینب ورقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خدام بارگاہ والا جاہ مرتضوی پر تفضیل ہوتی بلکہ جناب سبطین کریمین بھی حضرت مولیٰ سے افضل ہوتے کہ ان کی قرابت کو ان جگر پاروں سے جو در حقیقت

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، فصل الاجتماع علی تلاوة القرآن، حدیث ۳۶۹۹، دارالمسنی، بیروت، ص ۱۳۳

(۲) التعمیر للکبیر للطبرانی، حدیث ۲۳۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۰/۲۰۰

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اجزائے بدن میں کیا مناسبت ہم حالانکہ یہ امر باجماع فریقین باطل، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

☆ قولہ کیا مناسبت، شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی در اشعة اللمعات در باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میفرماید بجکس بحسب شرف ذات و طہارت طینت و پاکی جو ہر فاطمہ و حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) نرسد واللہ اعلم امتی (۱) (۲)

اسی مقام پر نظر کر کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت فرماتے ہیں "لا افضل علی بضعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احداً (۳)" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ علامہ عبد الرؤف مناوی زیر حدیث "افضل نساء اہل الجنة" فرماتے ہیں "ہی و اخوها ابراہیم افضل من جمیع الصحابة (۴)" فاطمہ زہرا اور ان کے بھائی سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب صحابہ سے افضل ہیں۔ (حاشیہ جاری ہے)

(۱) ترجمہ: شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ اشعة اللمعات کے باب مناقب اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں: شرافت نسب و طہارت طینت و طہارت عنصر اور نظافت جو ہر کے اعتبار سے کوئی بھی فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک نہیں پہنچ سکتا (یعنی آپ کا نسب سب سے افضل و اعلیٰ ہے) اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ شیخ محقق کی عبارت ختم ہوئی۔

(۲) اشعة اللمعات، کتاب الفتن، مناقب اہل بیت، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ۶۸۵/۴

(۳) مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، مناقب اہل بیت، حدیث ۶۱۳۹، دار الفکر، بیروت، ۱۰/۱۴۱

(۴) فیض القدر للمناوی، حدیث ۱۳۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۸/۲

کو اپنا بیٹا اور جوانانِ اہل جنت کا سردار کہہ کے ان کے والد ماجد کو ان پر تفضیل دی،

”فقد اخرج ق عن ابن عمر ومس عنه وعن ابن مسعود وطب

عن قرۃ و ملک بن الحویرث و عس عن علی و ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہم اجمعین ” ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابناؤا هذا

ن الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة و ابوہما خیر منہما“ (۱)

و لفظ **طب** افضل منہما (۲) صححہ الحاکم و اسناد **طب**

حسن (اس کو حاکم نے صحیح کہا اور **طب** کی اسناد حسن ہیں۔ ت) یعنی حضور نے

ارشاد فرمایا میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین سب جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں

اور ان کا باپ ان سے بہتر و افضل ہے۔

(پچھلے صفحے کا حاشیہ) اقول پس اگر شرافتِ نسب و نظافتِ جوہر و طہارتِ عضو و طیب

طینت میں گفتگو کرتے ہو تو حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے افضل ہیں اور

ان امور میں بحث نہیں، دلائل تفضیلِ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں ان کا ذکر کیوں لاتے

ہو غرض حق یہ ہے کہ سنفضیہ کی کسی بات کا تھل نہ بیڑا۔ ۱۴۱ منہ

(۱) کنز العمال، الباب فاطمۃ و الحسن و الحسین، حدیث ۳۳۲۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵۲/۱۲

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، باب حسن بن علی، حدیث ۲۶۰۸، دار احیاء التراث، بیروت، ۳۸/۳

البتہ محبت طبعی اپنے عزیزوں قریبوں سے زیادہ ہوتی ہے اس میں ہمارا کلام نہیں، جاہ و کرامت دینی کا مدار وہی مزیت تقویٰ ہے کما مر، اسی لئے ارشاد ہوتا ہے،  
 طس (۱) ”فاطمۃ احب الی منک وانت اعز علی منہا“ (۲) اے علی  
 فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے اور تیری عزت میری نگاہ میں اس سے بیشتر ہے۔

تشبیہ نبویہ: سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابوت صرف ابوت جسمانی پر مقتصر نہیں بلکہ اس کی دوسری قسم روحانی ہے، اور یہ قسم اول سے اعلیٰ و اکمل، تمام مسلمان حضور کے مثل اولاد ہیں کہ زیر سایہ رحمت تربیت و پرورش پاتے ہیں اسی لئے ارشاد ہوتا ہے۔ اوسق حب عن ابی ہریرۃ ”انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم“ (۳) میں تمہارے لئے بجائے باپ کے ہوں تمہیں تعلیم کرتا ہوں۔  
 اور قرأت شافہ میں وارد ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم و

(۱) عن ابی ہریرۃ ورجالہ رجال الصحیح ۲ مناوی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے راوی صحیح (بخاری) کے راویوں کی طرح ہیں۔

(۲) انجم الاوسط، حدیث ۷۶۷۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۳۸۰

(۳) سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراہۃ استقبال القبلیۃ عند قضاء الحاجۃ، حدیث ۸، دار

احیاء التراث العربی، بیروت، ص ۳۷

وازواجہ امہاتہم وهو ابوہم ﴿۱﴾ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے، اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں، اور وہ ان کا باپ۔  
 علماء فرماتے ہیں حضور کی کنیتوں سے ایک کنیت ابوالمؤمنین ہے یعنی سب مسلمانوں کے باپ۔

پھر جو شخص مشیمہ بنفس و تکدرات ہو کی ظلمات سے باہر آ کر فضائے وسیع اتقا میں قدم رکھتا اور اس ولادتِ ثانیہ کے بعد ذکر خدا سے استہلال کرتا اور خونِ ناپاکِ جب دنیا کا تغذیہ چھوڑ شیرِ خوشگوار شریعت سے نشوونما پاتا ہے، اس کا نسبِ معنوی نہایت مستحکم ہو کر تربیتِ محمدیہ کا سچا بیٹا پیارا فرزند گنا جاتا ہے۔ اور یہ نسبِ ظاہری سے بغایت اعلیٰ و اعلیٰ ہوتا ہے، اسی لئے شرافتِ عالم کو شرفِ سید پر ترجیح و تفضیل ہے۔  
 انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں، **طس طص** ”آل محمد کل تقی“ (۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہر پرہیزگار ہے۔

امام الفریقین عارف اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز رسالہ اعلام الہدی و عقیدۃ ارباب التقی میں فرماتے ہیں ”کونک تنسب علیا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالصحبة اکمل فی وصفہ

(۱) الدر المنثور، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۶/۵۰۰

نوٹ: وهو ابوہم کی جگہ ’وہو اب لہم‘ ہے۔

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۳۳۳۲، من اسمہ جعفر، دار الفکر، بیروت، ۲/۲۹۵

من نسبة القرابة اذ هي نسبة صوربة والكل عال لان نسبة القرابة نسبة  
صوربة و نسبة الصحة نسبة المعنى (۱) (۲)

ترجمہ عوارف کے باب اول فی التمسک بالعقیدۃ الصحیحہ میں ہے "فک  
نست کہ محبت ہر محبوبے اقتضائے محبت کند باہر کے نسبت بہت قرب و قرابت ہا  
اور اردو صحابہ و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعضے ہم نسبت  
صورت و معنی و اشکند و بعضے مجرد معنی و نسبت معنوی از نسبت صوری کامل ترست (۳)"

(۳)

پس خوب ملحوظ و محفوظ رہے کہ صحابہ کرام میں کسی کو شرف جرات سے محرومی

(۱) ترجمہ تیسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سواہت سے  
منسوب کرنا نسبت قرابت سے مہسوف کرنے کی پہ نسبت زیادہ کامل ہے کیونکہ نسبت قرابت  
نسبت صوریہ ہے اور وہ سب حضور علیہ السلام کے عیال ہیں، کیونکہ نسبت قرابت نسبت صوریہ ہے  
اور نسبت محبت نسبت معنویہ ہے۔

(۲) رسالہ اعلام الہدی و عقیدہ دارباب اقصیٰ

(۳) ترجمہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محبوب کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر اس  
سے محبت کی جائے جو محبوب سے قرب و قرابت کی وجہ سے نسبت رکھتا ہے، بعض صحابہ کرام اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نسبت معنوی اور نسبت صوری  
رکھتے ہیں جبکہ بعض صرف معنوی نسبت رکھتے ہیں اور نسبت معنوی بہ نسبت صوری سے زیادہ کامل  
ہے۔

(۴) ترجمہ عوارف

نہیں، بلکہ وہ سب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل و عیال و اجزا و اطفال ہیں اور حضور سے اعلیٰ درجہ کا قرب و قرابت رکھنے والے، اسی جگہ فقیر عرض کرتا ہے:

### مثنوی

بگرد افر شرع پاک مصطفیٰ	وان صدف عرش خلافت اے فتنے
قطر ہا آن چار ہزم آراے او	زانکہ او گل بود و شان اجزائے او
ہر کہائے آن گل زیبا بدند	رنگ و بوئے احمدی می داشتند
قصہ کارے کرد آن شاہ جواد	ہر یکے انہی لہ گو یان ستاد
جنہش ابرو نہ تکلیف کلام	خود بود این کار اجزاء و السلام
آن عتیق اللہ امام الحکیمین	بود قلب خاشع سلطان دین
وان مرحق کو زبان آنجناب	ینطق الحق علیہ و الصواب
بود عیان شرمین چشم نبی	تغ زان دست جواد اعلیٰ
نیمت گردست نبی شیر خدا	چون ید اللہ نام آمد مرورا
دست احمدین دست اہل الجلال	آمد اندر بیعت و اندر قتال
سگر یزہ می زند دست جناب	مار میت اذرمیت آید خطاب
وصف اہل بیعت آمد اے رشید	فوق ابندیہم ید اللہ المجید (۱)

(۱) ترجمہ شریعت مصطفیٰ بہت بڑا سمندر ہے۔ اے نوجوان عرشِ خلافت کے یہ چارتا بناک موتی شریعت مصطفیٰ کے سمندر کی زینت ہیں اس لیے کہ وہ گل ہے (حاشیہ جاری ہے)



تبصرہ ثالثہ: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضامین واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے، جس کا ناصیہ دل آستانہ شرع پر جبین سائی سے منور اس پر یہ امر شمس و امس سے اظہر، احادیث صحیحہ و نصوص معتبرہ سے ثابت، کہ قیامت میں کھڑا ہونا ہزار دن کی عبادت اور ایک رات راہِ خدا میں

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (اور یہ اس کے اجزاء) اور جز کی شان کل کی شان ہوتی ہے جو کوئی اس کا گلہ زیا ہو (یعنی آپ کے ساتھ نسبت رکھتا ہو) تو وہ رنگ و بو حضور والی رکھتا ہے اور جو کوئی کسی کام کے لیے اس شہنشاہ سخاوت کی طرف رخ کرتا ہے تو آپ اس حاجت مند کے لیے انسی لہ فرماتے ہیں (یعنی میں اسی کے لیے ہوں)۔ نہ ابرو کو حرکت دیتے ہیں نہ کلام کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا کام خود بخود ہو جاتا ہے اور وہ (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کے دوست اور امام المؤمنین ہیں، ان کا دل خاشع اور وہ سلطان دین ہیں اور حضرت عمر راست گو ہیں آپ کے متعلق ہی یہ ارشاد ہے ”ینطق الحق علیہ و الصواب“ (یعنی آپ کی زبان اقدس سے حق اور درست بات نکلتی ہے) اور حضرت عثمان شرم و حیا والے چشمِ نبی ان کے لیے زبردست ڈھال اور سخاوت میں بے مثال ہیں اور حضرت علی شیر خدا نبی کریم کے دست و بازو ہیں، جیسا کہ آپ کے مبارک ہاتھوں کے لیے ”ید اللہ“ کا لقب آیا، اور حضور کا ہاتھ رب ذوالجلال کا دستِ قدرت ہے جیسا کہ بیعت رضوان اور جنگ میں آیا ہے، جب آپ نے اپنے دست مبارک سے کنگریاں پھینکیں تو اس پر ”سارمیت اذرمیت“ کا خطاب آیا، اے ہدایت پانے والے اہل بیعت کا وصف یوں آیا ”فوق ایدیہم ید اللہ“ کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ بزرگ و برتر کا دستِ قدرت ہے۔

پاسبانی ہزار رات دن کے صیام و قیام۔ (۱)

اور ۳ ایک شبانہ روز سجد کفار پر گھوڑے باندھنا مہینہ بھر کی روزہ داری و

شب بیداری اور عالم کی خدمت میں گھڑی بھر کی حاضری ہزار دن کی ریاضت۔ (۲)

اور **ن** عالم کی ایک ساعت کہ اپنے بچھونے پر تکیہ لگائے علم دین کا

مطالعہ کرے عابد کی ستر برس کی عبادت اور رمضان کا ایک روزہ ماہ حرام، اور ماہ حرام کا

اور دنوں کے تیس روزوں سے افضل ہے، اور عشرہ اول ذی الحجہ میں ایک روزہ صیام

یک سالہ، اور اشہر حرم میں پنجشنبہ جمعہ شنبہ کا اکیس سو برس کی عبادت، اور ماہ رمضان

میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا لا اقل ستر گنا۔ (۳)

**ق** مسجد القدس میں ایک رکعت پانچ ہزار، اور مسجد اقدس مدینہ میں پچاس

ہزار، اور مسجد الحرام میں ایک لاکھ، اور کعبہ میں بیس لاکھ رکعت کا ثواب رکھتی

(۱) کنز العمال، کتاب الجہاد، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۱۰۵۰۶، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۱۲۲/۴

(۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، حدیث ۱۹۱۳، دار المغنی، بیروت،

ص ۱۰۵۹

(۳) کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول فی الترغیب فیہ، حدیث ۲۸۷۸۵، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۶۷/۱۰

(۱)۔ ہے۔

قسی مدینہ طیبہ میں رمضان کے روزے غیر مدینہ میں ہزار مہینوں کے صیام  
اور ایک ہجرت اور جگہ کے ہزار ہجرت کی مثل ہے۔ (۲)

اسواک کے ساتھ نماز بے اسواک کی ستر نمازوں سے افضل۔ (۳)

اخ م د ت ق مس ہمارا کوہ احد برابر سونا صحابہ کے تین پاؤں  
برابر نہیں۔ (۴)

خ م ایک شخص اسی وقت مسلمان ہو اور جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو حضور  
نے ارشاد فرمایا "عمل هذا قليلا فاجره كثير" اس کا عمل قلیل اور اجر کثیر۔ (۵)

(۱) کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی صلوٰۃ الجنازۃ، حدیث ۲۰۲۱۹، دار الکتب العلمیہ،  
بیروت، ۲۲۶/۸۔

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل المدینۃ وما حولها، حدیث ۳۳۸۱۸، دار الکتب العلمیہ،  
بیروت، ۱۰۶/۱۲۔

(۳) شعب الایمان للبخاری، باب الطہارات، حدیث ۲۷۷۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۶/۳۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۶۳۸۳، دار الفکر، بیروت،  
ص ۱۳۵۸۔

(۵) کنز العمال، کتاب الجہاد من جسم الاقوال، الباب الاول الاکمال، حدیث ۱۰۶۳۷، دار الکتب  
العلمیہ، بیروت، ۱۳۲/۳۔ نوٹ: ولفظہ "اجر کثیرا"۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ ابو بکر کا ایک دن  
رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ (۱)

یعنی عن عثمان بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل انما قلت یا جبریل  
حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل عمر منذ  
ما لبثت لروح فی قومہ ما لقدت فضائل عمر وان عمر حسن من  
حسان اسی بکر (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس  
جبریل آیا میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے عمر بن الخطاب کی فضیلتیں بیان کرو،  
جبریل نے عرض کیا: اگر میں عمر کے فضائل اس قدر مدت تک حضور سے کہوں جب  
تک نوح اپنی قوم میں رہے، فضائل عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر ایک سنگی ہے ابو بکر  
کی ٹیکوں سے۔

قلت والحديث فيه شئى ولكنه فى الفضائل مغفتر۔ (۳)

تبصرہ رابعہ: جب توفیق الہی ہدایت اور عنایت ازلی تربیت فرماتی

(۱) کنز العمال، باب فضائل صحابہ، فضل الصديق، حدیث ۳۵۶۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

۳۹۳/۱۲

(۲) مسند ابی یعلیٰ، مسند عثمان بن یاسر، حدیث ۱۶۰۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱۹/۲

(۳) ترجمہ: میں کہتا ہوں: حدیث میں کچھ (کلام) ہے مگر فضائل میں چشم پوشی کی جاتی ہے۔

ہے، بندہ دامن شریعت کو مضبوط تھام کر مناجح سلوک میں گرم جولان ہوتا ہے، اور  
 از انجا کہ یہاں کاراہم غیر حق سے انقطاع و تجمل ہے لہذا پہلی منزل تصحیح خیال و تصفیہ  
 تصور کی پڑتی ہے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ لطیف تدبیروں اور پیاری تصویروں سے جی  
 بہلا کر پریشان نظری کی عادت چھٹاتی اور کشاکش این و آن سے نجات دے کر نقش  
 احدیت لوح دل میں جماتی ہے۔ رزقنا اللہ بجاہ مشانحننا الکرام قدست  
 اسرارہم امین (۱)۔

اس سفر کو سیرالی اللہ اور اس کے منقحی کو مقام فنا فی اللہ کہتے ہیں، اس مرحلہ  
 کے طے میں سب اولیاء برابر ہوتے ہیں، اور وہاں ﴿ لا نفرق بین احد من  
 رسلہ ﴾ (۲) کی طرح لا نفرق بین احد من اولیاءہ (۳) کہا جاتا ہے،  
 جب ماسوی اللہ آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر قدم آگے بڑھا تو وہ سیر فی  
 اللہ ہے، اس کے لئے انتہائیں، اور یہیں تفاوت قرب جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی  
 اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور بعض کو دعوت  
 خلق کے لئے تنزل ناسوتی عطا فرماتے ہیں، اس کا نام سیر من اللہ، ان سے طریقہ

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کرام قدست اسرارہم کی عزت و وجاہت کے طفیل ہمیں عطا  
 فرمائے، آمین۔

(۲) ترجمہ کنزالایمان: ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

(۳) پ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵

(۴) ترجمہ: ہم اس کے اولیاء میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے، اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے، یہ معنی اسے مستلزم نہیں کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے، اور نزدیکی و بالاروی میں تفوق ہاتھ آئے، اگرچہ یہ ایک فضل جدا تھا جو انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا، آخر نہ دیکھا کہ حضرت مولانا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی و مرتبہ ارشاد و تکمیل ملا، اور حضرت سبط اکبر سے کوئی سلسلہ جاری و مشتہر نہ ہوا، حالانکہ قرب و ولایت امام مجتبیٰ ولایت و قرب خواجہ سے بالیقین اتم و اعلیٰ اور ظاہر احادیث ☆ سے سبط اصغر شہزادہ گلگوں قباء پر بھی ان کا فضل

☆ قولہ ظاہر احادیث سے الخ، طب "عن البتول الزهراء رضى الله تعالى عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اما حسن فله هيبتي و سوددى و اما حسين فان له جراتى و جودى (۱)" حسن کے لئے میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا جود۔

د "عن المقدم بن معدیکرب ان النبى صلى الله عليه وسلم قال هذا منى يعنى الحسن و حسين من على (۲)" یہ یعنی حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔ (حاشیہ جاری ہے)

(۱) المعجم الکبیر، ذکر بنات الرسول، ذکر سن فاطمہ و وقتھا، حدیث ۱۰۳۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۲/۲۲۳

(۲) کنز العمال، تابع کتاب الفضائل فاطمہ و الحسن و حسین، حدیث ۳۲۲۵۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۲/۵۳

ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین،

ہذا حاصل ما افادہ سیدی و مولای سلالة الا کابر العارف

الفاضل کابرا عن کابر سیدنا ابو الحسن احمد النوری

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اعس "عنه باسناد جيد الحسن منی والحسين من  
 علی" (۱) حسن میر اور حسین علی کا۔ یع "عن جابر باسناد حسن من سره ان ينظر الى  
 سيد شباب اهل الجنة فلينظر الى الحسن (۲)" جسے خوش آئے کہ جو انان اہل جنت  
 کے سردار کو دیکھے اسے چاہیے حسن پر نگاہ کرے۔ فافهم واللہ اعلم ۱۲ منہ  
 ☆ (اس صفحہ کا حاشیہ) قولہ ان کا فضل ثابت، فقیر بدلیل احادیث ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک  
 کہ تیسرے شرح جامع صغیر میں دیکھا کہ علامہ مناوی نے اس معنی پر تصریح کی حیث قال فی شرح  
 قوله صلى الله عليه وسلم شباب اهل الجنة خمسة حسن و حسين و ابن  
 عمرو و سعد بن معاذ و ابي بن قيس بن عبيد الانصاري الخزر جي و قدم الحسن  
 والحسين لانهم اسيد اشبابها كما مر مرارا و ثلث بابن عمر لعظيم مكانته في العلم  
 والعمل و ربع بسعد لانه سيد الاوس وله في نصره الاسلام ما هو معروف فضلهم  
 على هذا الترتيب (۳) انتہی، فالحمد لله علی حسن التفہیم واللہ اعلم ۱۲ منہ (۴)

- (۱) کنز العمال تابع کتاب الفضائل فاطمہ والحسین، حدیث ۳۳۲۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵۳/۱۲  
 (۲) کنز العمال تابع کتاب الفضائل فاطمہ والحسین، حدیث ۳۳۲۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۳/۱۲  
 کتاب میں "بن علی" زائد ہے (۳) فیض القدر حدیث ۳۸۵۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۳/۳

تبصرہ خامسہ: طبیعت کو معاملہ فہمی سے مناسبت، فصل قضاء میں انکار کی متانت، حسن روی و ثقوب رائے و شجاعت و سخاوت و زور و طاقت و امثال ذلک ملکات نفسانیہ و کمالات خلقیہ میں مزیت مدار افضلیت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے: اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک آدمی، سب آدم و حوا کی اولاد ہیں، اور آدم کی اصل مٹی، خدا روز قیامت حسب و نسب نہ پوچھے گا اگر ایسے ہی امور پر مدار کار ہوتا تو جزئیات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ الحق و البتہ تھی کمالات یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ت)

عزیز! انصاف کر کہ ان خصائل میں تو کفار بھی اہل اسلام کے شریک ہیں،

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۳) ترجمہ: جہاں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان (جنتی) نوجوان پانچ ہیں حسن، حسین، ابن عمر، سعد بن معاذ اور ابی بن قیس بن عبد اللہ انصاری خزر جی رضی اللہ عنہم) کی شرح میں فرمایا "امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا کہ یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ کئی مرتبہ گزرا، تیسرا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کے علم و عمل میں عظیم مرتبہ کی وجہ سے، چوتھے نمبر پہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور وہ اسلام کی مدد کرتے رہے جیسا کہ معروف ہے، ان سب کی تفصیلات اسی ترتیب پر ہے یہاں تیسری کی عبارت ختم ہوئی۔ اس حسن تفہیم پر اللہ کی حمد ہے۔ واللہ اعلم

(اس صفحہ کا حاشیہ) (۱) ترجمہ: یہ اس کا حاصل ہے جو میرے سردار میرے آقا خلاصہ اکابر عارف فاضل بلند مرتبوں سے بلند مرتبہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی نے افادہ فرمایا۔



حکومتِ کسری و حسنِ پدم و ذہنِ فلاطون و شجاعتِ رستم و طاقتِ اسفندیار و سخاوتِ حاتم  
یادگار زمانہ ہیں، پھر ایسے فضائل پر ساداتِ مؤمنین صحابہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیہم  
الجمعین کے تفاضلِ باہمی کو بنا کر ان کی شانِ رفیع میں گستاخی ہے عیاذ باللہ منہ۔

تبصرہ سادسہ: اس میں شک نہیں کہ ٹکوئی زن و خوبی اولاد سعادات  
مطلوبہ سے ہے اور اہلِ فضل سے مصاہرت ترقی بخش و جاہت، علی الخصوص انبیاء  
لاہما سید الوری علیہ و علیہم التحیۃ و الثناء سے یہ علاقہ کہ اس عظیم شرف سے ممتاز اگر  
ہنگامِ فخر و ناز آسمان پر قدم نہ رکھیں تو بجا، مگر تاہم یہ باتیں امور خارجیہ ہیں نہ محاسن  
ذاتیہ، لہذا اہل و عیال کی برائی سے نہ ذاتِ مرد میں کوئی نقص پیدا ہونہ ان کی خوبی و  
بہتری سے نفسِ شخص میں کچھ فضیلت زیادہ ہو، غیر کا فضل اپنا کمال ٹھہرتا تو باپ دادا  
سے اکتسابِ فضیلت زیادہ مز اور تھا حالانکہ پہلے ثابت ہو چکا کہ شرفِ نسب یہاں <sup>مطرح</sup>  
نظر نہیں، اسی لئے آج تک کسی نے عثمان ذوالنورین کو حضراتِ شیخین سے افضل نہ بتایا  
باوجودیکہ ان کی بیبیاں خاندانِ نبوت سے نہ تھیں اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے دو جگر پارہ والا تمکین، نہ کسی نے ابو قحافہ و ولدِ صدیق کو صدیقِ عتیق  
سے بہتر ٹھہرایا حالانکہ صدیق کی تمام اولاد اہل کر ابو قحافہ کے ایک بیٹے صدیق کو نہیں  
پہنچتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

پس نساء و اطفال میں باہم موازنہ کر کے تفصیل پر دلیل چاہنا بڑی تصویر سے  
بہار یا شیرِ قالین سے شکار مانگنا ہے، ہاں جہاں فضل فی نفسہ دلائلِ آخر سے ثابت ہو  
اس کی مؤیدات و ملایمات میں ایسے امور کی تذکیر یا جس جگہ ایسے قسم کے مفاخر میں

کلام ہو وہاں باقتضائے مقام ان باتوں پر بنائے تقریر بجا و زیبا ہے، جیسا حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے جواب جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں واقع ہوا، ورنہ ان زوائد کو افضلیت متنازع فیہا کی دلیل ابتدائی مستقل ٹھہرانا مجمع عقلاء میں زعفران زار کشمیر یا ددلانا ہے، نوح علیہ السلام کی زوجہ اور انکا بیٹا کنعان کفار بد دین تھے اس سے فصل نوح میں عیاذ باللہ کیا بنا لگا اور یعقوب علیہ السلام کی بیبیاں بیٹے سب صلحائے مؤمنین تھے اس سے ان کا مرتبہ نوح علیہ السلام پر کب بڑھ گیا و اسفہا یہ بدیہی مقدمات بھی ایسے تھے جن کے لئے یہ اہتمام کرنا پڑتا جدا تبصرہ ان کی غرض سے وضع کیا جاتا، مگر کیا کیجئے رشتہ بخن دست مخاطب میں ہے، جب اہل عصر ایسی کھلی کھلی باتوں میں الجھیں تو ہمیں ازاحت شکوک میں کیا چاروا اللہ المستعان والیہ الشکوٰۃ (۱)۔

تبصرہ سابعہ: سیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں ﴿والم﴾

یجعل له عوجا (۲) ﴿﴾ (۳) طرفین افراط و تفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے لہذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ و اوہامِ عاطلہ کی بیخ کنی کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر ادھر سے باگ پھیر کر

(۱) اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ کنز الایمان: اور اس میں اصلاً (بالکل، ذرا بھی) کچی نہ رکھی۔

(۳) پ ۱۵، سورۃ الکھف، آیت ۱

دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ کر بدہمت عقل و شہادت نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ ہمارے طریق مراد میں سبک راہ ہے ان لوگوں کی خلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ ہے، جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک جو معنی تفضیل ہیں ان کے چہرہ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصود و اعظم ان مباحث سے وہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اب تبصرہ اولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالئے کہ جس طرح اس سے یہ امر منصفہ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاص مناطِ انضیلت واکر میت نہیں، ورنہ تقاض بین لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائل خاصہ سے ممتاز تھے جو ان کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور ہمیں وجہ بعض آحاد صحابہ خلفائے اربعہ سے افضل قرار پائیں اور وہ خلاف اجماع ہے، اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلائے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے یکجہج وجوہ افضل اور تمام افرادِ مجاہد میں اعلیٰ واکمل نہیں کہہ سکتے ورنہ خصائص، خصائص نہ رہیں کما لا ینحیی۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیت مطلقہ و اختصاص بمخصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولیٰ علی کے مناقب خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے، خدا را ذرا آنکھ کھول کر کتب حدیث دیکھیں جس قدر خصائص وافرہ حضرت مولیٰ کے مالک و مولیٰ نے انہیں عطا فرمائے دوسرے کو تو ملے بھی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن پڑے گا۔

بجہ اللہ ہمارے آقائے نامدار پر ﴿﴾ ورفعلنا لک ذکر ک (۱) ﴿﴾ (۲) کا ایسا پرتو جلیہ ہے کہ ان کے فضائل ہمارے نشر و تذکیر کے محتاج نہیں نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمت الہی کا نزول قریب، لہذا شوق دلی جوش زن ہے کہ شخصین کی تفصیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرہ سنبھل کر ہمیں بتائیں

کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **طیب عن جابر** ”لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک درخت سے“ (۳) ہاں وہ علی مرتضیٰ ہے، مصطفیٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہاں وہ کون تھا، **ت عن ام عطیہ**، جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا جب وہ بیمار محبوب روانہ ہوا محبت مصطفوی نے جوش فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی ”اللہم لا تمتی حتی تریبنی علیا“ (۴) الہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کونہ دیکھ لوں۔ ہاں وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت ۴

(۳) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل علی، حدیث ۳۲۹۴۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت،

۲۷۹/۱۱

(۴) سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دارالفکر، بیروت، ۴۱۲/۵

ہاں وہ کون ہے جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **طب** عن جابر

**خط** عن ابن عباس ”اللہ نے ہر نبی کی ذریت اس کی صلب میں رکھی اور میری

ذریت اس کی پشت میں“ (۱) ہاں وہ علی ہے ابو الائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے بشارت دیتے ہیں **قطع** عن علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ”تو روز قیامت قسم نار و جنان ہے“ (۲) ہاں وہ علی ہے سید البراقاقل

الکفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جسے **اس** عن علی ”معراج کے جانے والے، عرش پر

قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر سقفِ کعبہ سے بت گرا دے اور

جب وہ بلند اتر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرماتا ہے ”انہ لیخیل الی

انی لوشتت لنتل افق السماء“ (۳) مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں آسمان کا

کنارہ چھو لوں ہاں وہ علی ہے بالامنزلت والا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابة، حدیث ۳۲۸۸۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

۲۷۵/۱۱

(۲) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل صحابہ، فضائل علی، حدیث ۳۶۴۷۱، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۶۶/۱۳

(۳) مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۴۴، دار الفکر، بیروت، ۱۸۳/۱

ہاں وہ کون ہے جسے **م ا ر ط ب** ☆ [۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے عرض کیا حضور مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں، ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ☆ [۲] (۱) ہاں وہ علی ہے برادر احمد خلیفہ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور بتا کید اکید ارشاد ہوا، **ا ت**

☆ [۱] **م ا ر ط ب** عن سعد بن ابی وقاص ار عن ابی سعید الخدری طب عن

اسماء بنت عمیس و ام سلمہ و جیش بن جنادة و ابن عمر و ابن عباس و

جابر بن سمرة و علی و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ

عہم اجمعین ۱۲ منہ

☆ [۲] یعنی جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تیس راتوں کے وعدے پر حق سبحانہ و تعالیٰ

سے کلام کرنے گئے تو ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرما گئے تھے ﴿اٰخلفنی فی قومی

﴾ (۳) میری قوم میں میرے بعد میری نیابت کرنا، یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لے

جاتے ہیں، اور تمہیں پسماندوں پر اپنا خلیفہ اور نائب چھوڑتے ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت

اس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی اس وقت موسیٰ و ہارون کی، (حاشیہ جاری ہے)

(۱) صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۳۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۳۳

(۳) پ، ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۳۲

س ق ضم ☆ جس کا میں مولیٰ اس کا یہ مولیٰ، الٰہی دوست رکھا سے جو اسے

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) فرق اس قدر ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے بلکہ امام مستقل بھی تھے کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب ہو امامت بالاستقلال نہیں رکھتے کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بذات خود والی ہو یہ ہیں معنی حدیث اور اسکے سوا جو معنی ادہام۔۔۔ تراشیں وہ ان پر مردود ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ  
(اس صفحہ کا حاشیہ)

☆ اعن البراء بن عازب عن بریدہ بن الحصیب ت س ضم عن زید  
بن ارقم ق عن البراء قال السیوطی حدیث متواتر یعنی صدرہ فقد رواہ  
ثلثون صحابیا کما روی عن احمد والمخرجون منهم من اقتصر علی  
الصدر ومنهم من اتم واللہ اعلم ۱۲ منہ (۱)

(۱) ترجمہ: ابراہ بن عازب سے روایت کرتے ہیں وہ بریدہ بن حصیب سے ت س ضم زید  
بن ارقم سے روایت کرتے ہیں ق براء سے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث  
متواتر ہے یعنی اس کا ابتدائی حصہ پس اسے تیس صحابہ نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام احمد سے مروی  
ہے اور اس کی تخریج کرنے والوں میں سے بعض نے ابتدائی حصہ پر اکتفا کیا ہے اور بعض نے مکمل  
بیان کیا ہے۔

دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی کرے۔ (۱) ☆ [۱] ہاں وہ علی ہے  
امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **خ م طب د** ☆ [۲] روز خیبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی خدا و رسول اسے  
پیارے اور وہ خدا و رسول کا پیارا، رات بھر لوگوں میں چہ چار ہاں دیکھنے کے عطا ہو، صبح  
حضور نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا، ہاں وہ علی ہے حرز اسلام و شیرِ ضرغام  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۲)

ہاں وہ کون ہے کہ **س م س** ہما عن عمرو بن۔۔۔ عن ابن عباس فی  
حدیث طویل۔۔۔۔۔ **ت** عن ابی سعید و عن سعد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

☆ [۱] حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علماء شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں مگر تفضیلیہ یا  
رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا ہم ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ کتاب میں اس کی بحث  
تحریر کریں گے، ۱۲ منہ۔

☆ [۲] **خ م** عن سہل بن سعد **طب عن**۔۔۔۔۔

(۱) سنن النسائی الکبریٰ، کتاب الخصاص، باب قول النبی من کنت ولیہ فعلی ولیہ، حدیث

۸۳۶۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۱۳۰

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، حدیث ۲۹۳۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۳۹۳



اپنی مسجد اقدس میں بحالت جنابت گزرتا اپنے لئے جائز رکھایا اس کے لئے۔ (۱)  
ہاں وہ علی ہے طاہر اطہر طیب اعظم کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **ت عن ابن عمر** جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
اصحاب کرام میں مواخات کی وہ مصطفیٰ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا، حضور  
نے ارشاد فرمایا "انت احسی فی الدینا والآخرۃ (۲)" تو تو میرا بھائی ہے دنیا و  
آخرت میں، ہاں وہ علی ہے آفتاب مکارم ماہتاب بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں وہ کون ہے، **طس عس عقی یع عن ابن عمر** کے فصل تھا اور فتح

خصوصیات میں تمام صحابہ پر ترجیح تین ہے یہاں تک کہ **عم سع عن سعید بن  
المسیب** فاروق جبرائیل بن ہندرتہ بنا مانگے اس قصبہ دشوار سے جس میں وہ حاضر  
نہ ہو (۳) اور **عم عن سعید** وهو حدیث واحد عند عم ہاربا کہ اگر وہ نہ ہوتا عمر  
ہلاک ہو جاتا۔ ہاں وہ علی ہے صاحب رائے ناقب وکلر صاحب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں آج **س عن ابی رافع** مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
**فی فی دلائل النبوة عن جابر بن عبد اللہ** کس شیر شرزہ نے غضب ناک ہو

(۱) سنن الترمذی، مناقب من الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۸۷۳، کتاب المغنی، ج ۱، ص ۵۰۸/۵۰۹

(۲) سنن الترمذی، مناقب من الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۸۷۳، کتاب المغنی، ج ۱، ص ۵۰۸/۵۰۹

(۳) کراچی، کتاب المغنی، ج ۱، ص ۵۰۸/۵۰۹، کتاب المغنی، ج ۱، ص ۵۰۸/۵۰۹

کر پھر ہاتھ سے گری ہے تو ٹیبر جیسے قلعہ کا دروازہ اکھنڈ کر پھر بنایا ہے، جس کے زور  
 ہارو کا ملاً اعلیٰ میں شور مچ گیا ہے۔ ہاں وہ علی ہے اسد مدید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ہاں آج میدان احد میں کس صف شکن شمشیر زن شیر آقن نے تلخ شر ہار کی  
 وہ جلیاں چمکائی ہیں کہ **شمسوزہ الشکر ظفر بکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** میں مناری پکار  
 رہا ہے۔ "لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی۔ الکرا (۱)" (۲) ہاں وہ  
 علی ہے صیر خدا ہارو نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہاں وہ کون ہے جسے روز قیامت ساقی کو شربتیں گے اور اس کے ہاتھ سے  
 تشنگان امت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے لہ سخاوت عمر کرامت کرم اللہ  
 تعالیٰ وجہ۔

ہاں وہ کون ہے کہ **ہک** یعنی ابن السماک عن ابی بکر الصدیق رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ معرکہ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ

بنا یعنی ابن ہشام بلفظہ حدیثی اهل العلم ان ابن ابی نعیم قال نادى مناد  
 یوم احد لاسیف الخ ۱۲ امہ

(۱) ترجمہ نگوارہ صرف ذوالفقار ہی ہے اور جو ان تو علی مدید کراری ہے۔

(۲) سیرۃ ابن ہشام، نغزہ واحد، غسل السیوف، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۰ھ

پر وائے اجازت نہ لکھو دے گزرتے گئے گا، ہاں وہ علیؑ ہے ہادیؑ کریم و صراط  
مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے رضائے دل افکار ہماری تو جان زار اس ماہروی کا کھڑا گمرونی ماہر شمار  
کی ہر ادائے شیریں پر نثار جو خاطر بھیسی دلہن کا دلہا بنا، جس "انت منی وانا منک  
(۱)" (۲) کا سپر اہندہ جا۔

من فی الحلبة -- عن عبدالله بن سريضة عن ابيه صديق وقاروق  
نے درخواست کی صغیرن کے مذر سے قبول نہ ہوئی۔

من جب علیؑ نے عرض کیا مرحسأ واهلاً جواب ملا۔ (۳) ﴿ذَلِكَ  
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (۴) (۵)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، "طِبُّ كَسَائِدٍ لِعَلِيِّ"

(۱) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۲) سنن الترمذی الکبریٰ، کتاب النواصی، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۳۵۶، دار الکتب  
العلمیہ بیروت، ۱۴/۵، ۱۴

(۳) سنن الترمذی الکبریٰ، کتاب فضل الیوم، الملیتہ، ما یقول اذا خطب امرأۃ، حدیث ۱۰۰۸۸،  
دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۲، ۷

(۴) ترجمہ: کز ایمان یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۵) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۱

نسباً عشر منقبہ ما نکلت لاحد من هذه الاصله (۱) اصل کے لئے الحارثیہ  
 صحیحین ایسی تھیں کہ اس امت میں دوسرے کے لئے نہ تھیں میرا اہل سنتین فاروقی  
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیع عن اسی حریرہ لقد اعطی علی ثلاث  
 عصال لان سکون لی حصلة منها احب الی من حمر النعم "علی تین  
 نصلتیں ایسی دیئے گئے کہ اگر میرے لئے ان میں سے ایک ہوتی تو سرخ اونٹوں  
 سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی، اور یہ ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لئے  
 "فصل وماہی" روایات کیا گیا وہ نصلتیں کیا ہیں "قال تزویجہ ابنتہ"  
 فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انیس دینا "و مسکناہ فی المسجد لا یحل  
 لی فیہ ما یحل لہ" اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میرے لئے اس میں حلال نہیں جو

---

۱) اصولہ الفاروقیہ، اصول میں بہر بن ہو چکا کہ عدد کے لئے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر  
 زیادت کا منافی یا زائد کا کافی نہیں اور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم "فصلت علی  
 الانبیاء بست" (۲) میں انبیاء پر چوبہات میں تفضیل دیا گیا ہوں۔ حالانکہ حضور کی وجوہ  
 تفضیل حد احصا سے خارج ہیں ہم نے یہاں یہ جمعیت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 الفاروقیہ خاصاً پر اقتصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا واللہ  
 اعلم ۱۲۱۔

---

(۱) اعلم الاوسط، باب من اسد محمود، حدیث ۸۳۳۰۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۸۰/۶

(۲) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع، حدیث ۵۲۳، دار المعرفی، بیروت، ص ۲۶۶

انہیں حلال ہے" و الرایۃ یوم خیبر " اور روز خیبر کا نشان۔ (۱)

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان  
 قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے انکا دامن پکڑے مجال اور راہ سلوک میں قدم رکھنا  
 بے ان کی عنایت و اعانت کے خام خیال، تکمیل و ارشادِ باطنی کا سہرا ہی نو شاہِ یزیم  
 عرفان کے سر ٹھہرا، غوثِ قطب ابدال او تادای سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصل الہی کو  
 اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج،

سے سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے طلی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیابتِ عامتہ و خلافتِ تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ  
 و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو حاصل، عالمِ علوی و سفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی  
 گن کو ان کی زبان کی پاس واری، تدبیر و تصرف کی بائیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں  
 اور کار و بار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں، منشورِ خلافتِ مطلقہ و  
 تقویضِ تامہ کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکھ و خطبہ ان کا ملاؤنی سے عالم بالا تک  
 جاری ہوا، دنیا و دین میں جو جسے مٹا ہے ان کی بارگاہِ عرشِ اشعیاہ سے مٹا ہے، حضور  
 ارشاد فرماتے ہیں، "اعطیت مفاتیح الارض" (۲) مجھے زمین کی کنجیاں دی

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفہائل، فہائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دار الفکر،

بیروت، ۵/۵۰۰

(۲) صحیح البخاری، کتاب الیمان، باب المسلمون علی النبی، حدیث ۱۳۳۳، دار الفکر، بیروت، ص ۳۱۷

تعمیریں۔

اور فرماتے ہیں **طب** "اوتیت مفتاح کل شئی" (۱) مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علامہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہوتا ہے نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائز ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے ارادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و مخمومہ میں فرماتے ہیں "فہو صلی اللہ علیہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزائنہ السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ (الی ان قال) ہذا ذرا م امر الا یکون خلافہ و لیس لذاک الامر فی الکون صار فلذ (۲) (۳) پھر حضور کی بارگاہ میں یہ

(۱) التعمیر و عہد اللہ بن عمر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۶۱ھ

(۲) ترجمہ: پس اگر چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تشریف لائے مگر آپ کی قیمت اتنا ہی گنتی آپ خزانہ راز ہیں انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں پس سب امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جب آپ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی (حاشیہ جاری ہے)

کارِ خطیر منصبِ جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم حضرت ہوا، تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مہرِ ابرہات الامر میں سروروں پر سروری افسروں پر افسری جملہ احکامِ عزل و نصب و عطا و منع و کن و مکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرفِ امتضا پاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حاجت مند ان عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستانِ فیضِ نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں، یہاں تک کہ عرفِ مسلمانوں میں مولیٰ مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور نادعلیا مظہر العجایب کا لفظِ سلسل سے سماک تک پہنچا، پھر یہ نیابتِ مرتضوی حضرت محبوب ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطنِ قرآن، راحتِ روحِ ایمان، قبلہٴ جان و دل، بے لوث آب و گل، سرالسر، نور النور، سید الکونین، ثبوت التقلین، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، سیدنا و مولانا محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی جیلانی قدسنا اللہ سرہ الکریم و رحمنا بہ یوم لا ولی و لا حمیم امین (۱) و سادہ خسروی و مستند حاجت روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری نزیمۃ القاطر اور شطونئی بیہیہ الاسرار اور امام یافعی اپنی بعض

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

(۳) المواہب اللدیۃ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر منۃ اصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵۳۵/۲

(اس صفحہ کا حاشیہ) (۱) ترجمہ اللہ تعالیٰ ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی سائق اور دوست نہیں ہوگا، آمین۔

تالیفات اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں اس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں "من توصل بی فی شدة فرجت عنه ومن استغاث بی فی حاجة قضیت له ومن صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخطوا الی جهة العراق احدی عشر خطوة یدکر فیہا اسمی قضی اللہ حاجتہ" (۱) جو کسی نعتی میں مجھ سے توصل کرتا ہے وہ نعتی اس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی بر آتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دور کعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے، آمین

---

۱۰ فرمودہ ہر گاہ از خدا چیز سے خواہید بوسیلہ من خواہید تا خواہش شما با حاجت رسد و فرمودہ ہر کہ استغاثت کند بمن در کہتے کشف کردہ شود آن کہ بہت از وہ کہ منادی کند بنام من در شدتی کشادہ شود آن شدت از وہ کہ بوسیلہ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراد فرمودہ کسی کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورہ اخلاص یا زودہ بار بعد از ان درود بفرستد بر خدیجہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یا زودہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از ان یا زودہ گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد حاجت خود را از در گاہ خدا وندی بخواند حق تعالیٰ آن حاجت

(حاشیہ جاری ہے)



کچھ ہے کچھ ہے اے مصطفیٰ کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے، الغیاب الغیاب  
یا سیدی الغیاب،

سے غوث اعظم بمن بے سرو سامان ہدے قبلہ دین ہدے کعبہ ایمان ہدے (۱)  
عزیز الاسادات صوفیہ کہ ائمہ باطن و حضار موطن ہیں، ان امور کو اپنے مشاہدے سے  
بیان فرماتے ہیں، اور علمائے شرع ان سے پہ تسلیم و تائید پیش آتے ہیں، آنکھوں

(چھپنے والی صلیحہ کا حاشیہ) اور اقتضا گردانہ بندہ و کرم (۲) ۱۱۲ اخبار الاطیاریہ (۳)

(۱) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (تم میں سے) جو کوئی اللہ سے کسی چیز کا طلب  
کار ہو تو وہ میرے دہلیے سے مانگے تو تمہاری وہ حاجت پوری ہوگی، جو کسی مصیبت میں مجھ سے  
مدد طلب کرتا ہے تو اس کی وہ مصیبت دور کر دی جاتی ہے اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے  
تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت  
پوری ہو اور فرماتے ہیں جس کسی نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ  
مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود  
بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ مرتبہ عراق کی  
جانب طے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے  
اس کی حاجت کو پورا فرما دے گا۔

(۳) اخبار الاطیاریہ صلیحہ عبدالحق محدث دہلوی، انصاف سیدنا عبد القادر جیلانی، فاروق اکیڈمی،  
نئی دہلی، ۱۹

دالوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حیران نشانہ وہ جسے نہ یہ ملانہ وہ،  
 اسے مدھی کج فہم کہنہ تھکنہ مشق وہم کیوں پہ چشم چشم نگران ہے چھوڑ کے تیرا دست تعنت  
 میرے دامن پر گراں ہے سمجھنا نہ سمجھا، عیث الجنا، بیچہ، جھگڑا، تاجن بگڑا، خدا کو مان،  
 روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بیگانہ اور ادھر نہ گذر مجلس یاراں مخلص نہ کر، اٹھ کر اس  
 باطنی دفتر میں لم و لا نسلم کا قصہ نہیں، ہمارے گرم تر ساغر میں ختیہ سرد و زابہ خشک  
 کا قصہ نہیں، غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین مور  
 تا تو اس حقے پر پد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے،  
 ورنہ پامالیوں سے تو نہات پائیں گے، تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جائیں یو طلی  
 و ملاطون کے کھوڑے ہوئے کنوؤں میں گر یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ ہات  
 راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

سے بہر خدا مطرب شیریں نواز ساز کن آہنگ مقام حجاز (۱)  
 تا واقفان راز کے من کہاں تک لگے، تفریح قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے

## غزل در منقبت

علی مرتضیٰ شاہیر صفدر ہو تو میں جانوں

(اس جگہ بیاض ہے)

غرض کیا کیجئے کیا نہ کیجئے نہ چھوڑے بنتی ہے کہ شوق تمنا افزائشوں پر ہے، نہ طول دیئے

(۱) اسے دل آویز گانے والے خدا کے لیے اپنے ساز کو مقام حجاز کے ساز کے مطابق افعال۔

گزرتی ہے کہ فوت مقصود کا ڈر ہے،

## رباعی

کچھ بداجی اودل بستیم      عمری قدم اشہب خامہ حستیم

دیدیم رضا حوصلہ فرسا کارے ست      کاغذ بدریدیم و قلم بشکستیم (۱)

### اجل التبصرات تبصرہ ثامنہ: صدرِ اول کے بعد مسئلہ تفضیل میں

عہدِ قدیم سے دو مذہب تھے، اہلسنت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افضل اور علوِ جاہ و رفعت پایگاہ میں اعلیٰ و اکمل جانتے، اور تفضیلیہ ان امور میں حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب پر فوق مانتے، اب مرورِ زمانہ و کثرتِ اہوا و تشتتِ آرا سے ہر مذہب میں ایک شاخ پھوٹ کر دو کے چار ہو گئے ادھر والوں میں بعض غصہ ناکوں پر ان کے تعصب کا یہ فرمان جاری ہوا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا، جن کی خدمت گزاری ہم تبصرہ سابعہ میں کر آئے، ادھر والوں میں جن کے قلوب نے غلبہ ہوا و غلظت و جفا سے تفضیل شیخین کو گوارا نہ کیا اور صریح انکار میں نام سنیت مسلوب ہوتے دیکھنا ناچار تحصیلِ مطلوب و دفعِ مکروہ

(۱) ترجمہ: ہم ان کی تھوڑی سی تعریف کرنے پر پھولے نہیں ساتے (کہ ہم نے ان کی بہت تعریف بیان کی ہے) حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ہم ان کے مبارک گھوڑے کے قدموں کی خاک کی تعریف بیان کرنے سے بھی قاصر ہیں بس اے رضا ہم نے دیکھ لیا کہ یہ حوصلہ فرسا کام ہے اسی لئے ہم نے کاغذ کو پھاڑ دیا اور قلم کو توڑ دیا ہے۔

کیسے راہ نکالی کہ زبان سے تفصیل شیخین کا اقرار اور ترحیب مذکورہ اہلسنت پر بکشاہدہ پیشانی اصرار رکھا مگر افضلیت کے معنی وہ تراشے جس سے ان کا مرتبہ حضرت مولیٰ پر بڑھنے نہ پائے اور اپنا مطلب فاسد ہاتھ سے نہ جائے، اس فرقہ کے سامنے جس قدر دلائل قرآن و حدیث و آثار اہلبیت و اقوال علماء سے پیش کیجئے محض بے سود پڑتے ہیں، وہ سب کے جواب میں ایک ذرہ سی بات کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تفصیل شیخین سے کب انکار ہے، ہم خود انہیں بعد انبیاء افضل البشر جانتے ہیں مگر افضلیت کے معنی یہ ہیں نہ وہ جو تم سمجھے، لیجئے آدھے فقرہ میں سارا دفتر گاد خورد ہو گیا، کی کرائی محنت برباد گئی لہذا واجب کہ اول معنی افضلیت کی تحقیق و تنقیح اور اس فرقہ جدیدہ کی اوہام کا قلع قمع ہو لے، اس کے بعد تنظیم حج و اقامت براہین کا دروازہ کھلے، کہ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ حجت الہی اتمام پائے گی اور مخالف کو کوئی راہ مفر نظر نہ آئے گی۔

**فاقول وباللہ التوفیق فضل لغت میں بمعنی زیادت ہے اور افضل وہ**

جو اپنے غیر سے زیادہ ہو مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے کسی جہت و حیثیت سے تعقید کی حاجت نہیں ہوتی، اور بعض کی رو سے قید خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں مطلق چھوڑنا روا نہیں رکھتے مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق بانک بنوٹ میں مشتاق گھوڑا اچھا پھراتا ہے تیغ و تیر خوب لگاتا ہے، دوسرا عالم نحریر، فاضل بینظیر، جب ان دونوں کی نسبت سوال ہوگا ان میں کون افضل، تو جواب دیا جائے گا عالم اور اس وقت کسی قید و خصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی اور عسکری کی فضیلت خاصہ بیان کرنا چاہیں گے۔

تویوں کہیں گے کہ یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے، بغیر اس قید کے اس کی فضیلت کا حکم درست نہ ہوگا، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجات شرف میں متفاوت ہیں، نہ مساویۃ الاقدام، پس جب دو فضیلتوں متفاوتہ کے متصفین سے سوال ہوگا، افضل مطلق صاحب فضل اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضل خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ہذا ظاہر جدا اب وہ شخص جسے تمام آدمیوں خواہ کسی قوم خاص میں سب سے افضل کہئے اور اسے اپنے ان اغیار میں جس کے ساتھ ملا کر پوچھے افضل مطلق کا حمل اسی پر کیا جائے بالضرور ایسے فضل میں فائق ہونا چاہئے جو ان سب اغیار کے فضائل سے اشرف و اعلیٰ ہو۔ جیسے علم و تفقہ فی الدین بہ نسبت مہارت فنون حرب و غیرہ کے، ورنہ اگر ان میں کوئی شخص اس سے بہتر فضیلت رکھتا ہے تو جب اس کے ساتھ ملا کر دریافت کریں گے افضل بالاطلاق اسی پر اطلاق ہوگا پھر یہ شخص ان سب سے افضل کب رہا ہذا خلف، ہم ایسے ہی فضل کا نام فضل کلی و فضیلت مطلقہ رکھتے ہیں اور جن فضائل کی رو سے یہ اطلاق بعد تقیید جہت و حیثیت صحیح ہوتا ہے وہ فضائل جزئیہ و خاصہ ہیں اور زبان عرب میں فضل اول سے جمع عرف لفظ فضل اخبار ہوتا ہے، اور ثانی سے اس کی تکمیل کے ساتھ ”فیقال للعالم الفضل علی العسکری و لهذا العسکری فضل ما علی العالم (۱)“

(۱) ترجمہ: پس کہا جاتا ہے کہ عالم کے لیے سپاہی پر فضیلت ہے، لہذا سپاہی کو عالم پر جزوی فضیلت ہو سکتی ہے۔

پس ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ جب کلام ایسے شخصوں میں واقع ہو جن میں ہر ایک خصوصیات خاصہ رکھتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں اور ان میں ایک کو سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم جہات خاصہ کی تقیید سے عاری ہو تو اس کلام سے یہی معنی سمجھے جائیں گے کہ یہ شخص اپنے اصحاب پر فضل کلی رکھتا اور اس جماعت میں ایسی فضیلت سے مختص ہے کہ اوروں کا کوئی فضل اس کے موازی و ہمسر نہیں، اور تبصرات سابقہ سے واضح ہو چکا کہ صحابہ میں اکثر حضرات خلعت ہائے خاص سے مشرف تھے کہ ہر ایک کو اپنی اس فضیلت خاصہ میں افضل کہہ سکتے ہیں تو بالضرور فضائل جزئیہ کہ حمل افضل بالتقید کے مجوز ہیں، مور و نزاع و صالح اختلاف نہیں ہو سکتے، بلکہ ماہہ النزاع وہی فصل کلی صحیح اطلاق افضل بالاطلاق ہے، پس مطمح نظر فریقین اس مسئلہ میں یہ ٹھہرا کہ صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین میں کون ایسی فضل و بزرگی والا ہے جو تمام فضائل و کمالات سے بلند و بالا ہے، جس کی رو سے ہم اسے علی العموم سب صحابہ سے بے تقیید جہت و تخصیص حیثیت افضل کہیں اور فضل کلی کا صاحب بتائیں، اب ہم دونوں فریق کو عنان توجہ اس طرف منعطف کرنا لازم کہ آخر مناط اس فضل کا کیا ہے اور کس بات کے سبب یہ اطلاق صحیح ہوتا ہے مگر اطراف و جوانب کے ملاحظہ سے روشن ہوا کہ یہ حکم باختلاف مقاصد مختلف ہو جاتا ہے یکفار کا غایت مرام و نہایت مراد مال و غنا و زینت حیات دنیا ہے تو وہ اسی کے لئے فضل کلی ثابت کرتے ہیں جو ثروت و جاہ دنیوی میں اپنے اغیار پر فائق ہو اور اسی پر بلا تقیید لفظ خیر و افضل کا اطلاق کرتے ہیں کما اخبر الحق سبحانه فی القرآن العظیم (جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خبر دی ہے۔ ت) ﴿ونادی

فرعون فی قومہ قال یقوم الیس لی ملک مصر و ہذہ الانہار تجری من  
تحتی ۛ افلا تبصرون ۛ ام انا خیر من ہذا الذی ہو مہین لا ولایکاد  
بین ۛ (۱) اور پکارا فرعون اپنی قوم میں بولا اے قوم میری کیا نہیں ہے میرے لئے  
بادشاہت مصر کی اور یہ نہریں بہتی میرے نیچے، سو کیا تمہیں سوچتا نہیں، یا میں بہتر  
ہوں اس سے یعنی موسیٰ سے، وہ ذلیل ہے اور قادر نہیں بات صاف کہنے پر۔

کفار مکہ سے نقل فرماتا ہے ﴿وقالوا لولا نزل هذا القرآن علی  
رجل من القریتین عظیم ۛ (۲) اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی  
عظمت والے مرد پر دونوں بستیوں مکہ و مدینہ میں سے۔

اہل تکبر نجابتِ اصل و شرافتِ نسب و نسل پر نازاں ہوتے ہیں اور اسی کو  
اگرچہ خلاف واقع ہوا اپنے زعم کے مطابق مدارِ خیریت و مناطِ مفاخرت سمجھتے ہیں کما  
حکی الکتاب المبین عن اللئیم الرجیم اللعین (جیسا کہ قرآن مجید میں  
شیطان لعین سے حکایت کیا گیا۔) ﴿قال انا خیر منه ۛ خلقتنی من نار و  
خلقتہ من طین ۛ (۳) بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا  
اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

عشاقِ صورت کے دل سے تناسبِ اعضاء و حسنِ دلربا و صفائے چہرہ و

(۱) پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۵۱، ۵۲

(۲) پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۱

(۳) پ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۷۶

نزاکتِ بشرہ و صباحتِ خد و شاقیتِ قد کی لوگی ہے، وہ اپنے محاورات میں اسی کو افضل کہتے ہیں جو سب سے زیادہ حسین اور صاحبِ ادائے شیریں و حسن نمکین ہو۔

ایسے ہی ہر فرقہ و طائفہ اپنے مقصود پر نظر رکھتا ہے، ہم معشر اسلام کا مقصد

اعلیٰ و مرامِ اسنی حضرت الہی تبارک و تعالیٰ سے تقرب و حصولِ عرفان و بلوغِ رضوان و عز و جاہ و کرامت عند اللہ کما قال ربنا عز من قائل ﴿ان الی ربک  
المنتہی﴾ (۱) ﴿(۲)

تو فضلِ کلی ہم گروہِ مسلمانان کے نزدیک اسی کا حصہ جو ان امور میں اپنے  
غیر پر پیشی و پیشی رکھتا ہو، زید میں اگر ہزار کمالات ہوں اور وہ فضیلتیں اسے خدا سے  
قریب نہ کریں فضائل نہیں رذائل ہیں، آخر نہ دیکھا علم جیسی فضیلت جس کے غایت  
شرف پر قرآن عزیز شاہد ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون  
(۳)﴾ (۴) بلیس جیسے ذی علم کو جو مدتوں معلم ملکوت رہا اور اس کی مسند تدریس ملا  
اعلیٰ میں بچھائی گئی اسی وجہ سے کہ عند اللہ باعثِ قرب و جاہت نہ تھی کچھ کام نہ آئی اور  
کوئی اسے فضائل سے شمار نہیں کرتا، اسی طرح یہ مرتبہ مجرد ایک منقبتِ خاصہ سے

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔

(۲) پ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۴۲

(۳) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

(۴) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹



اتصاف یا کثرت شمار اوصاف سے ہاتھ نہیں آتا زید کو اگر ہزار برس کی عمر دی جائے اور تادم مرگ عبادت میں بسر کرے اور عمر و سے عمر بھر میں ایک کام ایسا ہو جائے جو قرب و رضائے ربانی و عزت و جاہ ایمانی میں ایسے ذرہ اعلیٰ تک پہنچا دے کہ زید اس تک نہ پہنچا ہو فضل کلی خاص بہرہ عمر و رہے گا کما یشہد بہ العقل الشرعی (۱) قال اللہ تبارک و تعالیٰ ﴿لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنَ الْفِ شَهْرِ ۝﴾ (۲) شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

پس خوب ثابت ہو گیا کہ ہمارا کسی شخص کو دوسرے سے افضل کہنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ وہ عزت و وجاہت دینی میں اپنا ہم سر نہیں رکھتا اور ان خوبیوں میں جو خدا سے زیادہ قریب کریں اور اس کی رضا مندی کی بیشتر باعث ہوں سب پر تفوق والا ہے اب اگر کسی کے بعض فضائل پر نظر کر کے بلا تقیید حکم افضلیت لگا دیں اور ہمارے گمان میں یہ ہو کہ فلاں شخص اس سے امور مذکورہ قرب و رضا و کرامت و جاہ میں زیادہ ہے تو ہم خود اپنے قول کے مبطل یا معنی فضل سے غافل قرار پائیں گے۔

پس بغایت تنقیح متقح ہو لیا کہ فضل عند اللہ اور اقرب الی اللہ وارضی اللہ واکرم الی اللہ یہ سب الفاظ مترادفہ ہیں ایک معنی کو مؤدی اور محل نزاع میں افضل سے یہی مقصود کہ خدا سے زیادہ قریب اور اس کی بارگاہ میں وجاہت افزوں رکھتا ہے۔

(۱) ترجمہ: جیسا کہ عقل شرعی اس کی گواہی دیتی ہے۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ البقرہ، آیت ۳

## دلائل عدم اعتبار کثرتِ ثواب بمعنی مزعوم عوام

مجرد کثرتِ ثواب بایں معنی کہ جنت کے مطاعم و ملائس و ازواج و خدم و حورو  
قصور میں زیادتی ہو ہرگز فضلِ کئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

### دلیل اول: ہم اہل انصاف کی عقلِ ایمانی سے پوچھتے ہیں کہ ان

امور میں مزیتِ زیادتِ قرب و وجاہت کے حضور کچھ بھی حقیقت رکھتی ہے؟ ان  
چیزوں پر تو ناقصوں کی نظر مقتصر رہتی ہے، مردانِ راہِ خدا عبادت بلحاظ جنت کو شرک  
خفی سمجھتے ہیں، تو ریتِ مقدس میں ہے ”اس سے زیادہ ظالم کون جو بہشت ملنے یا  
دوزخ سے بچنے کو میری عبادت کرے اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو کیا مستحقِ عبادت  
تو نہ ہوتا۔“

صوفیہ کرام فرماتے ہیں: عبدالرحمن و عبدالرحیم و عبدالرزاق بکثرت ہیں اور  
عبداللہ نہایت نادر بندہٴ خدا وہ جو خدا کو خدا کے لئے پوجے اپنے مزد و اجر کا لحاظ وقت  
میں تیرگی لاتا ہے (آیت) کریمہ ﴿فایای فاعبدون﴾ (۱) ﴿﴾ (۲) میں تقدیمِ ضمیر  
جس طرح شرکِ عبادت کی نافی ہے یونہی شرکِ مقصد کے منافی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے  
مجھی کو پوجو اور میری عبادت سے مجھی کو چاہو، جس دل میں میرے غیر کا خیال ہو میری

(۱) ترجمہ: کنز الایمان: تو میری ہی بندگی کرو۔

(۲) پ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۵۶

ساحبِ قرب میں لائقِ حضوری نہیں "من النفث الی غیرنا فلیس منا (۱)"

ع زہے عشق مار بر شدت دوست فواہی داشت جانان را (۲)

اکابر صحابہ خصوصاً خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان اس سے  
بس ارفع و اعلیٰ کہ ایسے مقاصد ناقصان کے سطحِ نظر رہے ہوں کہ حیف باشد از وغیر  
اوتھنائے (۳)، نہیں نہیں بلکہ بالیقین انکاعایت مری واقصائے مرام وہی حصول  
قرب و وجاہت و رضائے احدیت تھا، تبارک و تعالیٰ جیسا کہ کلامِ شریفِ حال صدیق  
سے شہر دیتا ہے ﴿بیوتی ما لہ ینزکی و ما لاحد عنده من نعمۃ لحرزی  
الا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ﴾ (۴) اپنا مال دیتا ہے ستمراہوئے کو اور اس پر کسی  
کا احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے مگر چاہتا اپنے برتر رب کی رضامندی کا۔ پھر وہی ان  
میں باہم تفاضل کا معنی، نہ یہ امور دانیہ متعلقہ شہوات نفسانیہ۔

دلیل دوم: اسی لئے محدثِ جلیلِ فاضلِ محمد طاہر گجراتی کتابِ مستطاب

مجمع بحار الانوار میں تصریح فرماتے ہیں کہ زیادتِ اجر منافیِ افضلیت نہیں ممکن ہے  
مفضول کو اجر میں زیادتی ہو "حیث قال مجرد زیادۃ الاجر لا تستلزم ثبوت

(۱) ترجمہ: جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے وہ ہمارا نہیں۔

(۲) ترجمہ: یہ کتنی عمدہ بات ہے کہ تو آتشِ عشق کو مزج رکھتا ہے۔

(۳) ترجمہ: اس سے اور غیر کی تناسل سے صدائیسوں ہے۔

(۴) پ ۳۰، سورۃ اعلیٰ، آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰

الافضلية المطلقة (۱)“ (۲) اور صواعق علامہ ابن حجر شہاب الدین احمد کی  
 میں ہے ”مجرد زيادة الاجر لا تستلزم الافضلية المطلقة (۳)“ (۴) ہیں  
 اگر مانا انضیلت یہی کثرت اجر یعنی مذکور ہوتی تو مفضول کو اس کا حصول کیونکر معقول  
 -۲۰۲-

### دلیل سوم: اور لیجئے اہلسنت کا اجماع ہے۔ ہذا کہ صحابہ کرام افضل

امت ہیں اگر مدار انضیلت یہی زیادت اجر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جسے ابو  
 داؤد و ترمذی نے روایت کیا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”یساتی ایام  
 للعامل فیہن اجر خمسین قبل منہم او منا یا رسول اللہ قال بل منکم  
 “ (۵) وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والا پچاس عاملوں کا اجر پائے

ہذا قول اجماع ہے وما ذکر ابن عبد البر فقد اتى بما لم يسبق اليه ولا معول  
 علیہ ۱۲۷

(۱) ترجمہ: جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ صرف اجر کی زیادتی انضیلت مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(۲) مجمع بحار الانوار، فصل فی الصحابة المکملہ، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورہ، ۵/۳۸۷

نوٹ و لفظہ ”مجرد زيادة الاجر لا تستلزم الافضلية المطلقة“

(۳) ترجمہ: صرف اجر کی زیادتی انضیلت مطلقہ کو مستلزم نہیں۔

(۴) الصواعق الخ، الفصل الثالث فی الاحادیث الواردة، کتب خانہ مجیدیہ، مکان، ص ۲۱۳

(۵) سنن ترمذی، کتاب التفسیر من سورة المائدة، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۵/۳۲

کا عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ان میں سے پچاس کا یا ہم میں سے فرمایا: بلکہ تم میں سے“  
 ۶۶ اسی حدیث کے جواب میں علماء نے تصریح فرمائی کہ کثرتِ اجر مدارِ افضلیت نہیں

## دلیل چہارم: اے عزیز! حکمتِ ضالہ مؤمن ہے اور حقِ الحق بالاتباع

کیا مزے کی بات ہے یہ تو قطعاً مسلم کہ فضائلِ جزئیہ موردِ نزاع نہیں ہو سکتے، اور اس  
 میں بھی کلام کی مجال نہیں کہ فضلِ کلی جو اطلاقِ افضل علی الاطلاق کا صحیح ہے لا جرم وہ  
 اوروں کے فضائل سے عالی و شاخ ہوگا ورنہ جسے افضل مطلقاً کہئے بعض سے مفضول

۶۷ قولہ بلکہ تم میں سے، اقول اگر مدارِ افضلیت کثرتِ قرب و وجاہت ٹھہرے کما هو الحق تو  
 اس حدیث کو حدیثِ صحیحین ”لو ان احداً انفق مثل أحد ذہباً ما بلغ مد احدکم و  
 لانصیفة (۱) (۲) سے بھی عمدہ تطبیق حاصل ہوتی ہے کہ اعمالِ صحابہ جس قدر انہیں خدا سے  
 قریب اور اس کی بارگاہ میں کریم و وجیہ کرتے ہیں دوسروں کے اعمال ہرگز اس درجے تک  
 نہیں پہنچ سکتے، گو مدار میں ان سے اس قدر زیادہ ہوں جتنا نیم صاع جو سے کوہ احد برابر  
 سونا اگرچہ متاخرین کو بوجہ کثرتِ عوائل و فسادِ زمانہ بعض وجوہ سے اجر زیادہ مل سکے ۱۲ منہ

(۱) ترجمہ: اگر (غیر صحابہ میں سے) کوئی شخص أحد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو وہ (اے صحابہ)  
 تم میں سے کسی کے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب تحریم سب الصحابہ، حدیث ۶۳۸۳، دار الفکر، بیروت،  
 ص ۱۲۵۸

ہو جائے گا کما ذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا۔ ت) اب میزان عقل میں قول  
 لیجئے کہ قرب الہی اور اس کی بارگاہ میں وجاہت اعلیٰ و اشرف ہے یا جنت میں لذیذ  
 کھانے، خوشگوار شراہیں، نرم نازک کپڑے، بلند جڑ او تخت، دربار شوخان طناز

عروسان سراپانا ع بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا (۱)

وائے خوبی فہم دودر باریوں نے بادشاہ کو اپنی عمدہ کارگزار یوں سے راضی کیا تا جدار  
 نے ایک کو ہزار اشرفی انعام دے کر پایہ تخت کے نزدیک جگہ دی دوسرے کو انعام لاکھ  
 اشرفی ملا اور مقام اُس کی کرسی منصب سے نیچے، اے انصاف والی نگاہ اہل دربار میں  
 افضل کسے کہا جائے گا، بالجملہ کثرتِ ثواب بمعنی مذکور ہرگز فضل کلی کا مناط نہیں۔

دلیل پنجم: آخر باہم ملائکہ میں بھی ایک کو دوسرے سے افضل کہا جاتا

ہے، حدیث میں آیا **طَب** عن ابن عباس ”الاخبر کم بافضل الملائکہ  
 جبریل (۲)“، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں سب ملائکہ میں افضل کون ہے جبریل۔

کتب عقائد میں انس و ملک کا تفاضل ذکر کرتے ہیں، اور حدیث قدسی میں

وارد ہوا، **طس** **فرو** کلاهما عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم عن ربہ تبارک و تعالیٰ ”عبدی المؤمن احب الی من بعض

(۱) ترجمہ: راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں جا رہا ہے۔

(۲) التجم الکبیر، باب العین، احادیث عبد اللہ بن عباس، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۱۳۹

ملا سکتی (۱) "میرا بندہ مسلمان مجھے اپنے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔ وہاں یہ معنی کب بن پڑے؟ کثرت و قلت در کنا ملائکہ رأساً یا میں معنی اہل ثواب ہی سے نہیں، تو بالضرور وہاں وہی معنی کہنا پڑیں گے کہ جبریل افضل الملائکہ ہیں یعنی ان کا قرب اور بارگاہ الہی میں وجاہت اور فرشتوں کے وجاہت و قرب سے زیادہ ہے اسی طرح تقاضی انسان و ملک میں۔

پھر یہ معنی کہ در حقیقت لفظ افضل سے تراوش کرتے ہیں یہاں آ کر کیوں بدل گئے اور کون سی ضرورت ان سے رجوع پر باعث ہوئی۔

**دلیل ششم:** علماء اہلسنت شکر اللہ مسامحہ نے تفضیل صدیق کو مقیدہ ٹھہرایا اور اس پر (آیت) کریمہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ التقکم﴾ (۲) اور حدیث **حاک خط کلہم عن ابی ہریرۃ** "ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اہل السنات و خیر اہل الارضین الا النیین و المرسلین" (۳) سے استدلال لائے اور یہ دلائل سلفا و

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۶۶۳۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۹۷

(۲) ترجمہ کنز الایمان، بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۳) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۴) کنز العمال، کتاب المناہل، الاقوال، حدیث ۶۶۳۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۶

خلفاء ان میں شائع و ذائع رہے، اور پُر ظاہر کہ اکرم عند اللہ اور اکثر و جاہلہ عند اللہ کے ایک ہی معنی ہیں اور خدا کے نزدیک جو اکرم و بزرگ تر ہو گا لا جرم خدا سے زیادہ قریب ہو گا نہ وہ جسے اجر بمعنی مذکور زیادہ عطا ہو، اسی طرح بعد انبیاء و مرسلین اولین و آخرین و کائنات اہل آسمان و زمین سے بہتری بھی اس زیادت اجر کا ثمرہ نہیں ہو سکتی، تو یہ استدلال ہمارے علماء کرام کے باطنی نداء متنادی کہ وہ شیخین کو ہمیں معنی زیادت قرب و جہالت افضل کہتے ہیں، ورنہ دلیلیں اس تاج دعویٰ میں تصور کریں گی کہ مدعا تو مثلاً صدیق کو اجر زیادہ ملنا تھا اور دلیل یہ کہ وہ اکرم عند اللہ ہیں یا انبیاء و مرسلین کے بعد سردار سابقین و لاحقین و بہترین سکان چرخ زمین، پس اتمام تقریب کے لئے ہر جگہ ایک مقدمہ اور بڑھانا پڑتا کہ جو ایسا ہے اسے اجر زیادہ ملے گا، اب قیاس مرکب ہو کر نتیجہ نکلا کہ صدیق اکبر کو اجر بیشتر حاصل ہوگا حالانکہ یہ مقدمہ کوئی ذکر نہیں کرتا اور دلیل کو اسی قدر پر تمام کر دیتے ہیں مہذب ایسا ہوتا تو اس مقدمہ زائدہ میں پھر غلطیوں نکلتیں اور نئی بنائی دلیل کا سنوارنا مشکل پڑ جاتا، مخالف سبیل طریقے سے منع وارد کر سکتا کہ ہم نہیں مانتے جو اکرم عند اللہ اور اہل سموات و ارض سے بہتر ہو اسے اجر مذکور زیادہ ملنا ضرور ہو، اللہ جبارک و تعالیٰ کو اختیار ہے مطیع کو کم عطا فرمائے اور عاصی کا دامن مالا مال کر دے۔

**دلیل ہفتم:** بچے خوب یاد آیا کیوں تکلیف تکلف گو اور ا کیجئے گو ہر مقصود

کے لیے دریا بچتے پھرینے، آفتاب عالمتاب جس کی روشنی میں راہ راست مل جائے اور تمام شکوک و ادوہام کا دفتر جل جائے، کلام ہدایت نظام حضور سید الانام علیہ و علیٰ آلہ



أفضل الصلوة والسلام ہے، وہ ارشاد فرماتے ہیں، ہم عن ابی ہریرۃؓ فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیون“ (۱) میں انبیاء پر چھ باتوں میں تفضیل دیا گیا مجھے جامع کلمے مختصر لفظ بے شمار معنی والے عطا ہوئے اور میری مدد کی گئی رعب سے اور حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں اور کی گئی میرے لئے زمین پاک کرنے والی اور مسجد اور بھیجا گیا میں تمام مخلوق الہی کی طرف اور ختم کئے گئے مجھ سے پیغمبر۔

اور اسی مضمون کی حدیث میں بروایت سائب بن یزید واقع ہوا، **طب** ”وادخرت شفاعتی لامتی الی یوم القیامة“ (۲) اور اٹھارھی میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے لئے روز قیامت تک۔

اب تو۔۔۔ مقصود بے پردہ و حجاب جلوہ آرا ہے، چشم بصیرت سے عطائے عصبت اٹھائیے اور دیکھ لیجئے کہ حضور نے جن وجوہ سے کافہ انبیائے کرام علیہم السلام پر اپنی افضلیت ثابت فرمائی ان کا منشا زیادتِ قرب و وجاہت ہے یا طعام و شراب و لباس و اکواب و ابکار و اترابِ جنت سے بیشتر متلذذ ہونا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد صی ”ان اللہ

(۱) صحیح مسلم، باب المساجد، حدیث ۵۲۳، دار الفکر، بیروت، ص ۲۶۶

(۲) العظیم الکبیر للطبرانی، حدیث ۶۶۷۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۵۳/۷

تعالیٰ فضل محمداً صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اہل  
 السماء فقالوا یا ابا عباس بم فضله علی اہل السماء قال ان اللہ تعالیٰ  
 قال لاہل السماء ﴿ومن یقل منهم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ  
 جہنم کذلک نجزی الظلمین﴾ (۱) وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی  
 اللہ علیہ وسلم ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ماتقدم من  
 ذنبک وما تاخر﴾ (۲) قالوا وما فضله علی الانبیاء قال قال اللہ  
 تعالیٰ ﴿وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم فیصل اللہ من  
 یشاء﴾ (۳) وقال اللہ تعالیٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وما  
 ارسلناک الا کافۃ للناس﴾ (۴) فارسلہ الی الجن والانس“ (۵)

بے شک اللہ تعالیٰ نے بزرگی بخش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پیغمبروں اور آسمان والوں  
 پر، لوگوں نے کہا: اے ابو عباس ☆ کس بات سے فضیلت بخش انہیں آسمانیوں پر، کہا:

☆ ابو عباس حضرت ابن عباس کی کنیت ہے ۱۲ امنہ

(۱) پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۲۹

(۲) پ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۱

(۳) پ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴

(۴) پ ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۲۸

(۵) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۱۱۶۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۱/۱۱

اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے حق میں فرمایا: جو کہے گا ان میں سے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا سوا سے بدلہ دیں گے جنہم، ہم یوں ہی عوض دیتے ہیں ستم گاروں کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی، تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے، بولے: اور انبیاء پر ان کی بڑائی کیا ہے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تا (کہ) ان کیلئے بیان کرے پھر خدا گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر تمام آدمیوں کے لئے۔ پس انہیں سب جن وانس کی طرف رسول کیا۔

اس تقریر کے پھول بھی اسی باغ قرب و وجاہت و عزت و کرامت کا پتا دیتے ہیں، کثرتِ اجر بمعنی مذکور کی کہیں بوجہ نہیں اور ایک اس پر کیا موقوف ہے جہاں صحابہ کرام میں تفصیل و ترجیح کا چرچا ہوا ہے اکثر اسی قسم کے امور ذکر فرمائے جاتے ہیں مجرد اجر بمعنی مذکور کا حرف شاید کسی کی زبان پر نہ آیا ہو، آخر فصول آتیہ باب اول و باب ثانی میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کی حدیثیں سن ہی جو لوگے پس بشہادت دو گواہ عدل عقل و نقل خوب محقق و متبحر ہو گیا کہ مناطِ افضلیت زیادتِ قرب و وجاہت ہے نہ کثرتِ لذاتِ جنت، سنیہ و تفضیلیہ کہ مسئلہ تفضیل میں متنازع ہیں، ان کا معرکہ بھی اسی میدانِ قرب و جاہ میں، اور احادیث میں جو شیخین یا بزرعم تفضیلیہ جناب مولا کی افضلیت وارد ہوئی وہاں بھی یہی معنی نگاہ میں، اور ہر چند یہ امر عقولِ سلیمہ کے نزدیک غایتِ جلا و ظہور میں تھا جس کے لئے اس قدر تطویل و تجسس تفصیل محض بیکار تھی مگر مجبور کہ ہمارے بعض معاصرین کے افکارِ بلند و افہامِ آسمان پیوند فقیر کو

کشاں کشاں اس طرف لائے کہ بدیہی کو نظری کا جامہ پہنائے، اور آفتاب دکھانے کو مشعل جلائیے۔

**دلیل ہشتم:** عزیزا! اگر اہلسنت کا یہی مذہب ہوتا کہ مرتبہ حضرت مولا کا بڑا اور قرب و کرامت انہیں کی زیادہ شیخین کو ان پر صرف ثواب و لذاتِ جنانی میں مزیت تو دلائل مذکورہ سنیاں اور اسکی امثال اکثر براہین کہ عمدہ کار اور فرقہ ناجیہ کے اکابر و اصغر میں بلا تکبیر رائج {اب یک قلم منقلع ہو جاتے}، جن کی کثرت ثواب منظور تھا ان کی اکرمیت ثابت ہوتی، {اور جن کی اکرمیت} کا دعویٰ تھا ان کی کثرت ثواب ظہور پاتی مثلاً (آیۃ) کریمہ ﴿سِجْنَبِهَا الْاِتْقٰی (۱)﴾ (۲) (آیۃ کریمہ) ﴿اِنْ اٰکْرَمٰکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰی (۳)﴾ (۴) سے ملا کر کثرتِ اجر صدیق پر استدلال کیا تو ہماری پہلی تقریر کو خزائنہ حافظہ سے پھر جنبش دے کر پیشِ نفس حاضر لائیے کہ یہاں تتمیمِ تقریب کے لئے ایک مقدمہ بڑھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ قیاس قیاسِ مرکب تو تنظیمِ دلیل اور اس سے انتاجِ دعویٰ یوں ہوگا کہ صدیقِ اتقی ہیں اور ہر اتقی اکرم عند اللہ اور ہر اکرم عند اللہ اجر میں زیادہ پس صدیقِ اجر میں زیادہ، اب نتیجہ قیاسِ اول سے صدیق کی اکرمیت نکلی حالانکہ اس کا نسبت جناب

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ ایل، آیت ۱۷

(۳) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار

ہے۔ (۴) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

مرتضوی دعویٰ تھا اور کبرائے قیاس ثانی سے اکرم کی زیادت اجر ثابت ہوئی تو مولیٰ علی جنہیں اکرم کہا تھا اجر میں زیادہ ٹھہرے دلیل دونوں دعووں پر صاف لوٹ گئی، انا للہ وانا الیہ رجعون۔

عقل سے ایسی بیگانگیاں خدا نہ کرے کہ سینوں کے ادنیٰ نو آموز سے بھی صادر ہوں یہ ناموزونی تو روز ازل سے بدعتیوں کے حصے میں آئی ہے پھر اپنے خیالات خام جو قوت و اہمہ سے تراشے ہیں سینوں کے سردھر کر کیوں ناحق ان کے بلند پایہ کلمات کو ضبط بے ربط کئے دیتے ہو ان کے دشمنوں کو سودا ہوا تھا کہ فضل کلی کا مناط ایسی چیز کو ٹھہراتے جو کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہو سکتی، نہ احادیث و آثار میں جو وجوہ افضلیت وارد ہوئیں وہ اس کی مساعدت کرتیں، نہ اس مسئلہ کے نظائر میں ہرگز وہ معنی درست آتے، نہ خود اپنے دلائل کا اس پر کسی صورت انطباق ہوتا مناط نہ ہوا فلک سیر کی ترنگ ہوایا ہوش ربا کی امنگ جس کا تھل نہ بیڑا۔

**دلیل نہم:** اور مزہ یہ ہے کہ یہ مناط برادری۔۔۔۔ یعنی حضرات تفضیلیہ

میں بھی مقبول نہیں ہوتا، نزاع کے لئے ضرور ہے کہ مافیہ التنازع { ایک ہی مرتبہ غیر مشترکہ ہو } اگر ہم زید کے لئے سرداری خاور ثابت کریں اور دوسرا عمرو کے واسطے سلطنت باختر { تو اس میں اور اس میں } مخالف ہی کا ہے کا ہوا، منازعت تو جب ہو کہ ایک ہی مرتبہ غیر مشترکہ ہم زید کو بتائیں اور طرف مقابل عمرو کو، اب اگر تفضیلیہ سے پوچھتے ہیں کہ تم جو حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتاتے ہو یہی کثرت اجر و جمع لہذا تم مراد لیتے ہو تو وہ کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں حاشا وکلا یہ بالائی بات کس قابل ہے

شان مرتضوی اس سے بس ارفع و اعلیٰ، ہم تو اس جناب کو رفعت مکان و علو شان و بلندی جاہ و وفور کرامت عند اللہ میں اجل و اکمل مانتے ہیں، سنی بھی اگر اس دعویٰ میں ان کے موافق تھے تو اس نزاع ہزار سالہ کا منہنی کیا، اور ادھر جو تفضیلیہ دلیل پیش کرتے ہیں جس سے بونے اکر میت نکلتی ہے خدا جانے کیا ماجرہ ہے کہ سنی مستعد جواب ہو جاتے ہیں اور اس کی وہ بری حالت بناتے ہیں کہ الہی توبہ، کوئی نہیں پوچھتا کہ جب ان کے نزدیک افضلیت شیخین بمعنی اکر میت و علو جاہ و منزلت نہیں بلکہ اسے مولیٰ علی کے لئے ثابت مانتے ہیں یہ بھی تفضیلیہ کے شریک ہیں تو اس دلیل کے رد پر کیوں کمر کتے ہیں، سیدھی سی بات کہ جو کچھ اس سے ثابت ہوا ہمارا عین مدعا ہے، کیوں نہیں کہہ گزرتے غرض اس مناظہ مقدس میں جو جو خوبیاں ہیں زبانِ قلم و قلم زبان اس کی تحریر و بیان سے عاجز۔

**دلیل دہم:** مگر ہوا یہ کہ ان صاحبوں نے ہمارے بعض علماء کے کلام میں

کثرتِ ثواب کا لفظ دیکھ لیا اور مطلب سمجھنا نصیبِ اعداء، اب مخالفتِ اہل سنت کی رگ خفی نے جوش کیا اور خیالی طومار بندھنے لگے اگر مثلاً حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی تکمیل الایمان میں یہ لفظ نظر سے گذرا تھا تو۔۔۔ صواعقِ محرقہ و مجمع البحار وغیرہا کی وہ تقریر بھی تو دیکھی ہوتی جس میں {زیادتِ اجر کے مناظہ افضلیت} ہونے کی بتصریح نفی ہے، اور اس کے سوا اور کتبِ اہلسنت پر بھی نگاہ ڈالی ہوتی جس میں کرامت و منزلت عند اللہ بھی کو شریک کیا ہے، افسوس صد افسوس ع حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء (ایک چیز کی تو نے حفاظت کی اور بہت سی اشیاء تجھ سے غائب ہو گئیں۔ ت)

خیر اب تک نہ سنا تھا تو اب سنئے شرح مقاصد میں ہے ”الکلام فی  
 الافضلیۃ بمعنی الکرامة عند اللہ تعالیٰ و کثرة الثواب (۱)“ (۲) علامہ  
 مناوی تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ سیوطی میں زید حدیث ”صالح المؤمنین  
 ابو بکر و عمر“ فرماتے ہیں ”ای ہما اعلیٰ المؤمنین صفة و اعلاہم  
 قدرا (۳)“ (۴)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعہ میں بیان وجہ تفضیل شیخین میں  
 فرماتے ہیں ”ایشان (یعنی شیخین رضی اللہ عنہما) بزرگ بودند و مقرب و درکار و بار دنیا و  
 دین مقدم و ابو بکر و عمر ہر دو وزیر و مشیر آنحضرت بودند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۵)“ (۶)

(۱) ترجمہ: کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی و کثرتِ ثواب کے ۱۲۔

(۲) شرح مقاصد، الفصل الرابع فی الامامة، المبحث السادس، الافضلیۃ بین الخلفاء، دار الکتب  
 العلمیہ، بیروت، ۵۲۳/۳

(۳) ترجمہ: یعنی ابو بکر و عمر سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں صفت میں اور انبیاء کے بعد سب سے  
 بڑے ہیں قدر و منزلت میں۔ ۱۲۔

(۴) فیض القدر للمناوی، حدیث ۴۹۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۵۱

(۵) یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما (تمام لوگوں سے) بزرگ و برتر ہیں، دین و دنیا  
 کے ہر کام میں مقدم و مقرب ہیں (اور روحانی و سیاسی طور پر بھی مقدم ہیں) اور یہ دونوں حضرات  
 حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر و مشیر ہیں۔

(۶) اشعۃ الممعات، کتاب الفتن، باب مناقب ابی بکر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲/۲۵۰

صواعق میں ہے ”ثم يجب الايمان والمعرفة بان خير الخلق  
 وفضلهم واعظمهم منزلة عند الله بعد النبيين والمرسلين واحقهم  
 بخلافة رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق ونعلم انه  
 مات رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولم يكن على وجه  
 الارض احد بالوصف الذي قد مناذكره على غيره رضى الله تعالى  
 عنه ثم من بعده على هذا الترتيب والصفة ابو حفص عمر بن الخطاب  
 رضى الله تعالى عنه ثم من بعدهما على هذا الترتيب والنعته عثمان  
 بن عفان ثم على هذا النعت والصفة من بعدهم ابو الحسن على بن  
 ابى طالب رضى الله تعالى عنهم انتهى ملخصاً (۱)“ (۲)

شرح مواقف پسند ہو تو اس میں دیکھئے ”ومرجعها ای مرجع  
 الافضلية التی نحن بصددها الی کثرت الثواب والكرامة عند الله

(۱) ترجمہ: پھر واجب ہے ایمان لانا اور پہچاننا کہ تمام جہان سے بہتر و افضل اور خدا کے نزدیک  
 مرتبہ میں بڑے انبیاء و مرسلین کے بعد اور خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق تر  
 ابو بکر صدیق ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور روئے زمین  
 پر یہ وصف کسی میں نہ تھا سوا صدیق کے، پھر ان کے بعد اسی ترتیب و صفت پر عمر بن الخطاب ہیں  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر ان کے بعد اسی ترتیب و وصف پر عثمان بن عفان پھر اسی نعت و وصف پر ان  
 سب کے بعد ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ۱۲

(۲) الصواعق المحرقة، باب خاتمة فی الامور المهمة، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۲۳۸



تعالیٰ (۱)“ (۲)

مولانا ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ العزیز فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح فارسی میں فرماتے ہیں ”بدانکہ مراد از افضلیت اکثریت ثواب

واعظمت مرتبہ است نزد اللہ تعالیٰ“ (۳)

بات یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کے اقتتال او امر واجتنابِ نواہی میں حتی

الوسع سرگرم رہتا ہے تو کریم قدیر جل جلالہ اپنے فضل و رحمت سے اسے بارگاہ۔۔۔

میں قرب و وجاہت بخشتا ہے اور زیادتِ انعام کے لئے لذاتِ جنت بھی مرحمت فرماتا

ہے۔۔۔ جب بندہ کو بذریعہ عمل حاصل ہوئے دونوں کو ثواب کہنا درست ٹھہرا، قال

تبارک و تعالیٰ ﴿تلك الجنة التي اور ثتموها بما كنتم تعملون﴾ (۴)

﴿(۵)

(۱) ترجمہ: مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرتِ ثواب و کرامت عند اللہ کی

طرف ہے۔ ۱۲

(۲) شرح المواقف، المرصد الرابع، المقصد الخامس، الأفضل بعد الرسول، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۳/۶۳۸

(۳) اے مخاطب تو جان لے کہ افضل ہونے سے مراد کسی کا عند اللہ ثواب میں زیادہ ہونا اور مرتبہ

میں بلند ہونا ہے۔

(۴) ترجمہ: یہ باغِ تم و وارث کئے گئے اس کے اپنے ان کاموں کے عوض جو تم کرتے تھے۔ ۱۲۔

(۵) پ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۷۲

وقال تعالى ﴿واسجد واقترب﴾ (۱) ﴿(۲)﴾

وقال تعالى فيما حكاه عنه نبيه صلى الله عليه وسلم خ

لا يزال عبدي يتقرب اليّ بالنوافل (۳) (۴)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم م د س "اقرب ما يكون

العبد من ربه وهو ساجد فاكثرو الدعاء (۵) (۶)

وقال صلى الله عليه وسلم ات مس قى عس طبى

☆ عليكم بقيام الليل فانه داب الصالحين من قبلكم وقربة الى الله

☆ اعن بلال ت مس قى عنه وعن ابى امامة الباهلى عس عن ابى الدرءاء

طب عن سلمان الفارسى عن جابر وحسن ت وصحح مس ۱۲ من

(۱) ترجمہ: اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۱۲۔

(۲) پ ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۱۹

(۳) ترجمہ: ہمیشہ میرا بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے ۱۲۔

(۴) صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث ۶۵۰۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۳/۲۳۸

(۵) ترجمہ: سب حالتوں سے زیادہ نزدیک بندہ اپنے رب سے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس

وقت دعا زیادہ مانگو ۱۲۔

(۶) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقال فی الركوع والسجود، حدیث ۲۱۵-۲۸۲، دار المعرفۃ،

تعالیٰ، الحدیث (۱)“ (۲)

قال صلی اللہ علیہ وسلم قضا الصلوٰۃ قربان کل تقی ☆“ (۳)

وروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم شہ عن ابن مسعود ”تقربوا الی اللہ

ببغض اهل المعاصی والقوہم بوجوہ مکفہرۃ والتمسوا رضی اللہ

بسخطہم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنہم“ (۴) (۵)

☆ ترجمہ: نماز سے خدا کا قرب پاتا ہے ہر پرہیزگار و قال المناوی فی شرحہ ای ان

الانقیاء من الناس يتقربون بہا الی اللہ ای یطلبون القرب منه بہا ۱۲ من۔ (۶)

(۱) ترجمہ: لازم جانور ات کی نماز کہ وہ عادت ہے تم سے پہلے نیکیوں کی اور نزدیکی ہے طرف اللہ

تعالیٰ کے۔ ۱۲

(۲) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی دعا النبی، حدیث ۳۵۶۰، دار الفکر،

بیروت ۳۲۲/۵

(۳) فیض القدر للمناوی، حرف الصاد، حدیث ۵۱۸۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۳/۳۲۵

(۴) ترجمہ: خدا کی نزدیکی چاہو گناہ والوں سے بغض رکھنے میں اور ان سے پریش روی طو، اور خدا

کی خوشنودی ڈھونڈو ان کی خشکی میں اور خدا سے قرب طلب کرو ان سے دور بھاگنے میں۔ ۱۲

(۵) جمع الجوامع الجامع الکبیر، قسم الاقوال، حدیث ۱۰۵۲۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۳/۱۰۲

(۶) ترجمہ: امام مناوی نے اس کی شرح میں فرمایا: یعنی تقی لوگ نماز کے سبب اللہ کا قرب طلب

کرتے ہیں۔

یہ آیات واحادیث اور ان کی مثل نصوص متکاثرہ شاہد کہ اعمال صالحہ جس طرح ثواب جنت دلاتے ہیں قرب خدا تک بھی پہنچاتے ہیں اور (آیۃ) کریمہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم﴾ (۱) ﴿﴾ (۲) تو حجت کافی ہے کہ اصلاح عمل سے کرامت عند اللہ حاصل ہوتی ہے، پھر ان پر اطلاق ثواب میں کیا شک رہا کہ ثواب ہم نہیں کہتے مگر اس جزا کو جو بندہ اپنے عمل صالح پر پائے قال العلامة البیری فی شرح الاشیاء و النظائر "قال علماءنا ثواب العمل فی الاخری عبارة عما اوجبه اللہ تعالیٰ للعبد جزاء لعمله اثره عند الفاضل الشامی فی رد المحتار (۳) " (۴) صرف لذات و شہوات و حور و قصور پر ثواب کا محصور و مقصور رکھنا محض تصور۔

فاضل علی قاری شرح فقہ اکبر سیدنا الامام الاعظم میں فرماتے ہیں "اما حصر ثوابنا علی اللذة الظاہریة فممنوع لان فی الجنة یحصل لاهلها التلذذ بالذکر والشکر وانواع المعرفة واصناف الزلفة والقربة التي

(۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) ترجمہ: علامہ بیری شرح الاشیاء والنظائر میں فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے فرمایا کہ آخرت میں عمل کا ثواب اس سے عبارت ہے کہ "اللہ تعالیٰ بندے کے لئے جو چیز اس کے عمل کی جزا میں واجب کرے"۔ فاضل شامی نے ان سے اس معنی کو رد الحکار میں نقل فرمایا ہے۔

(۴) رد الحکار، کتاب الطہارۃ، باب السیاء، مطلب فی تفسیر القریۃ والثواب، دار المعرفۃ، بیروت،

لهايتها الرؤية ما ينسى بجنبها التلذذ الشهوات الحسية واللذات  
النفسية (۱) (۲)

سچ ہے زیادت قرب و زلفے کے برابر کیا ثواب ہوگا { یہ ثواب سب لذتوں  
کی { جان ہے جس کے حضور حظوظ نفسانیہ استغفر اللہ کہ کچھ بھی وقعت رکھیں ---  
ہیں کہ زید کو اس کے اعمال حسہ پر لذات اور عمر و کو قرب ذات عطا ہوا، ثواب کس کا  
زیادہ رہا، عقل ہے تو خواہی نحو ای کہنا پڑے گا کہ عمر و کا ثواب بس ارفع و اعلیٰ ہے، پس  
کثرت قرب و کثرت ثواب کا ایک ہی حاصل ٹھہرا اور اس پر اقتصار بعینہ اس پر  
اقتصار ہوا، اور جنہوں نے زیادت اجر کو مدرا فضیلت ہونے سے انکار کیا انہوں نے  
اجر بمعنی ثانی لیا، وہ بے شک زیادت زلفے کے حضور معنی نہیں ہو سکتا، غرض مطلب سب

کا ایک ہے اور لفظ مختلف ع عبارات ناشی و حسنک واحد (۳)

توفیق رفیق ہو تو توفیق و توفیق ہو، بالجملہ سنیوں کا حاصل مذہب یہ ہے کہ بعد  
انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم جو قرب و وجاہت و عزت و کرامت و علو شان و  
رفعت مکان و عزت فخر و جلالت قدر بارگاہ حق تبارک و تعالیٰ میں حضرات خلفاء

(۱) ترجمہ: ہمارے ثواب کا لذت ظاہری پر محصور رکھنا مسلم نہیں کہ جنت میں اہل جنت کو لذتیں  
ملیں گی یا وہ خدا و شکر نما و اقسام معرفت الہی و انواع قرب و نزدیکی ناقمائی سے، جن کا آخر دیدار  
پروردگار ہے جس کے حضور یہ سب حسی شہوتیں اور نفسی لذتیں یک لخت فراموش ہو جاتی ہیں۔ ۱۲

(۲) شرح فقہ اکبر لملا علی قاری، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۱۳۲ (کتاب میں صحر کی جگہ قصر ہے)

(۳) ترجمہ: ہماری مبارکات مختلف ہیں اور تیر احسن ایک ہے۔

اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حاصل ان کا غیر اگرچہ کسی درجہ علم و عبادت و معرفت و ولایت کو پہنچنے والی ہو یا آخری اہل بیت ہو یا صحابی ہرگز ہرگز اس تک نہیں پہنچ سکتا مگر شیخین کو امور مذکورہ میں مکتبین پر تفوق ظاہر و حجابہر، بغیر اس کے کہ عیاذ باللہ فضل و کمال مکتبین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے اور تفضیلیہ دربارہ جناب مولیٰ اس کا عکس مانتے ہیں یہی تحریر مادہ نزاع، بحمد اللہ اس بیچ تویم و اسلوب حکیم کے ساتھ جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہک مشکک و وہم و اہم کو اصل محل طبع نہیں، اور ہر چند جو کچھ ہے

علماء کے بحار فیض سے چھیننا اور انہی کے خرمن تحقیق سے خوشہ عاے باد صبا انہمہ آوردہ تست (۱)، مگر شاید یہ تنقیح عاظر و توضیح --- کشف معطل و ترصیف نفس و حسن تائیس اس رسالہ کے غیر میں نہ پائی جائے ﴿ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ (۲) (۳) یا ہذا فعلیک بہ فاتقنہ فانہ مہم مفید و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید (۴)

(۱) ترجمہ: اے باد صبا یہ سب کچھ تو ہی لائی ہے۔

(۲) ترجمہ: کنز الایمان: یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

(۳) پ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۳۸

(۴) ترجمہ: اے شخص تجھ پر لازم ہے کہ اسے مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ اہم اور مفید ہے، اللہ غالب سزا ہے ہوئے کی طرف سے ہی نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے کی قوت ہے۔

تبصرہ تاسعہ: اب ہم جس کے لئے افضلیت بمعنی مذکور کا اثبات چاہیں تو اس کے لئے دو طریقے متصور یا نصوص شرعیہ میں کسی کی نسبت تصریح ہو کہ وہ اکرم و افضل و اعلیٰ و اجل ہے اور یہ طریقہ تمام طرق سے احسن و اسلام کہ بعد نص شارع کے چون و چرا و مداخلت عقل نارسا کی مجال نہیں رہتی اور قطع منازعت کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

تبصرہ سابقہ میں شرف ایضاً پاچکا کہ جب ایک جماعت اہل فضل میں کسی شخص کو ان سب سے افضل کہا جائے اور وہ حکم کسی قید خاص سے اقترا نہ پائے تو اس سے یہی معنی مفہوم ہوں گے کہ یہ شخص اپنے تمام اصحاب پر فضل کالی رکھتا اور قرب و جاہت و مرتبہ و منزلت میں ان سب سے بلند و بالا ہے پس بعد تصریح شارع کہ فلاں افضل ہے کوئی حالت متکثرہ باقی نہیں رہتی اور دلیل اپنی منزل متبہی و ذر وہ اعلیٰ کو پہنچ جاتی ہے یا دوسرا طریقہ استدلال و استنباط و تالیف مقدمات کا ہے یہ معرکہ البتہ تنقیح طلب۔

فاقول وباللہ التوفیق بنائے تفضیل کی اساس جس پر اس کی تعمیر

اٹھائی جاتی ہے دو امر ہیں ایک مافیہ التفاضل، دوسرا ماہبہ الافضلیت۔

ماہبہ التفاضل تو وہ جس میں افضل و مفضل کی کمی بیشی مانی جاتی ہے اور یہ امر دونوں طرف مشترک ہوتا ہے مگر بالتشکیک کہ افضل میں زیادہ اور مفضل میں کم اور ماہبہ الافضلیت وہ جو مافیہ التفاضل میں افضل کی زیادت۔۔۔ خاص ذات افضل سے قائم ہوتا ہے مفضل کو اس میں اس کم و کیف۔۔۔ اشتراک نہیں، اگرچہ کہیں نفس وصف سے اتصاف پایا جائے ورنہ اس میں تساوی ہو تو بنائے تفاضل رأساً انہدام

پائے مثلاً شمشیر تیز بران کو تیغ کندنا کارہ پر تفضیل ہے، مافیہ التفاضل قطع و جرح کہ وہ خوب کاٹی ہے اور یہ تصور کرتی ہے، اور ماہہ الافضلیت خوہا آبی و پاکیزہ جوہری کہ تیغ اول سے مختص ہے جس کے سبب اسے قطع و برش میں مزیت ہوئی، جب یہ مقدم ذہن نشین ہو چکا تو اب سمجھنا چاہئے کہ مافیہ التفاضل کا ادراک تو ترتیب و دلیل کی انفس تحقق نزاع حقیقی سے مقدم ہوتا ہے کہ یہاں منازعت کے اصل معنی ہی یہ ہیں کہ فریقین ایک امر معین مشترک بین الاثنین میں مزیت کی نسبت مختلف ہو جائیں یہ زید کے لئے ثابت کرے وہ عمرو کے واسطے مانے، اسی امر مشترک بالتفاوت کا نام مافیہ التفاضل ہے، مگر ماہہ الافضلیت کا ادراک اور اس کا اپنے مدعی لہ سے خاص ہونے کا اثبات بحث فائض و مزالہ الاقدام اور یہی امر مظنہ اختلاف اولی الافہام، پس ماخون فیہ میں طریقہ استدلال یہ کہ مدعی لہ کا ایک فضیلت میں نصاً خواہ استنباطاً اپنے ماوراء امتیاز، پھر اس خاصہ کا تمام مفضولین سے زیادت قرب و کثرت و جاہت عند اللہ کا موجب ہونا ثابت کیا جائے۔ اگر یہ دونوں مقدمے حسب مراد منزل ثبوت تک پہنچ گئے دلیل تمام ہو کر احقاق حق و الزام خصم کر دے گی، اس میدان میں آکر سنیہ و تفضیلیہ دو راہ ہو گئے، اہل تفضیل قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال ہوئے تخیل میں بے پرکی اڑانے لگے کہیں مجرد بعض صفات سے اختصاص کو فصل کلی کا مدار ٹھہرایا، کہیں کثرت فضائل و شہرت۔۔۔۔۔ پکڑا، کبھی شرف نسب و علو حسب و کرامت صہر و نفاس عیال پر نظر ڈالی، کبھی۔۔۔۔۔ میں مزیت سلاسل طریقت کی مبدیٰ تنزل تا سوتی کی خصوصیت سے راہ نکالی، کہ ہم بجد اللہ تبہرات سالفہ میں ان ادہام کی قطع عرق کر آئے۔



سینوں کا مرجع و ملائی ہر بات میں حدیث شریف و قرآن اشرف اور مقام  
 شرح و تفسیر میں پیشوا و مقتدا کلمات اکابر سلف، اب جو ہم <sup>کا</sup>چین نظر کو ان باغوں میں  
 اجازت گلگت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں (آیۃ)  
 کریمہ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم﴾ (۱) ﴿(۲) تو نص جلی ہے کہ مدار  
 افضلیت زیادت تقویٰ ہے اور بیشتر احادیث و اخبار بھی اسی کے مثبت اور (آیۃ)  
 کریمہ ﴿و منہم سابق بالخیرات باذن اللہ﴾ ذلک هو الفضل  
 الکبیر ﴿(۳)﴾ میں سبقت الی الخیرات۔

اور (آیۃ) کریمہ ﴿لا یستوی منکم من انفق ﴿(۵)﴾﴾ (۶) الآیۃ، اور  
 بعض احادیث و اکثر محاورات صحابہ میں سوابق اسلامیہ اور زمانہ غربت و شدت ضعف  
 میں دین کی اعانت اور احادیث کثیرہ مرفوعہ و موقوفہ میں فضل صحبت سید المرسلین صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض اقوال علماء میں کثرت نفع فی الاسلام اور مواضع آخر میں ان

(۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار  
 ہے۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) ترجمہ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔

(۴) پ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۳۲

(۵) ترجمہ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔

(۶) پ ۲۷، سورۃ الحمد، آیت ۱۰

کے سوا اور امور کو بھی مناظر تفضیل و مابہ الافضلیت قرار دیا کہ ہم بحول اللہ وقوت ان مضامین کو باب ثانی میں بسط کریں گے، لیکن غور کامل و فحس بالغ کو کام فرمائیے تو درحقیقت کچھ اختلاف نہیں، اصل مدار و نقطہ پر کاران سب امور کا واحد ہے، جس منبع سے یہ سب نہریں نکل کر پھر اسی طرف لوٹ جاتی ہیں، وہ کیا ہے یعنی کمال قوت ایمان کہ ایک صفت مجہولہ الکفایت ہے جو قلب مؤمن پر کنوز عرش سے فائض ہوتی ہے، عبارت اسکے ادا و ایضاح سے قاصر جو کچھ کہا جاتا ہے سب اس کے آثار و ثمرات

ہیں **ع** ذوق این می شناسی بخدا تا {نجشی} (۱)

العارف باللہ سیدنا الحکیم محمد بن علی الترمذی الصوفی قدس سرہ العزیز۔۔۔۔۔  
 بیدار جب خزانہ دل میں استقرار کرتی اور مجامع قلب کو اندرون و بیرون سے گھیر لیتی اور ہر گ و ریشہ باطن میں شیر میں دسومت بلکہ شہد میں حلاوت کی طرح پیر جاتی ہے، اسی کا نام علم باللہ و کمال معرفت الہی قرار پاتا ہے، پھر اسی سے خوف ورجا و تسلیم و رضا و شرم و حیا و ورع و تقویٰ و صبر و شکر و اخلاص و توکل و انقطاع و تجمل و تواضع و عفت و حلم و دیانت و غیر ہا تمام فضائل محمودہ جنہیں حدیث میں **م د س ق** عن ابی ہریرۃ "الایمان بضع و سبعون شعبۃ (۲)" (۳) سے تعبیر کیا خود بخود منشعب

(۱) ترجمہ: خدا کی قسم جب تک تو اس ذوق کو نہیں چکھے گالذت سے محروم رہے گا۔

(۲) ترجمہ: ایمان کی کئی اور پستہ شاخیں ہیں ۱۲۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان عدد شعب الایمان، حدیث ۳۵، دار الفکر، بیروت، ۱/۳۹

ہوتے اور بندہ کو اپنے مولیٰ کا سچا بندہ کر دیتے ہے۔

یہی ہے جس کے باعث یہ ماءِ محین و خاکِ ذلیل اس ساحتِ سبحوت میں قرب و وجاہت پاتا اور جملہ نشینانِ حریمِ قدس کا محرم راز بلکہ سر تاجِ افتخار و اعزاز ہو جاتا ہے، پس لاجرم جسے اس صفت میں مزیت ہوگی وہی کمالِ خوف و خشیت الہی و امتثالِ اوامر و اجتنابِ نواہی میں گوئے سبقت لے جائے گا، اور یہی روحِ معنی و صورتِ تقویٰ ہے، اور پُر ظاہر کہ ایسے شخص کا بسببِ قوتِ اتباعِ داعیہٴ خیر کے سباقِ الی الخیر ہونا لازم، اور جب سباقِ الی الخیر ہو تو اسلام کو نفع بھی اسی سے زیادہ پہنچے گا اور حکمتِ الہی تقاضا کرے گی کہ ایسے ہی لوگوں کو سلطانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ کا مونس و رفیق و وزیر و مشیر کیا جائے اور ابتدائے اسلام میں جو وقت نہایت ضعف و کثرتِ اعدا و مزلتِ اقدام و تراکمِ آلام اور دلوں کے ہل جانے اور جگروں کے کانپ اٹھنے کا ہے۔۔۔ اسلام کے حفظِ ناموس کو گلہائے ﴿نحن انصار اللہ﴾ (۱) ﴿﴾ (۲) کا سہرا نہیں کے۔۔۔ سوانحِ اسلامیہ کا بھی یہی منشا اور سوانحِ اسلامیہ پھر کثرتِ نفع فی الاسلام۔۔۔ دینگے بالجملہ یہ سب امور ایک دوسرے سے دست و بغل ہیں اور ہم اس امر کی تحقیق کی طرف کہ قوتِ ایمان و علم باللہ کے سوا یہاں دوسری چیز ما بہ الافضلیت نہیں ہو سکتی اور احادیثِ کثیرہ میں جو امور مختلفہ کو مناطِ تفضیل ٹھہرایا ہے کیونکر امرِ واحد کی طرف عود کر آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اوائلِ بابِ ثانی میں بمالامزید علیہ رجوع

(۱) ترجمہ کنز الایمان: ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(۲) پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۵۲

کریں گے۔ سبحان اللہ ہر چیز اسم و صفت الہی کی مظہر ہوتی ہے ان فضائل کی وحدت  
مصدق و کثرت مفاہیم بھی اسی رنگ پر آئے کہ ﴿ایسا ماتدعو افلہ الاسماء  
الحسنی (۱)﴾ (۲) جو کہہ پکارو سوا سی کے نام ہیں خاصے

## ع عبارات ناشتی و حسنک واحد (۳)

تبصرہ عاشرہ: دفع بقیہ اوہام فرقہ سفیہ میں مشتمل چند تنبیہ پر

تنبیہ نمبر 1: ہماری تقریرات رائقہ و تحریرات سابقہ سے خوب مندرج ہو گیا خیال  
ان لوگوں کا جنہوں نے بعض کلمات علماء میں یہ لفظ دیکھ کر کہ مرجع تفضیل کثرت نفع فی  
الاسلام ہے، مقصود شناسی کا ایک لخت دامن چھوڑ یہ نیا عجوبہ تراشا اور اسے مذہب  
سنیہ کا حاصل ٹھہرایا کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں ہے کہ اسلام و مسلمین کو ان  
سے نفع زیادہ پہنچا، ان کے عہد خلافت میں شہر بہت فتح ہوئے، ملکوں میں امن و امان  
رہے، انتظام اچھا بن پڑا، ان باتوں پر جو ثواب مترتب ہوا وہ شیخین نے زیادہ پایا، باقی  
مرتبہ کی بڑائی، کرامت کی افزونی، وجوہ اخر سے ثواب کی بیشی جناب مولیٰ ہی کو رہی۔

اقول واللہ یغفر لی اس کلام میں جو کچھ معنی رسی سے بیگانگی اور تہافت

و تناقض کا جوش ہے اس سے۔۔۔۔۔ بات سے ذہول نہ کیجئے کہ فصل جزئی جو اطلاق

(۱) ترجمہ کنز الایمان: جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔

(۲) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۰

(۳) ترجمہ: ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حسن ایک ہے۔

افضل بتقید کا صحیح، صالح بحث و نزاع نہیں کہ اس مقام میں تو بالیقین شیخین کو جناب مولیٰ اور جناب مولیٰ کو شیخین اور بعض احاد صحابہ کو خلفاء اربعہ سے افضل کہہ سکتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مور و نزاع افضل کلی ہے جو اطلاق افضل بالاطلاق کا مجوز، اب ہم ثواب نفع فی الاسلام میں شیخین اور ثواب دیگر اعمال میں جناب مولیٰ کی مزیت تسلیم کر کے پوچھتے ہیں کہ دونوں طرف کے ثواب جمع کرنے سے کثرتِ ثواب جانب شیخین رہتی ہے یا جانب جناب مرتضوی یا دونوں پہلے برابر، بر تقدیر ثالث افضل مطلق کا اطلاق نہ ادھر ہو سکے نہ ادھر، بلکہ ایک جہت کی قید سے انہیں افضل کہیں گے دوسری حیثیت کی تقید سے انہیں، پھر فضل کلی جو متنازع فیہ تھا کسی کو بھی نہ رہا، تم نے تو وہ صورت نکالی کہ سنی تفضیلیہ دونوں کا مذہب رد کر دیا اور شق اول پر افضلیت خاص نصیبہ حضرت مولیٰ رہی اور شیخین کا فضل محض جزئی، پھر سنیوں کا مذہب جسے تم بزور زبان تاویلات دور از کار کر کے اپنی مرضی مطابق گڑھا چاہتے تھے ہزاروں منزل گیا خاصے تفضیلیہ ہو چکے پھر چھپانے سے کیا حاصل

ع ہم نے پردے میں تجھے پردہ نشین دیکھ لیا

اب رہی شق ثانی اسے اختیار کیجئے تو آپ کا مطلب ہاتھ سے جاتا اور ”کمر الی مافر (۱)“ لازم آتا ہے، چاہتے تو یہ تھے کہ۔۔۔ کسی ایسی ہلکی سی بات میں

شیخین کی افضلیت مان لیجئے جو فضائل حضرت مولیٰ کے حضور وقعت نہ رکھتے ہوں جس سے حضرت مولیٰ پر ان کا رتبہ بھی نہ بڑھے اور اپنا تفضیلیہ نام بھی نہ ٹھہرے، وہ ہو رہی ائی کہ حضرات شیخین --- سنگ عالی قدر رہا کہ ہر چند صد ہا فضائل میں جناب ولایت مآب کو --- جاتی ہیں، مگر ان کا فضل کسی طرح نہیں گھٹتا اور سب پر بلند و بالا

رہتا ہے **ع** ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور کہیں خدا کے لئے وہ تقریر نہ بھول جانا کہ یہاں ثواب سے مراد لذائذ جنائی نہیں۔

تنبیہ نمبر ۲: عجب تماشا ہے فرقہ سنفضیہ جن کے قلوب تفضیل حضرات

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اتباع کتاب و سنت و اجماع امت و علماء اہل حق کے لئے منشرح نہیں ہوتے اور دلائل قاہرہ کی تابشیں دل کو گو نہ نرم بھی کرتی ہیں تو ﴿یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً﴾ (۱) ﴿(۲)﴾ کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور باہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید تو جیہیں ریک تاولیس نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سینوں کے سر ڈھاتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے پھر بعنائیت الہی اہل حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور طرہ یہ کہ جس سے سینے نئی تقریر تراشے گا اور اس کے مذہب سنیاں ہونے کا دعویٰ کر دے گا۔

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے (۲) پ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۵

گویا مذہب اہلسنت ایک تصویر مومین کا نام ہے جسے جیسا چاہے پلٹا دے  
 لیجئے، بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیحِ بلیغ کی جس کی خدمت گذاری تنبیہ سابق میں  
 گذری اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ اہلسنت کو  
 یوں شرفِ تخیس بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں  
 اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولاية اور اس کلام کی شرح۔۔ تقریر  
 میں ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ { کو بعد میں اور } سلاسل  
 اہل طریقت جناب ولایت مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر، تو اس وجہ سے یہ افضل  
 اور اس وجہ سے وہ۔

اقول ورنہ بیغفر لی یہ ایک کلام ہے کہ عالمِ اضطرار میں ان حضرات کی  
 زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجئے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی  
 ہوتے ہیں اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراش کرتا  
 ہے تو محض خطبے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ  
 ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجمت خلافت  
 افضل ہوئے اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا  
 دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پرناطق کما مر منافی التبصرۃ الرابعۃ (۱) اور

(۱) ترجمہ: جیسا کہ ہماری طرف سے تبصرہ رابع میں گذرا۔

جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی تھی تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے، اہلسنت ترتیب فضیلت میں انبیا کے بعد شیخین کو گنتے ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیا و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا، یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لئے وسیلہ و ذریعہ ہوں اسی لئے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ”یرضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاه لدنیانا“ (۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افز و نی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بیچارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولیٰ علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجئے۔

ثم اقول واللہ یغفر لی اب ہمیں چند باتیں ان حضرات یعنی مطلقاً سب سنفضیہ سے دریافت کرنا ہیں بالا بالانہ جائیں اور ان کا جواب شافی عطا فرمائیں

(۱) تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی بیان کونہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلف الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۶



یاد رہے اہلسنت کی طرف بلا تبدیل و تاویل رجوع لائیں۔

## تنقیح نمبر 1: سلسلہ تفضیل عقیدہ اہلسنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل

العلمین و اکرم المخلوقین محمد رسول رب العلمین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر انبیاء سابقین پھر ملائکہ مقررین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ اور ظاہر کہ سلسلہ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے مثلاً سلسلہ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے پھر ماہتاب پھر نجوم پھر چراغ اور سلسلہ جرح و قتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے پھر چھری پھر چاقو اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب پھر چاقو یا افضل تلوار ہے پھر چھری پھر چراغ تو یہ کلام اس کا کلام مجاہدین میں داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا پس بالضرور وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا اور جس بات میں رسول اللہ

---

ﷺ قولہ بالضرور، اقول اگر کسی تیز ہوش کی قوت و اہمہ یوں رنگ لائے کہ ہم وحدت سلسلہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ سلسلہ تفضیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہے اور یہ سلسلہ جس میں شیخین کو تفضیل دی گئی ہے دوسرا قائم کیا گیا تو ممکن کہ وہاں مافیہ التفاضل اور ہو اور یہاں اور تو اس کے معالجہ کو وہ احادیث جنہیں افضلیت شیخین بلفظ بعد الانبیاء والمرسلین و کلمۃ الا ان یکون نبیا و جملان خیر هذه الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وسلم وارد اور قضیۃ مشہورہ کہ تہنأ کا افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (حاشیہ جاری ہے)

صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور انبیاء کو تمام ملائکہ اور ملائکہ مقررین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جناب عیسیٰ و حضرت مر تقویٰ پر پیشی و (بیشی) { صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین۔ اب ہم پوچھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء سے افضل کہا جاتا ہے تو آیا اس کے سوا کچھ اور معنی مفہوم ہوتے ہیں کہ حضور کا رتبہ عالی اور قرب و وجاہت و عز و کرامت ان سے زیادہ، اسی طرح جب انبیاء کو ملائکہ اور ملائکہ کو صحابہ سے افضل کہتے ہیں اس معنی کا غیر ذہن میں نہیں آتا تو شیخین کو جو مولیٰ علی سے افضل کہا وہاں بھی قطعاً یہی معنی لئے جائیں گے ورنہ سلسلہ بکھر جائے گا اور ترتیب غلط ہو جائے گی اور جو یہاں زیادت اجر و غیرہ بمعانی مختراع مراد لیتے ہو تو محکم مقدمہ مذکورہ اوپر بھی یہی لینا پڑے گا حالانکہ فرشتے بایں معنی اہل ثواب نہیں نہ بعض ملائکہ مقررین مثل حملہ عرش عظیم میں باعتبار نفع فی الاسلام کلام جاری ہو اور خلافت تو خلفاء اربعہ سے اوپر کسی میں نہیں پھر یہ معانی تراشیدہ کیوں کر درست ہو سکتے ہیں ☆ لطف یہ ہے کہ جیسے اوپر کی ترتیبوں میں تفضیل بمعنی علو شان

---

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) و امثال ذلک کافی (۱)، جس سے ظاہر کہ اسی ترتیب میں انبیاء و مرسلین کے بعد شیخین کو شمار کیا ہے تو اتحاد سلسلہ یقینی واللہ اعلم ۱۳ امنہ  
 (اس صفحہ کا حاشیہ) ☆ اور کلمات علماء کی توجیہ ہم تبصرات سابقہ میں بیان کر آئے کہ وہ کثرت ثواب سے زیادت قرب مراد لیتے ہیں کہ بنی نوع انسان (حاشیہ جاری ہے)

---

ورفعہ مکان لیتے آئے یوں ہی جب نیچے آ کر مولیٰ علی کو بقیہ صحابہ سے افضل کہتے ہیں وہاں بھی اسی معنی پر ایمان لاتے ہیں بیچ میں شیخین کی نوبت آتی ہے تو اگلا پچھلا کچھ یاد نہیں رہتا نئے نئے معنی گڑھے جاتے ہیں اور اس معنی کے رو پر بڑے بڑے اہتمام ہوتے ہیں اب بھی دعویٰ انصاف باقی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

خدا را خدا لگتی کہو اگر سنیوں کا یہی مذہب تھا کہ جناب مولیٰ کی شان کریم شان شیخین سے ارفع و اعلیٰ اور ان کا مقام و جاہت ان کے مقام عزت سے بلند و بالا تو یوں سلسلہ قائم کرتے ان کا کیا خرچ {ہوتا تھا} کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل انبیاء و مرسلین پھر جناب مولیٰ علی ان کے بعد شیخین۔۔۔ کہ ان حضرات کو نہ خدمت حدیث سے سروکار رہا نہ کلمات علماء کا مطالعہ تفصیلی ملا {جو منہ میں} آتا ہے بے تکلف کہہ دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ (۱) کون سے گا ذرا صبر کریں اور ہم اس رسالہ کے دونوں باب میں جو احادیث و اقوال صحابہ و تابعین و خود ارشادات حضرت ابوالائمہ الطاہرین و کلمات اہل بیت کریم و تحقیقات صوفیہ مستندین ذکر کریں گے انہیں بنظر انصاف دیکھیں کہ ان سے یہی

---

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) میں قرب بذریعہ اعمال حاصل ہوتا ہے اسی طرح کثرت نفع فی الاسلام قوت کیفیت ایمانیہ کا اثر و ثمرہ اور یہی کیفیت وجہ تفاضل انبیاء و ملائکہ ہے ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ قول کی ایسی توجیہ کرنا جس سے قائل راضی نہ ہو۔

تاویلات بعیدہ رنگِ ثبوت پاتی ہیں جو تم نکالتے ہو یا صاف صاف حضراتِ شیخین کا  
رفعتِ شان و علوِ مکان و بلند پایگی و الارتبکی میں تمامہ امت مرحومہ سے اکرم و اقدم  
ہونا ظاہر ہوتا ہے زیادہ تو ان شاء اللہ تعالیٰ دورِ آئندہ پر موقوف ہے، ہر دست اتنا ہی

سن لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **ک حاحط** عن ابی  
ہریرۃ ”ابوبکر و عمر خیر الاولین و الآخیرین و خیر اهل السموات  
و خیر اهل الارضین الا النبیین و المرسلین“ (۱) ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب  
انگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوا انبیاء  
و مرسلین کے۔

لہذا انصاف کیجئے اگر مرتبہ مولیٰ علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظِ شیخین ہی کی نسبت  
تو فرمائے جاتے، ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب  
زمین و آسمان والوں اور انگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ  
بڑے اور جہاں بھر سے بہتری ان کو۔

**تنقیح نمبر 2:** اہلسنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی  
النورین پھر ابوالحسنین پھر بقیہ عشرہ پھر سائر صحابہ جو حضرات امرِ خلافت میں تفاضل  
مانتے۔۔۔ کہ یہ حیثیت آپ کی، آگے کیونکر چلی کیا بقیہ عشرہ و باقی صحابہ بھی خلفاء تھے  
۔۔۔ میں تفصیل ہوگی۔

(۱) کنز العمال، کتاب الفہائل، حدیث ۳۳۶۳۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۶

**تنقیح نمبر 3:** جب یہ ٹھہراتے ہو کہ ایک جہت سے افضل یہ اور ایک جہت

سے وہ جیسا کہ اکثر بلکہ تمام سفیہ کا مقولہ ہے تو علمائے سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لے کر اب تک اسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے کبھی تو جہت آخر کا بھی خیال چاہئے تھا اور دوبارہ سلسلہ تفصیل قائم کر کے جناب مولیٰ کو تقدیم دینی تھی جیسے عقیدہ ”افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی (۱)“ (۲) سے کتابیں مالا مال کر دی ہیں، دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں ”افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابو بکر ثم عمر“ بھی تو کہتے، یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یکلخت بھول گئے اور ہمیشہ صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے خصوصاً جبکہ قرب و وجاہت عند اللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفصیل تو انہیں کو دینا تھی پس خوب معلوم ہوا کہ سینوں کے نزدیک گو مولیٰ علی کو فضائل خاصہ حاصل جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضل جزئی ہیں کہ فضل کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔

**تنقیح نمبر 4:** فضل جزئی و فضل کلی کا فرق تو ہم پہلے سمجھا آئے کہ یہ افضل

بالاطلاق اور وہ افضل بالتقید کا مصداق ہے اب ہم آپ صاحبوں کی یہ کیفیت دیکھتے

(۱) ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد (اس امت میں) سب سے افضل بشر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۲) شرح العقائد النسفیہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص ۳۱۸

ہیں کہ شیخین کی نسبت جیسا قرآن وحدیث واجماع {امت} سے ثابت اور {زبان} حق ترجمان حضور سید الانس والجان ومولیٰ علی واہل بیت کرام وصحابہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جاری یہ کلمہ تم سے صاف صاف بہ طیب خاطر نہیں کہا جاتا کہ وہ {سب سے} افضل ہیں بلکہ جب کہتے ہو اس میں کسی جہت وحیثیت کی قید لگالیتے ہو تمہارا یہ قید لگانا ہی دلیل باہر ہے کہ تم اس عقیدہ پر ثابت نہیں جسے قرآن وحدیث واجماع ثابت کر رہے ہیں ورنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مولیٰ علی واہل بیت وسائر صحابہ بے تخصیص وتقید ان پر لفظ افضل کا اطلاق کرتے رہے تم بھی ایسا ہی کرتے کہ فعل کلی کا تقاضا ہی اطلاق وارسال ہے، خیر تم نے تو یہ کہہ کر کہ شیخین اگر افضل ہیں تو اس بات میں اور دوسری وجہ سے مولیٰ علی افضل بجائے خود سمجھ لیا کہ ہمارے مطلب کا مطلب حاصل اور مخالفتِ سنیاں کی عار بھی زائل حالانکہ تمہاری یہ توزیع وتقسیم خود مخالفتِ اہلسنت پر اول دلیل ہے لیکن ہم ان کلمات کو یونہی گول نہ رہنے دیں گے تم سے سوال ہوگا آیا یہ دونوں جہتیں دونوں جانب فعل جزئی کی ہیں یا کوئی فعل کلی کی بھی ہے بر تقدیر اول کس قدر منج عقل سے دور پڑنا ہے سوال یہ کہ افضل کون جواب یہ کہ سب ذی فضل، اس کا انکار کسے تھا اور ایک معنی ان الفاظ کے کہ یہ فضل ان میں اور وہ ان میں تو یہ ہو سکتے ہیں یعنی سب برابر تو یہ قطعاً تمہیں بھی مقصود نہیں ہوتا نہ یہ تمہارا عقیدہ اور ہو تو نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے، اہلسنت تو کہیں گے تم نے قرآن وحدیث واجماع کا خلاف کیا تفضیلیہ بھی اپنے میں نہ آنے دیں گے اور دور ہی سے دیکھ کر الگ الگ کریں گے اور ایک محتمل اس کلام کا یہ بھی متصور کہ یہ بھی فاضل وہ بھی فاضل افضلیت کو خدا جانے تو اب ہم کہتے ہیں الحمد للہ تم

نے۔۔۔ جہل مرکب سے انکار اور مرض جہل الزوال جہل بسیط کا اقرار کیا۔۔۔ واقعی ہے تو ان شاء اللہ علاج آسان ہے حکیم ازلی کی طرف رجوع لائیے اور دیکھئے وہ اس درد کی کیا دوا دیتا ہے وہ فرماتا ہے ﴿فاسألوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون﴾ (۱) ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ تم نے اس کے عوض ذکر والوں سے تو لڑائی ٹھان لی اور ان کی بات کو غلط کہنے لگے سبحان اللہ جب تم جانتے ہی نہیں کہ کون افضل ہے تو جاننے والوں سے کیوں الجھتے اور انہیں عقیدہ باطلہ پر سمجھتے ہو۔ بعضے سفسفیہ کہتے ہیں یہ کلمہ نیا ہمارا نہیں بلکہ ہمارے مشائخ وقت خلوت خاص میں ہمارے کان میں ایسا ہی کہہ دیتے تھے طرفہ یہ کہ یہ تہمت ان اجلہ افاضل واکابر اولیاء پر رکھتے ہیں جن کے فضل و معرفت کا چراغ اب تک ضیا بخش عالم ہے اور ان کی خاک آستان چومنے والا ایک آن میں سچا پکاسنی ہو جاتا، خیر ان سے کہئے اگر بفرض غلط بعض مشائخ مستندین سے ایسا کلمہ صادر ہوا بھی اور انہوں نے کسی کی تفضیل پر اطلاع نہ پائی تو جان برادر تقلید علم میں ہوتی ہے نہ تا واقعی میں، انہوں نے نہ جانا تو اور جاننے والے تو ہیں قرآن کا حکم دیکھئے یہ فرمایا کہ نہ جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو یہ ارشاد نہیں ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کوئی نہ جاننے والا گزر گیا ہو تو اس کی پیروی کر کے تم بھی تعلم سے باز آؤ اب جاننے والوں سے پوچھئے تو ایک ان میں مسلمانوں کے مولیٰ حضرت اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔۔۔ تو سنو وہ کس کس طرح تفضیل شیخین کی تصریح فرماتے اور اس کے مخالف کو {حد مفتری کا حقدار ٹھہراتے} ہیں پھر بھی مجال عذر

باقی ہے۔

اب آئی دوسری شق کہ فرمائیے ہم فضل {کلی دونوں کے لئے مانتے ہیں} تو پابلقین دونوں جہتیں تو فضل کلی کی ہوں نہیں سکتیں ورنہ تناقض لازم آئے کمالات بعضی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں)۔

ایک جہت کو جہت فضل کلی مانو گے (تو) اب ہم طالب تعین ہوں گے کہ اگر وہ جہت وہ ہے جس سے حضرات شیخین متصف جب تو ہماری عین مراد پر آ گئے۔

۲) لہ الحمد میان من واصلح {شدند} حور یان رقص کنان دست بشکرانہ زوند (۲)  
اب کیوں خواجہ خواجہ الجتے اور ہمارے عقیدہ سے بگڑتے ہو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فضل دونوں طرف اور افضلیت شیخین کو اور جناب مرتضوی میں بہت فضائل خاصہ ایسے ہیں جو شیخین میں نہیں پھر یہ نزاع کا ہے پر تھی اور جو اس جہت کو جہت فضل کلی ٹھہرائے جس سے جناب ولایت مآب متصف تو اب وہ جو پردہ رکھ لیا تھا کہ کھلے کھلے اہلسنت کے مخالف نہ بن جائیں بالکل ٹوٹ گیا،

۳) کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ حضرات شیخین اگر چہ ذی فضل ہیں مگر ہم مولیٰ علی کو عند اللہ ان سے افضل اور درجہ قرب و وجاہت میں اعلیٰ و اکمل مانتے ہیں

(۲) ترجمہ: الحمد للہ ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہو گئی (اسی وجہ سے) حوران بہشت خوشی میں رقص کنان ہیں اور بطور شکرانہ ان کے ہاتھ بلند ہیں۔



اب تمہارے سامنے ان دلائل قاہرہ و بینات باہرہ کی بے امان شمشیریں چمکائی جائیں گی جن کے حضور عقول سلیمہ گردن جھکانیں اور ان کی آنچ کے آگے اوہام و خیالات کی آنکھیں جھپک جائیں ہاں ابھی یہ کاہے کو ہوگا پہلے تو تمہیں سے دلیل مانگی جائے گی اور کہا جائے گا اس جہت کا مولیٰ علی سے اختصاص پھر یہ کہ جس میں یہ صفت ہو وہی عند اللہ قریب رب الارباب و کثرت ثواب میں تمام امت سے زائد ہوگا اور یہ کہ جو جوہ فضل شیخین کو حاصل {وہ} اس کی معارض نہیں ہو سکتیں، قرآن و حدیث سے ثابت کر دو ورنہ۔۔ اور اتباع حق سے پہلو تہی کا اقرار کرو غرض ہزار رنگ بدلے مگر۔۔ سے چھپ کر کہاں جائیے گا۔

۱۔ بہرہ نکلے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت رای شناسم (۱)

ولعل هذه الابحاث كلها مما تفرد به الفقير الضعيف والحمد للرب  
الخبير اللطيف۔۔ (۲)

تنبیہ نمبر ۳: بعض حضرات گمان کرتے ہیں جب ہم نے قرب و عز و جاہ میں شیخین کو افضل بتایا تو یہ تفضیل من جمیع الوجوہ ہوگئی حالانکہ وہ عقلمند اتنا نہیں دیکھتے کہ ہم بتصریح تفضیل من جمیع الوجوہ کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والوں کا رد بلیغ کرتے۔

(۱) ترجمہ: تو جس قسم کا چاہے لباس پہن لے (پر) میں تیرے قدم و قامت سے تجھے پہچان لوں گا۔

(۲) ترجمہ: امید ہے کہ یہ تمام ابحاث ان میں سے ہیں جن کو صرف اس فقیر ضعیف نے بیان کیا ہے، اور حمد میرے خبیر و لطیف رب کے لئے ہے۔

ہیں مگر ابھی وہ نہ سمجھے کہ شیون عز و جہت و موجبات نفس فضیلت بکثرت و بے  
 نہایت ہیں اور ان میں سے بہت جناب مولیٰ سے خاص لیکن صیغہ افعل التفضیل  
 کے اطلاق علی الاطلاق کے جو مناط ہیں وہ موازنہ شیخین و ختمین میں شیخین سے مختص  
 جیسا کہ ہماری تقریرات سابقہ سے واضح ہو چکا پھر تفضیل من جمیع الوجوہ کہاں، خیر یہ  
 گمان تو بے چارے عوام سلفیہ کے تھے شاباشی دیجئے ان مدعیان علم و فضل کو جو فضل  
 کلی کے معنی افضلیت من جمیع الوجوہ سمجھے، منشا اسکا اصطلاح علماء سے ناواقفی، فضل کلی  
 کے یہ معنی کہ صحیح اطلاق افضل بہ اطلاق ہو اور اطلاق افضل مقید کا صحیح فضل جزئی،  
 افضال جزئیہ کا حصول مفضول کو معقول، پھر تفضیل من جمیع الوجوہ سے کیا علاقہ،  
 حدیث۔۔۔۔۔ کی شروع ملاحظہ کیجئے وہاں علماء کیا فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو کافۃ انبیاء و مرسلین پر فضل کلی ہے بعض افضال جزئیہ سے اگر خلیل و کلیم  
 وغیرہا علیہم الصلوٰۃ والسلام {مختص ہوں} تو کیا محذور۔

تنبیہ نمبر ۴۴: بعض حضرات گمان کرتے ہیں کہ ہم عیاذ باللہ۔۔۔ حضرت مولیٰ  
 روحانفادہ (۱) کے درپے تو ہیں ہیں جو مرتبہ شیخین کو ان کے رتبہ سے بڑھاتے ہیں  
 حالانکہ یہ ان کی محض نادانی اور مسلمان پر بلا وجہ سوء ظن ہے مگر (آیت) کریمہ ﴿یسا ایھا  
 الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾ (۲) ﴿﴾ (۳) سے

(۱) ترجمہ: ہماری روح ان پر فدا ہو۔

(۲) ترجمہ: کثیر الایمان: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

(۳) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۲

ابھی ان کے کان آشنا نہیں، عزیزو! ہمیں علم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام و اہلبیت عظام و کافہ مخلوق الہی جن و بشر و ملائکہ سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر تو بین کیا ہوئی تو بین تو عیاذ باللہ جب ہوتی کہ ان تین حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولیٰ سے افضل بتاتے جیسا تم فضل حضرات شیخین کو کس کس طرح ہلکا کرتے ہو اور جو ای کا نام تو بین ہے کہ جن کا فضل قرآن و حدیث سے ثابت ان سے مفضل مانئے، تو جو حضرات انبیائے سابقین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ سے کم مانے وہ معاذ اللہ ان کی تو بین کرنے والا ٹھہرے اور تو بین انبیا قطعاً کفر، وائے مصیبت اس کی بے چارہ کس آفت میں پڑا حضور کو تفضیل نہ دی تو خدا کا غضب نازل ہو، دی تو انبیا کی تو بین قرار پا کر جہنم ابدی کا مستحق بنے،

نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن

(نہ رستے پہ چلنا ممکن نہ اس سے ہٹنا ممکن۔ ت)

اے عزیز! اسی لئے ہمارے آئمہ تصریح فرماتے ہیں (کہ) فضل شیخین فضل ختمین سے زائد ہے بے اس کے کہ فضل ختمین میں کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

تشبیہ نمبر ۵: بعض علمائے سلفیہ کو انکارِ افضلیتِ شیخین کی عجب تازہ

تدبیر سوچھی، فرماتے ہیں اس قدر اپنا عقیدہ کہ خلفائے اربعہ سب اہل فضیلت و عالی مرتبت تھے باقی ان میں ایک کو دوسرے پر تفضیل ہمارا منصب نہیں ہماری عقلیں (ان حضرات کے) رتبہ کو کیا جانیں، ایک سنی نے عرض کیا حضرت کا ارشاد مسلم مگر اکابر

سلف جو {تفصیل شیخین} کا حکم کرتے آئے ان کی تقلید سے کیا چارہ، فرمایا وہ بھی ان کے مراتب سے ناواقف تھے۔

**اقول** ورنہ بی بیغفرلی تو حاصلِ مطلب یہ کہ ائمہ اہلسنت نے جو تفصیل

شیخین کا حکم دیا محض رجماً بالغبیب (۱) تھا انا لله وانا الیہ رجعون ۵

الحق ادب دولتے ست عجب (۲)

اچھا وہ اکابر نہ سمجھے مولیٰ علی سے جو تفصیل شیخین کا تو اتر ہے اس کا کیا علاج کیا وہ بھی اپنے مراتب سے آگاہ نہ تھے، اور ان کا یہ اصرار محض نادیدہ راہ و نا فہمیدہ کار عیاذ باللہ منہ یا عین الیقین پر مبنی تو بے اتباع کب بنی یہ بھی نہ سہی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا کیا جواب، ہائے خوبی قسمت نوبت تا کجا رسید (۳) اور ہنوز اختتام نہ جائے ابھی تو آیات سے سوال ہو گا خدا نے ﴿اکرمکم عند اللہ (۴)﴾ (۵) کس طرح فرمادیا خیر اتنا اور ارشاد ہو جائے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہمتا و ہمسرا اور کافہ انبیاء و رسل کا سرور مانتے ہیں یا نہیں، نہ مانیں تو مجھ سے نہ کہلوائیں علماء سے حکم مسئلہ دریافت فرمائیں اور مانیں تو زہے عقل سلیم و فکر حکیم جو خلفاء اربعہ کے ادراک فضائل میں عاجز آئے اور ان کے موالی و سادات کا مرتبہ فوراً

(۱) ترجمہ: بے جانے بوجھے بات کرنا۔ (۲) ترجمہ: حق یہ ہے کہ ادب عجیب دولت ہے۔

(۳) ترجمہ: یہ سلسلہ کہاں تک پہنچے گا۔ (۴) ترجمہ: کنز الایمان: اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت

والا۔ (۵) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

سمجھ لے، اب گھبرا کر فرمائیے گا ہم نے کہاں سمجھا نصوص شرع نے حضور کو تفضیل دی  
ہم نے ان کی تقلید کی، ہاں اب راہ پر آگئے تفضیل شیخین میں بھی نصوص دیکھ لیجئے کون  
کہتا ہے اپنی عقل کو دخل دیجئے، غرض دین متین میں کوئی راہِ عذر نہیں و لکن اللہ  
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم هذا آخر المقدمة والحمد لله  
ما اکرمہ۔ (۱)

سلسلہ مبادی بانجام رسیدن و رخت بمنزل مقصود کشیدن (۲)  
اب کہ ہم نے بھم اللہ۔۔ کو سب کانٹوں سے صاف کر لیا اور بتوفیق ربانی  
مادہ نزاع کو اس عمدہ طور پر تحریر (کیا کہ) شاید ان تحقیقاتِ رائقہ و مدقیقاتِ فائقہ کے  
ساتھ اس رسالہ کے غیر میں نہ پایا جائے تو اب وقت وہ آیا کہ حول و قوتِ الہی پر توکل  
کر کے گلگون آسمان خرام فکر کو رخصت جو لان ہو، اور نیزہ باز تر کناز خامہ کو اجازت  
میدان تا (کہ) مہم تبلیغ انجام پائے، اور حجتِ الہی تمام ہو جائے ﴿لیہلک من  
ہلک عن بینة و یحیی من حی عن بینة﴾ (۳) ﴿اللہم الیک  
فوضت امری و الیک الجات ظہری فاصلح لی شانی کلہ و اغفر لی

(۱) ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ یہ مقدمہ کی انتہا ہے،  
اور اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے، کیا خوب اس کا کرم ہے۔

(۲) ترجمہ: ابتدائی سلسلے (یعنی مقدمہ) کا اپنے انجام کو پہنچنا اور منزل مقصود کی طرف سفر اختیار  
کرنہ۔ (۳) ترجمہ: کنز الایمان: کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جیئے دلیل سے جیئے۔

(۴) پ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۳۲

ذنبی دقہ وجلہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
 العلیٰ العظیم وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحبه  
 اجمعين۔ (۱)

بسم الله الرحمن الرحيم

## باب اول نصوص و اخبار و اجماع و آثار سے افضلیتِ شیخین کے اثبات میں

الحمد لله وكفى وسلم على عباده الذين اصطفى (۲) اس باب  
 میں بعد وسیع سموات سات فصول رفعت سات ہیں:

### الفصل الاول فی الاجماع

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ  
 حضرت سید المؤمنین امام المتقین عبد اللہ بن عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب

(۱) ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا، میں اپنے آپ کو تیری حفاظت میں دیتا  
 ہوں، پس میرے تمام معاملات کو درست فرما، میرے چھوٹے بڑے گناہ بخش دے، ہمیں اللہ کافی  
 ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے، نیک کام کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے سے قوت عظمت  
 و بڑائی والے اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ کی رحمتیں ہوں اس کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی  
 محمد مصطفیٰ پر اور ان کی آل اور ان کے تمام اصحاب پر۔

(۲) ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ کے لئے اور وہ کافی ہے اور سلام ہو اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔

امیر المؤمنین امام العادلین ابو حفص عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 وارضاهما کا جناب مولیٰ المؤمنین امام الواصلین ابو الحسن علی بن ابی طالب مرتضیٰ اسد  
 اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و  
 بہترین امت {ہونا مسئلہ} اجماعیہ ہے، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ  
 سادات امت و مقتدایان ملت و حاملان ---۔۔۔ بزم رسالت ہیں، قرآن مجید خود  
 صاحب قرآن کی زبان سے سنا اور اسباب فضل و کرامت کو یک چشم خود مشاہدہ کیا، دربار  
 دربار نبوت میں لوگوں کے قرب و وجاہت اور اس میں باہمی امتیاز و تفاوت سے جو  
 آگاہی انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں، بالاتفاق انہیں افضل امت جانتے اور ان  
 کے برابر کسی کو نہ مانتے یہاں تک کہ جب زمانہ فتن آیا اور بدعات و اہوائے شیوع پایا  
 شیعہ شنیعہ و بعض دیگر اہل بدعت نے خرق اجماع کیا، شق عصائے مسلمین کا ذمہ لیا مگر  
 یہ فرقہ حقہ و طائفہ ناجیہ کہ اہلسنت و جماعت جن سے عبارت قرنا فقرنا و طبقہ فطبقہ  
 اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، **خ**  
 ”ہم گروہ صحابہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر پھر عمر پھر عثمان کے برابر کسی  
 کو نہ گنتے“ (۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، **عس** ”ہم اصحاب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کثیر و متوافر کہا کرتے: افضل امت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، فضل ابی بکر، حدیث ۳۶۵۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۱۸

ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق“ (۱)

ن حضرت میمون بن مہران سے سوال ہوا شیخین افضل یا علی؟ اس کلمہ کے سنتے ہی ان کے بدن پر لرزہ پڑا یہاں تک کہ عصا دست مبارک سے گر گیا اور فرمایا ”مجھے گمان نہ تھا اس زمانے تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ ابوبکر و عمر کے برابر کسی کو بتائیں گے“۔ (۲)

یہاں سے ظاہر کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تفضیل شیخین پر اجماع تھا اور اس کے خلاف سے ان کے کان محض نا آشنا اور اسے ایسا جلی و صریح اور خلاف کو نا گوار و قبیح سمجھتے کہ بجز دو سوال صدمہ عظیم گذرا، دفعۃً بدن کانپ اٹھا۔

اسی طرح امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ و سادات الامۃ اس معنی پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں کما حکاہ البیہقی وغیرہ و کفی بہم قدوة فی الدین (۳)، معہذ اختلاف میں تقدیم شیخین پر {اجماع صحابہ ایسا} متواتر و معلوم بالقطع۔۔۔ جس میں کسی مخالف حیا دار غیر منکر آفتاب کو بھی مجال۔۔۔ اور ان اساطین ملت کے معاملات و محاورات علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ یہ تقدیم بر بنائے تفضیل ہوئی اور انہیں افضل کے حضور تقدیم مفضول گوارا نہ تھی تو یہ اتفاق ان کا تفضیل شیخین پر دلیل کافی۔

(۱) سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، فی التفضیل، حدیث ۴۶۲۸، دار احیاء التراث العربی، ۳/۲۷۳

(۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۲۶

(۳) ترجمہ: جیسا کہ اس کو امام بیہقی وغیرہ نے حکایت کیا اور ان کا دین میں پیشوا ہونا کافی ہے۔



ہم ان شاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل --- میں اس بحث کی تنقیح و توضیح کی طرف عود کریں گے و العود احمد فانظر (۱)۔

اسی طرح علامہ کتب اصول میں اس مسئلہ پر بتصریح اجماع نقل کیا یا بلا ذکر خلاف اسے مذہب اہل سنت قرار دیا، امام غلام ابو زکریا محی الملہ والدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں "اتفق اهل السنة علی ان افضلہم ابو بکر ثم عمر (۲)" (۳)

اور فرماتے ہیں "قال ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضلہم الخلفاء الاربعۃ علی الترتیب المذكور (۴)" (۵)

تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں "اجمع اهل السنة علی ان افضلہم علی الاطلاق ابو بکر ثم عمر (۶)" (۷)

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے

(۱) ترجمہ: اور لوٹنا بہتر ہے لہذا انتظار کرو۔

(۲) ترجمہ: سنیوں نے اتفاق کیا کہ افضل صحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(۳) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/۱۳۸

(۴) ترجمہ: ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں ہمارے اصحاب اجماع کئے ہوئے ہیں کہ افضل صحابہ خلفائے اربعہ ہیں ترتیب مذکور پر ۱۲۔

(۵) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/۱۳۸

(۶) ترجمہ: اہل سنت نے اجماع کیا کہ مطلقاً سب صحابہ سے افضل ابو بکر پھر عمر ۱۲۔

(۷) شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۵/۱۳۸

ہیں ”الافضل بعد الانبياء عليهم الصلوة والسلام ابو بكر رضى الله  
تعالى عنه وقد اطبق السلف على انه افضل الامة حكى الشافعي  
وغيره اجماع الصحابة والتابعين على ذلك“ (۲)

مواہب لدنیہ و منہ محمدیہ میں فرماتے ہیں ”افضلہم عند اہل السنۃ

اجماعا ابو بکر ثم عمر (۳)“ (۴)

علامہ قاسمی شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں ”الاجماع علی فضیلۃ

سیدنا ابی بکر بن الصدیق رضى الله تعالى عنه علی سائر الصحابة

رضى الله تعالى عنهم (۵)“ (۶)

(۱) ترجمہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل البشر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور سلف نے  
ان کی فضیلت امت ہونے پر اتفاق کیا، شافعی وغیرہ اس امر پر اجماع صحابہ و تابعین نقل کرتے

ہیں۔ ۱۲۔

(۲) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث ۳۶۵۵،

دار الفکر، بیروت، ۶/۳۳۰

(۳) ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک بالاجماع افضل الصحابہ ابو بکر ہیں پھر عمر۔

(۴) المواہب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر محبۃ اصحابہ، دار الکتب العلمیۃ،

بیروت، ۲/۵۳۵

(۵) ترجمہ: ہمارے آقا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اجماع

ہے۔ ۱۲۔

(حاشیہ جاری ہے)

بستان فقیہ ابواللیث میں ہے "قال محمد بن الفضل اجمعوا علی ان  
خیر هذه الامة بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر الخ (۱)  
(۲)"

علامہ ابن حجر زواجر میں فرماتے ہیں "اجمع اهل السنة والجماعة علی  
ان افضلهم العشرة المشهود لهم بالجنة علی لسان النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم فی سباق واحد وافضل هؤلاء ابو بکر فعمر (۳)" (۴)  
فضلی کفایۃ العوام میں فرماتے ہیں "ویجب اعتقاده ان اصحابہ صلی  
اللہ علیہ وسلم افضل القرون ثم التابعون ثم اتباع التابعین وافضل

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۶) مطالع المسرات، مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، پاکستان، ص ۱۳۷

نوٹ: کتاب میں اس طرح ہے "والاجماع علی افضلیتہ علی سائر الصحاب"  
(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: امام محمد بن فضل فرماتے ہیں سینوں کا اجماع ہے کہ اس امت کے بہتر بعد نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(۲) بستان العارفین، الباب السادس والعشرون بعد المائة، فی القول فی الصحابة، دار الکتب  
العلمیۃ، بیروت، ص ۱۲۹

(۳) ترجمہ: اہل سنت و جماعت نے اجماع کیا کہ افضل صحابہ وہ دس ہیں جن کے لئے جنت کی  
شہادت دی گئی زبان پاک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک سباق میں اور افضل ان  
سب کے ابو بکر ہیں پھر عمر ۱۲۔

(۴) الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ والخمسة والستون بعد الاربع مائة ۳۳۳/۳

الصحابۃ ابو بکر فعمرفعثمن فعلى على هذا الترتيب (۱)“ (۲)

علامہ باجوری شرح میں فرماتے ہیں ”قولہ وافضل الصحابة ابو بکر

الخ هذا ما عليه اهل السنة (۳)“ (۴)

سید شیح محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الشریف تکمیل الایمان

میں فرماتے ہیں ”جمہور ائمہ درین باب اجماع نقل کنند (۵)“ (۶)۔

قصیدہ بدء الامالی میں ہے ”وللصديق رجحان جلی على الاصحاب

من غير احتمال (۷)“ (۸)

شرح میں ہے ”رجحان جلی ای فضل واضح ثابت بالدلائل

(۱) ترجمہ: اور واجب ہے اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تمام قرون سے افضل ہے پھر تابعین پھر تبع تابعین اور افضل صحابہ ابو بکر ہیں پس عمر پس عثمان پس علی اسی ترتیب پر ۱۲۔

(۲) کفایۃ العوام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۸۵

(۳) ترجمہ: یہ جو ماتن نے افضل صحابہ ابو بکر کو کہا پھر عمر پھر عثمان پھر علی یہی عقیدہ ہے اہل سنت

۱۲۔

(۴) تحقیق المقام شرح کفایۃ العوام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۸۵

(۵) ترجمہ: جمہور ائمہ نے اس باب میں اجماع نقل کیا ہے۔

(۶) تکمیل الایمان، باب فضل الصحابۃ، اربعہ یکدیگر بدرمقام، الرحیم اکیڈمی، کراچی، ص ۱۳۵

(۷) ترجمہ: صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح افضلیت ہے تمام صحابہ پر بے شبہہ و شک ۱۲۔

(۸) قصیدہ بدء الامالی، بیت ۳۳، مکتبہ حقیقت کتابوی، استنبول، ص ۲۰۰۰، ص ۹

السمیة واجماع الامة فمن انکره یوشک ان فی ایمانه خطراً (۱) حاصل یہ کہ تفضیل صدیق قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت، جو اس کا انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہوا تھی۔

عجب اس سے جو اجماع صحابہ و تابعین و کافہ اہل سنت کا خلاف کرے پھر (اپنے) آپ کو سنی جانے، اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلسنت میں اُن کے موافق ہو اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے، اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے اور انہیں اہل بدعت کی شاخ جانتے ہیں۔

ابوشکور سالمی تمہید میں فرماتے ہیں ”وبعض کلامہم بدعة ولا یكون کفراً و هو قولہم بان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان افضل من ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ☆ (۲)“ (۳)

☆ اقول اراد بذلك تفضيلهم امير المؤمنين علياً على هؤلاء الثلاثة الكرام جميعاً لا على سبيل الانفراد اذ تفضيل علي على عثمان ليس مما اتفق على رده وطرده كلمات اهل السنة بل منهم من وقف ومنهم من عكس وان كان تفضيل عثمان هو المذهب المنصور ومشرب الجمهور والله اعلم ۱۲ منہ

(۱) شرح بدء الامانی، بیت ۳۴ کے تحت  
(حاشیہ جاری ہے)

عقائد بزدوی میں ہے "اقلہم غلوا الزیڈیۃ فانہم کانوا  
لا یکفرون احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ویقولون ان ابابکر وعمر کانا امامی حق ویفضلون علیاً علی سائر  
الصحابۃ (۱)" (۲)

غنیۃ الطالبین شریف میں کہ مشہور بذات پاک حضرت غوث اعظم ہے رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ، عقیدہ روافض میں مرقوم "ومن ذلک تفضیلہم علیاً علی جمیع  
الصحابۃ (۳)" (۳)

شرح قصیدہ امامی سے گذرا "من انکرہ یوشک ان فی ایمانہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۲) ترجمہ: اور بعض کلام ان کا بدعت ہے کفر نہیں اور وہ یہ قول ان کا کہ علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہیں۔

(۳) تمہید ابو شکور سالمی (اردو)، بدعتیوں کے رد کے بیان میں، فرید بک سٹال، ص ۳۹۳

(۱) ترجمہ: سب رافضیوں میں کمتر غلو و شدت میں زیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر خلیفہ برحق تھے اور تفضیل دیتے ہیں علی کو باقی  
صحابہ پر۔

(۲) عقائد بزدوی

(۳) ترجمہ: عقائد رافض سے ہے ان کا تفضیل دینا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ پر ۱۲۔

(۴) غنیۃ الطالبین، فصل فی بیان فرق الضالۃ عن طریق الہدی، فصل فی الرفقۃ، دار الکتب

العلمیہ، بیروت، ۱۸۰/۱

خطر (۱)“ (۲)

امام ابو عبد اللہ ذہبی امیر المؤمنین علی سے تفضیل شیخین کا بتواتر منقول ہوتا  
ذکر کر کے فرماتے ہیں ”قیح اللہ الرافضة ما اجهلهم (۳)“ (۴)  
فتاویٰ خلاصہ میں ہے ”فی الروافض ان فضل علیاً علی غیرہ فہو  
مبتدع (۵)“ (۶)

فتح القدر میں ہے ”فی الروافض من فضل علیاً علی الثلثة  
فمبتدع (۷)“ (۸)  
بحر الرائق میں ہے ”الرافضی ان فضل علیاً علی غیرہ فہو

(۱) ترجمہ: جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو۔

(۲) شرح قصیدہ بدء الامالی، بیت ۳۳ کے تحت

(۳) ترجمہ: خدا رافضیوں کا برا کرے کس قدر جاہل ہیں یعنی حضرت مولیٰ کی محبت کا دعویٰ پھر ان  
کا ایسا صریح خلاف ۱۲۔

(۴) ۱ صواعق محرقة، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۹۰-۹۱

۲ تاریخ الاسلام للامام الذہبی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱/۱۱۵-۱۱۶/۲، ۶۸

نوٹ: کتاب میں بعض جگہ ”لعن اللہ“ ہے

(۵) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(۶) خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الخامس عشر فی الامامة، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۱۳۹

(۷) ترجمہ: روافض میں سے جو حضرت علی کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے۔

(۸) فتح القدر، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۳۰۴

مبتدع (۱)“ (۲)

علامہ عبد العلیٰ برجنڈی شرح نقایہ اور علامہ شیخ زادہ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحار

میں فرماتے ہیں ”الرافضی ان فضل علیاً فهو مبتدع (۳)“ (۴)

شمس قہستانی کی شرح نقایہ میں ہے ”یکره امامة من فضل علیاً علی

العمرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۵)“ (۶)

اشباہ والنظائر میں ہے ”ان فضل علیاً علیہما فمبتدع (۷)“ (۸)

علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی شرح مدیۃ المصلیٰ میں فرماتے ہیں ”من فضل

علیاً فحسب فهو من المبتدعة (۹)“ (۱۰)

(۱) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(۲) البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱/۶۱۱

(۳) ترجمہ: رافضی اگر حضرت علی کو دوسروں پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے۔

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقى الابحار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجماعة، المکتبۃ القفاریہ، کوئٹہ، ۱/۱۶۳

(۵) ترجمہ: جو حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دے اس کی امامت مکروہ ہے۔

(۶) جامع الرموز للفتاویٰ، فصل تکھیل الامام، مکتبہ اسلامیہ، تہران، ۱/۱۷۲

(۷) ترجمہ: اگر مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتائے تو بدعتی ہے ۱۲۔

(۸) الاشباہ والنظائر لابن نجیم حنفی، کتاب السیر، باب الردۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۵۹

(۹) ترجمہ: جو مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے ۱۲۔

(۱۰) غنیۃ المستملی، فصل فی الامامة، مکتبہ نعمانیہ کانسٹی روڈ، کوئٹہ، ص ۳۳۳

نوٹ: کتاب میں عبارت یوں ہے: واما من یفضل علیاً الخ



علامہ بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ العزیز رسائل  
ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں ”اما الشيعة الذين يفضلون علياً على الشيخين  
ولا يطعنون فيهما اصلاً كالزيدية فتجوز خلفهم الصلوة لكن تكره  
كراهة شديدة (۱)“ (۲)

فاضل سید ابن عابدین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں ”اذا كان  
يفضل علياً او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر (۳)“ (۴)

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ میں فرماتے ہیں ”دوم فرقة شيعية  
تفضيلية کہ جناب مرتضوی را بر جميع صحابه تفضيل مے دادند و این فرقه از ادناے تلامذہ  
آن لعین شدند و شمه از دوسوسہ او قبول کردند و جناب مرتضوی در حق اسنہا تہدید فرمودند  
کہ اگر کے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد اور احد افترا کہ ہشتاد چابک ست  
خواہم زد (۵)“ (۶)

(۱) ترجمہ: وہ شیعہ جو مولیٰ علی کو شیخین پر تفضیل دیتے ہیں اور شیخین کی شان پاک میں اصلاً طعن  
نہیں کرتے جیسے زیدیان کے پیچھے نماز جائز تو ہے لیکن سخت کراہت کے ساتھ مکروہ ۱۲-۱۳ سے  
کراہت تحریمی ثابت ہوئی ۱۲۔

(۲) رسائل الارکان، الرسالة الاولى فی الصلوة، فصل فی الجماعة، بیان من یکرہ امامتہ، مکتبہ اسلامیہ  
میزان مارکیٹ، کوئٹہ، ص ۹۹

(۳) ترجمہ: جبکہ مولیٰ علی کی تفضیل مانے یا صحابہ کو برا کہے تو وہ بدعتی ہے نہ کافر ۱۲۔

(۴) رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب مہم فی وطء السراہی، دار المعرفۃ، بیروت، ۳/۳۶ (جاری)

علامہ محمد طاہر ☆ [۱] اس مسئلہ کی نظیر ☆ [۲] میں مجمع بحار الانوار میں فرماتے

☆ [۱] میاں محمد طاہر درپٹن گجرات بودہ حق سبحانہ اور علم و فضل داد و حریمین شریفین رفت  
 و علما و مشائخ آن دیار شریف را در یافت و تحصیل و تکمیل علم حدیث نمود و با شیخ علی متقی رحمۃ اللہ  
 علیہ صحبت داشت و مرید شد و باز او برکت و کرامت بوطن اصلی عود فرمود و دے دراز الہ بدع  
 اہل بدع کہ در ان دیار بودند تقصیر۔۔ آخر ہم بدست آن جماعہ در ستہ نیف و ثمانین و تسعمائے  
 بشہادت رسید شکر اللہ سعیدہ و جزاہ عن المسلمین خیرا ۱۲ اخبار الاخبار  
 ملخصاً (۱) (حاشیہ جاری ہے)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۵) ترجمہ: دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ، یہ حضرت علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے  
 ہیں اور یہ فرقہ آپ کے ملامت شدہ ادنیٰ درجہ کے تلامذہ میں سے تھا یہ شیطان کے دوسوں میں  
 بتلا ہوئے، حضرت علی اسی فرقے کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں "کہ اگر میں  
 نے کسی کو سن لیا کہ اس نے مجھے شیخین (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر فضیلت دی ہے تو میں اسے  
 اس افترا پر اسی کوڑے ماروں گا۔

(۶) تحفہ اشاعریہ، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی، ص ۱۰

(اس صفحہ کا حاشیہ) (۱) ترجمہ: میاں محمد طاہر گجرات کے شہر پٹنہ کے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و  
 فضل سے نوازا، زیارت حریمین شریفین سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علما و مشائخ سے علم حدیث  
 کی تحصیل و تکمیل کی حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور ان کے دست اقدس  
 پر بیعت کی۔ صاحب کرامت و برکت ہو کر وطن واپس آئے اور آپ کی قوم میں جو بدعتیں رائج  
 تھیں وہ ختم کر کے اہل سنت اور بدعتیوں کا فرق اپنی قوم کو سمجھایا، آپ نے (حاشیہ جاری ہے)

ہیں ”فان قيل فما حکم من جوز ذلك فهل يكفر به او يمدح او يلام او يمدح ويحسن بحسن فهمه لدليل لاح له دون غيره من حذاق الامة وفضلاء الملة قلت ان كان المخالف من بعض المتكلمين من اهل

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ☆ [۲] قولہ اس مسئلہ کی نظیر میں، یعنی مسئلہ تفضیل الصحابة علی من بعدهم، وانما كانت نظیر الہالان الاجماع علی تفضیل الشیخین ان کان قد شد منه شاذ علی ما حکاہ ابو عمر بن عبد البر فکذلک الاجماع علی تفضیل الصحابة له ایضا مخالف نادر کما مال الیہ ابو عمر ایضا ۱۲ منہ (۲)۔

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) علم حدیث میں بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں ان میں سے آپ کی کتاب مجمع بحار الانوار بہت مشہور ہے جس میں احادیث کی شرح لکھی ہے آپ کی ایک دوسری کتاب کا نام معنی ہے جس میں راویان حدیث کا مختصر اور مفید حال لکھا ہے اپنی کتابوں کے دیباچوں میں شیخ علی متقی کی بہت تعریفیں کرتے ہیں آپ کا دستور تھا کہ اپنے ہاتھ سے روشنائی بنا کر طالب علموں کو مفت دیا کرتے تھے پڑھاتے وقت بھی زبان سے پڑھاتے اور ہاتھ سے سیاہی گھونٹا کرتے اور کہتے ہاتھوں کو بھی کام میں لگا رہنا چاہئے۔ آپ نے علاقہ گجرات کے بدعتیوں کی بدعتیں چھڑانے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور اسی جماعت کے افراد نے ۹۸۰ھ میں آپ کو شہید کر دیا اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔

(۲) ترجمہ: بعد والوں پر صحابہ کی تفضیل کا مسئلہ، یہ مسئلہ نظیر ہے تفضیل شیخین والے مسئلہ کے لئے، اس لئے کہ تفضیل شیخین پر اجماع ہے اور اس کا مخالف شاذ ہے جیسا کہ ابو عمر بن عبد البر نے دکایت کیا، ایسے ہی اجماع ہے تفضیل صحابہ پر، اس کا مخالف بھی نادر ہے جیسا کہ اس کی طرف بھی ابو عمر نے میلان کیا۔

البدعة وهو الظاهر اذ لم يوجد في اكثر نسخ الكلام خلاف من اهل السنة فيه فلاول وجه اذ التفضيل مجمع عليه قبل ابن عبد البر وان كان ذلك البعض من اهل السنة فللثاني وجه اذ مخالف الجمهور خصوصا اذا كان المخالف اقل قليل يبدع كمن يخالف العمل بخير الواحد يبدع ولو سلم ان المخالف فيه جمع لمعتد به فلا يخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور لمن ليس له راي لا يحسن وای فائدة فيه ولعله يترتب عليه مآلا مالا يحمد عواقبه والله اعلم انتهى كلامه الشريف (۱) (۲)

(۱) ترجمہ: پس اگر کہا جائے کیا حکم ہے اس کا جو جائز رکھے اس تفضیل اجماعی کے خلاف کو آیا کافر کہا جائے گا یا بدعتی یا ملامت کیا جائے گا یا اس کی تعریف و تحسین ہوگی اس کی اس خوش فہمی پر کہ وہ وہ دلیلیں سمجھا جو اور حاذقان امت و فاضلان ملت پر ظاہر نہ ہوئیں، کہوں گا میں اگر خلاف کرنے والا کوئی متکلم بدعتی ہو اور یہی ظاہر کہ اکثر کتب عقائد جو دیکھی گئیں تو ان میں اس مسئلہ کا خلاف کسی سنی کی طرف نسبت نہ کیا، جب تو کافر کہنے کی گنجائش ہے اس لئے کہ تفضیل پر ابن عبد البر سے پہلے اجماع تھا، اور جو یہ بعض کوئی سنی ٹھہرایا جائے تو اسے بدعتی کہنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مخالف جمہور کا خصوصا جبکہ مخالف نہایت کم ہو بدعتی ٹھہرتا ہے، جیسے خیر واحد پر عمل کرنے کے مخالف کو بدعتی کہتے ہیں اور بالفرض اگر مان لیا جائے کہ اس میں خلاف کرنے والے ایک جماعت معتد بہ ہیں تاہم تشنیع و ملامت سے خالی نہیں کہ مخالفت جمہور غیر ذی رائے کو خوب نہیں اور اس میں فائدہ ہی کوٹا ہے، اور کیا عجب کہ اس مخالفت پر بالآخر وہ باتیں مترتب ہوں جن کا انجام محمود نہ ہو۔

(حاشیہ جاری ہے)

اقول ہکذا شقق وليس كل تشقيق تشكيكا فالحق تعين

الشق الثاني كما دلت عليه كلمات العلماء ممن قبله وذلك لان

الخلاف وان كان نادرا ينزل الاجماع عن درجة القطعية هكذا

ذكروا وولى فيه كلام ساذكره ولكن الوجه ان ليس كل اجماع يكفر

من مخالفه والمسئلة مما ليس فيها للتكفير مطمع والله اعلم (۱)۔

**اشتباہ:** یہاں حضرات سنفضیہ کو ہلدی کی گرہ ایک عبارت ابو عمر بن عبد

البر صاحب استیعاب کی سنی سنائی یا کسی اردو فارسی کے رسالہ میں دیکھ کر ہاتھ لگ گئی

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

(۲) مجمع بحار الانوار المجلد ۱، فصل فی الصحابہ، مکتبہ دارالایمان، المدینہ المنورہ، ۵/۳۹

نوٹ: کتاب میں "خلاف من اهل السنة" میں "من" نہیں ہے

اور "فیه جمع لمعتد بہ" میں "معتد" پر لام نہیں ہے۔

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: اسی طرح شقیں بیان کی گئی ہیں اور ہر جگہ شقیں بیان کرنا تشکیک کے لئے نہیں

ہوتا، لہذا حق یہ ہے کہ دوسری شق معین ہے جیسا کہ ما قبل علماء کے کلمات اس پر دلالت کرتے

ہیں، اور یہ اس لئے کہ خلاف اگرچہ نادر ہے مگر اجماع کو درجہ قطعیت سے اتار دے گا اسی طرح

علماء نے ذکر فرمایا ہے اور مجھے اس میں کلام ہے جسے میں عقرب ذکر کروں گا اور لیکن صحیح یہی ہے

کہ ہر اجماع ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے مخالف کی تکفیر کی جائے اور یہ مسئلہ اس میں سے ہے کہ جس

میں تکفیر نہیں کی جاتی۔ واللہ اعلم

ہے اس پر وہ قیامت کہ ناز ہیں کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے صحابہ میں دو چار حضرات تفضیل حضرت مولیٰ کے بھی قائل تھے، اے میرے پروردگار اب صبر کی مجال کہاں ایک غل پڑ گیا کہ حضرت بھلا اجماع کیسی ایہ مسئلہ خود صدر اول میں مختلف فیہ رہا ہے اب ہمیں اختیار ہے چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں۔

انتباہ: انا لله وانا اليه راجعون، آدمی مطلب کی بات کو گونہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مجبور ہو کس قدر جلد مر جا کہہ کر لیتا ہے، اور خلاف مقصود کو اگر چہ کسی قدر جلی و صریح و روشن اور دلائل ساطعہ کے جزاؤ گہنوں سے سر تا پا مزین ہو ہرگز مسدود قبول پر جگہ نہیں دیتا، عزیزو! اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابو عمر بن عبد البر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین و علماء محدثین گزرے وہ ناقدین جن کی عمر عزیز تجسس اخبار و تھمس آثار میں گذری منزلوں منزلوں جمع علوم متفرقہ کے لئے مسافرت کی اسی تنقیح و تفتیش میں رات کے سونے دن کے کھانے کا حظ نہ اٹھایا اسی تلاش و کنکاش میں اپنا چین آرام یک لخت ترک فرمایا یہاں تک کہ ان کی۔۔ متین کی پشت پناہ ٹھہری اور انہیں کی بانٹی ہوئی دولت بقدر حصہ ابن عبد البر کو ملی اگر یہ روایت درحقیقت صحیح و معتبر ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابر دین اس سے محض غافل جائیں اور برابر بے ذکر خلاف اجماع صحابہ و تابعین کی تصریحیں فرمائیں اور ساڑھے تین سو برس کے بعد ابن عبد البر

---

☆ ابو عمر یوسف بن عبد البر ولد سنة ثمان وستين وثلث مائة وتوفي سنة  
ثلث وستين واربع مائة ۲ مجمع بحار الانوار  
ترجمہ: ابو عمر یوسف بن عبد البر ۳۶۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۴۲۳ھ کو فوت ہوئے۔

اس پر آگاہی پائیں مگر شیخ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ ”جمہور آئمہ درین باب اجماع نقل کنند (۱)“ آخر متاخرین کو علوم روایات سے جو کچھ پہنچتا ہے مستدین ہی کے واسطے سے ملتا ہے یا بیچ میں چند صدی کا طغریہ کراتا ہے، اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ روایت ان اکابر کو جو ابن عبدالبر کے بھی آئمہ و مشائخ ہیں پہنچی اور عیاذ ابا اللہ ان سب نے اس کو چھپانے پر اتفاق کر لیا جب تو سخت مصیبت ہے ایسا دعویٰ کرنے والا اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھے آخر تمام شرع شریف تر آن وحدیث جو کچھ پہنچا انہیں حضرات کے واسطے سے پہنچا جب یہاں انہوں نے ایک روایت کی کتمان پر اتفاق کر لیا تو امان اٹھ گئی کیا معلوم ایسے ہی اور بہت آیات واحادیث چھپا ڈالی ہوں، وہی رافضیوں والا مذہب آگیا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں بہت تبدیل و تنقیص کردی اعدو ذباللہ من وساوس الشیطن اللعین (۲) یا یہ ہوا کہ انہوں نے اس پر اطلاع پائی اور اپنی بصیرت ناقده وقرمخت واقده سے اس کی بے اعتباری وناسزاواری دریافت کر لی لہذا اس کی جانب التفات نہ کیا اور اسے خلل انداز اجماع نہ سمجھا تو اب ایک ابن عبدالبر کے کہنے سے ان اکابر آئمہ کا نام معتبر سمجھنا کیونکر مدفوع ہو سکتا ہے، بڑی وجہ اس خدشہ واہیہ کے دفع کی تو یہ ہے۔ (یہ وجہ اول تھی)

وجہ دوم: اگر اس روایت کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ممکن کہ شاید ان

(۱) ترجمہ: جمہور آئمہ نے اس باب میں اجماع نقل کیا ہے۔

(۲) ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان لعین کے دوسوں سے۔

اکابر نے جنہوں نے اس پر التفات فرمایا اس خلاف کا وقوع بعد انعقادِ اجماع سمجھا ہو اور بے شک جو خلاف بعد تحققِ اجماع {واقع ہو، رافع} اجماع و قابل قبول نہیں ہکذا قالوا۔

**اقول** و ربی یغفر لی: بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ممکن کہ اس خلاف کا تحقق قبل از انعقادِ اجماع ہو بعدہ ان صحابہ پر بھی دلائلِ افضلیتِ شیخین لائح ہو گئے اور اسی کی طرف رجوع فرمائی، اب اجماع کامل منعقد ہو گیا اور بے شک اہل خلاف جب رجوع کر کے شریکِ جمہور ہو جائیں تو خلاف سابق محض مضحکہ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے نفسِ مسئلہ میں نظیر بھی موجود۔ حضرت ابو جحیفہ وہب الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے جناب مرتضوی کو افضل جانتے تھے یہاں تک کہ حضرت مولیٰ نے انہیں تفہیم اور حق صریح کی تلقین فرمائی اس روز سے وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے کما سیأتی فی الفصل الخامس من هذا الباب ان شاء اللہ تعالیٰ (۱)

وجہ سوم: مانا کہ ابتداء سے اختلاف تھا مگر ایسا خلاف شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف انعقادِ اجماع میں خلل انداز نہیں۔

**اقول** و ربی غفار الذنوب: کس قدر جوشِ بدیانتی ہے بالفرض اگر اس خلاف کا تحقق اول سے آخر تک تسلیم کر لیا جائے تو اس طرف سوادِ اعظم کے ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں کیا اور بابِ قلوبِ سلیمہ صرف اجماعِ کاملِ قطعی کی مخالفت سے بچتے

(۱) ترجمہ: جیسا کہ عنقریب اس باب کی پانچویں فصل میں آئے گا ان شاء اللہ عزوجل۔



ہیں اور سوادِ اعظم کے خلاف کو کوئی آفت نہیں سمجھتے ذرا صبر کیجئے ہم تنبیہ الختام میں جو حدیثیں ذکر کریں گے ان کا انتظار رکھئے پھر یہ خوشی کس بات کی ہے اگر کوئی صورت تمہارے لئے جوازِ مخالفت کی مل جاتی تو البتہ فرح و سرور کی جگہ تھی، لہذا انصاف اگر یہ مقدمہ مان لیا جائے کہ جس مسئلہ میں کوئی حکایتِ خلاف اگرچہ روایت و درایت اس کے مساعد نہ ہو ہاتھ آجائے اس میں {ہر کسی} کو قبول و عدم قبول کا اختیار رہتا ہے گو اس طرف ان معدودین کے سوا کافہ اکابر و ملت۔۔۔ ہوں تو یقین جان لو کہ اسی وقت دو مثل شریعت درہم و برہم ہوئی جاتی ہے کہ وہ مسائل تو اقل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذِ خلاف پر نہ مل سکے بہت مسائل مسئلہ مقبولہ جنہیں ہم اہل حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں ان کے خلاف میں بھی ایسے اقوال موجودہ مجرورہ مجبورہ مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں کتابوں میں غٹ و سمین و رطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح و سقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلال بدعت یا وبال حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے اگر شریر طبعیتوں فاسق طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیقِ دعویٰ کو چند مسائل اس قسم کے معرضِ تحریر میں لاتا مگر کیا کیجئے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ حساسہ بنائی گئی ہیں کہ شب و روز تبعیہ باطلیل و تھیں قال و قیل میں رہتی ہیں، کما قال ربنا تبارک و تعالیٰ ﴿فاما الذین فی قلوبہم ذیغ فیتبعون ما تشاہہ منہ ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویلہ﴾ (۱) ﴿۲﴾

(۱) ترجمہ کنز الایمان: وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتہاء والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ (۲) پ ۳، آل عمران، آیت ۷

طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں ہم بنیان اسلام کے لئے کمر بستہ ہو جاتی ہیں اعاذ باللہ من شر هن امین (۱)۔

مگر گلے نمونہ از چمنے (۲) حدیث ”من كنت مولاہ فعلى مولاہ (۳)“ کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابوداؤد صاحب سنن و ابو حاتم رازی وغیر ہم اجلہ اکابر محدثین جن کی نقادی و امامت و مبصری و جلالت آفتاب نیم روز سے اظہر اس میں جرح و طعن رکھتے ہیں آیا اگر کوئی شخص اس خلاف کے اعتبار سے حدیث کو صحیح نہ جانے اور عیاذ باللہ حضرت مولیٰ کا مولیٰ المسلمین ہونا نہ مانے تو تم اسے معذور {کہو} گے اور اس کے اس انکار کو مکروہ نہ جانو گے حاشا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ اسے --- کے مقتضی سے بدرجہا زائد تشنیع و ملامت کا مستحق سمجھو گے حالانکہ یہاں خلاف اس خلاف سے بمراتب محکم و ثابت تر ہے جس کا دامن پکڑ کر تم نے تفضیلی شیخین سے انکار اپنے حق میں رواظہر الیہا بلکہ تمہارے سامنے تو اگر کوئی عارف بسیر حدیث ”لحمہ من لحمی و دمہ من دمی (۵)“ کی اسناد منقلم و شنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا اس کے دشمن ہو جاؤ گے اگرچہ درحقیقت وہ روایت ایسی ہی ہے جسے کوئی

(۱) ترجمہ: اللہ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے، آمین۔

(۲) ترجمہ: یعنی چمنستان حدیث سے بطور نمونہ ایک پھول۔

(۳) ترجمہ: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(۴) سنن الترمذی، الناقد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الفکر، بیروت، ۵/۳۹۸

(۵) ترجمہ: اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون۔

ماہر فن صالح قبول و اعتبار نہیں کہہ سکتا کما سند کرہ فی الخاتمة ان شاء اللہ  
تعالیٰ (۱) پھر اس تحکم و زبردستی کا کیا علاج کہ جو تمہارے زعم میں تمہارے موافق ہو  
اگرچہ مجروح ہو مقبول، اور جو تمہارے اوہامِ باطلہ کے قلع و قمع پر ناطق ہو اگرچہ منصور  
ہو مخدول، فالی اللہ الشکوی والیہ الرجعی (۲)

وجہ چہارم: وہ چند صحابی جن سے ابن عبد البر نے تفضیل حضرت مرتضوی  
نقل کی اس سے یہی معنی بالیقین مفہوم نہیں ہوتے کہ وہ حضرت مولیٰ کو شیخین پر فضل  
کلی مانتے ہوں ممکن کہ تقدم اسلام وغیرہ فضائل خاصہ جزئیہ میں تفضیل دیتے  
ہوں اور یہ معنی ہمارے منافی مقصود نہیں کہ ہم خود مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے  
خصائص کثیرہ کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں کلام ہمارا افضلیت بمعنی کثرتِ ثواب و زیادت  
قرب و وجاہت میں ہے جب تک ان روایات میں جناب مولیٰ کی نسبت اس معنی کی  
تصریح نہ ہو ہم پر وارد اور مزاجِ اجماع کی مفسد نہیں ہو سکتیں۔

اقول وبالله التوفیق بلکہ ظن غالب یہی ہے اور فقیر اس پر چند شاہد  
عدل رکھتا ہے:

شاہد اول: حفظِ حرمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ اس  
قدر تو یقیناً معلوم کہ ان چھ سات کے سوا تمام صحابہ تفضیلِ شیخین پر اتفاق کئے ہوئے

(۱) ترجمہ: جیسا کہ ہم عنقریب خاتمہ میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

(۲) ترجمہ: ایس اللہ ہی سے اپنا معاملہ عرض کرتے ہیں اور اللہ ہی سے امید ہے۔

تھے اور احادیث اس بارے میں اسقدر بکثرت وارد (جن کا اجلہ) اصحاب پر پوشیدہ رہتا عقل گوارا نہیں کرتی مخالفتِ سوادِ اعظم و خلافِ احادیثِ سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسی سخت شناعیت ہے اور اس کا صحابہ کی طرف بزورِ زبان نسبت کرنا کس درجہ گستاخی و وقاحت۔

**شاید ثانی:** خود وہ روایت جس میں ابو عمر نے ان صحابہ سے تفضیل حضرت مولیٰ نقل کی اس میں یہ الفاظ موجود کہ وہ حضرات فرماتے تھے ”ان علیاً اول من اسلم“ (۱) بے شک علی سب سے پہلے اسلام لائے کما فی الصواعق، تو واضح ہوا کہ وہ تاویل جو علماء نے پیدا کی تھی اسکا مؤیدِ صریح خود نفسِ کلام میں موجود۔

**شاید ثالث:** ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بابِ ثانی کی فصل۔۔ میں ثابت کریں گے کہ خلافتِ صدیق بر بنائے تفضیل تھی فاروقِ اعظم وغیرہ صحابہ نے انکی افضلیت مطلقہ ثابت کی اور اسی پر نزاع منقطع ہو کر بیعت واقع ہو گئی اور پُر ظاہر کہ ان بیعت کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی تھے جن سے ابن عبدالبر نے یہ روایتِ شاذہ نقل کی اگر انہیں تفضیلِ صدیق میں خلاف ہوتا تو یقیناً ظاہر فرماتے کہ وہ اساطینِ دین اظہارِ حق میں ہرگز مد اہنت نہ رکھتے اور لومۃ لانہم (۲) کو مطلق خیال میں نہ لاتے تم نے بھی

(۱) الصواعق المحرقة، الباب الثالث، الفصل الاول، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، ص ۵۸

(۲) ترجمہ: ملامت کرنے والے کی ملامت۔

سنا ہوگا "الساکت عن الحق شیطن اخروس" (۱) حق بات کے اظہار سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ حاشا کہ یہ شاعتِ فظیحہ ان کے دامنِ پاک کو لاحق ہو پس بالضرور اگر انہوں نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل کہا تو اور ہی باتوں میں کہا جو فضیلتِ متنازع فیہا سے مطلق علاقہ نہیں رکھتیں۔

شاید رابع: ہمارے منظون پر ایک اعلیٰ شاہد واقوی مؤید خود ابو عمر ابن عبد البر کا کلام ہے کہ انہوں نے جس طرح اس مسئلہ میں یہ روایتِ غریبہ لکھ دی یونہی مسئلہ تفضیلِ صحابہ میں بھی جانبِ خلاف جھکے اور جمہود سے کہ حضراتِ صحابہ کو تمام لاحقین سے افضل مانتے آئے الگ راہ چلے، فرماتے ہیں متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سوا اور افرادِ صحابہ سے افضل ہیں اور {اس دعویٰ} پر بعض ایسی دلیلیں پیش کیں جن میں افضلیت بمعنی متنازع فیہا کی بو نہیں علماء نے ن دلائل کے جواب میں فرمایا ان سے جو کچھ ثابت ہوا ہمارے مدعا سے مخالفت نہیں رکھتا

ان ہی میں سے ہے، حدیث **د** "یا تئی ایام للعامل فیہن" الحدیث (۲) کہ مع اپنے جواب کے تبصرہ ثامنہ میں گذری اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے تمام تسکات کا ردِ بلیغ رسالہ اسد الغابہ میں کہیں گے جو ہنوز زیرِ تالیف ہے اور خدا چاہے تو اس کی تہیض اس رسالہ کے تتمیم پر موقوف۔

(۱) نور الانوار، باب الاجتماع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۳۱

(۲) ترمذی، کتاب التفسیر من سورۃ المائدۃ، حدیث ۳۰۶۹، دار الفکر، بیروت، ۳۲/۵

اب دو باتیں ہیں یا تو ابو عمر کا کلام معرکہ فصل کلی سے معزول اور فضائل  
جزئیہ پر محمول مانا جائے جب تو خرق اجماع و مخالفتِ سوادِ اعظم سے بھی بچ جائیے اور  
معاندین کو بھی ان کے کلام سے محل احتجاج نہ رہے گا اور اس پر ایک گواہ یہ بھی کہ خود ابو  
عمر کے کلام سے مفہوم کہ تفضیل شیخین پر اجماع مستقر کما فی الصواعق یار او  
تاویل مسدود کر کے خواخواہ فصل کلی پر ڈھائے تو بالیقین فصل کلی کے جو معنی محققین  
کے نزدیک قرار پائے ہیں ابو عمر ان سے غافل تھے کہ انکے دلائل اس پر انطباق نہیں  
رکھتے کما مر اور جب وہ خود فصل کلی و جزئی میں فرق نہ رکھتے تھے تو ان کا یہ کہہ دینا  
کہ وہ صحابہ معدودین تفضیل حضرت مولیٰ کے قائل تھے محض مہمل اور پایہ استناد سے  
ساقط رہ گیا ممکن کہ ان اصحاب نے مولیٰ علی کے لئے فصل جزئی مانا ہو ابو عمر بوجہ عدم  
تفرقہ کے اس سے تفضیل متنازع فیہ سمجھ لئے۔

اور ایک فائدہ ایمانیہ ہمیشہ نصب العین رکھنا چاہئے کہ اگر دامن انصاف پکڑ  
کر اس پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کام آئے گا اور اکثر تسویات ابلیس  
لعین سے بچاؤ گا وہ یہ کہ علماء سب بشر تھے اور سہو و خطا سے غیر معصوم ہر شخص کے کلام  
میں اگرچہ کیسے ہی درجہ علوشان و درفعت مکان میں ہو دو ایک لغزشیں ضرور ہوتی ہیں  
وہاں معیار کامل و محکم حق و باطل کلمات اکابر سلف و جماہیر ائمہ ذی فضل و شرف ہے،  
جو کچھ اس کے خلاف ہو سند قبول پر ہرگز جگہ نہ دی جائے کہ سلامت اتباع سلف اکرم  
وسوادِ اعظم میں ہے، نہ یہ کہ کسی عالم سے جو لفظ بہ سبقتِ قلم نکل گیا اسے حرز جان سمجھئے  
اور کلمات جماہیر سلف و خلف طاق نسیان پر رکھ دیجئے یہاں بھی ابو عمر کا تخطیہ کافی

سابقین و لاحقین کی تغلیط سے آسان تر اور ان سب سے زیادہ دشوار بعض صحابہ کا مخالفتِ حدیث و سوادِ اعظمِ قدیم و حدیث کی طرف نسبت کرنا اللہ توفیقِ ادب و استقامت بخشے۔ آمین۔

شاہدِ خامس: واہ عجب لطف ہے ع مابا ایران می رویم و یار توران می رود (۱)

جن چھ اصحاب سے ابو عمر نے تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابوسعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالانکہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تفضیلِ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں، آیا معقول کہ یہ سرورانِ امت خود زبانِ حق ترجمان حضور سید الانس و الجن علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام الائمان و الاکملان سے تفضیلِ صدیق و فاروق سنیں اور نشرِ علم کے لئے ان احادیث کو تابعین کے سامنے روایت کریں اور آپ اسکے خلاف تفضیلِ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قائل ہوں، جابر و خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صاحبوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے حدیثِ طس "ابو بکر و عمر سیدا کھول اهل الجنة من الاولین و الاخرین الا النبیین و المرسلین" (۱) روایت کی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) ترجمہ: یعنی ہم ایران جا رہے ہیں جبکہ تو "توران" کی طرف جا رہا ہے۔

(۲) مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲، دار الفکر، بیروت، ۱۴۳/۲

وسلم نے فرمایا ابو بکر و عمر سردار ہیں تمام مشائخ اہل بہشت کے انگوں پچھلوں سے  
 سوا انبیاء و مرسلین کے اور تنہا جابر نے حدیث **طب** "ما طلعت الشمس علی احد  
 منکم افضل من ابی بکر" (۱) نقل فرمائی کہ حضور سر اپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کا ارشاد ہے آفتاب نہ چمکاتم میں سے کسی پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔

اور نیز جابر نے روایت کیا، **خط** حضور نے فرمایا "اس وقت وہ آتا ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے بعد میرے اس سے بہتر کوئی نہ پیدا کیا اور اسکی شفاعت روز قیامت مثل  
 میری شفاعت کے ہوگی جابر فرماتے ہیں کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صدیق حاضر ہوئے  
 حضور نے قیام فرمایا اور انہیں گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور دیر تک اس حاصل  
 کیا۔" (۲)

اسی طرح ان کے سوا اور روایات ان حضرات سے ان شاء اللہ تعالیٰ فصول آتیہ  
 میں آئینگی اب تو بالیقین واضح ہو گیا کہ اگر ان صحابہ نے حضرت مولیٰ کو تفضیل دی تو  
 لاجرم فضائل جزئیہ پر نظر کی ورنہ صریح منکر و باطل اور حلیہ صحت سے عاقل اور جب  
 ان دو کے بارے میں یہ گل کھلا تو باقی چار سے حکایت پر کیا اطمینان رہا،

(۱) تاریخ الخلفاء، فصل فی انما فضل الصحابة و خیرهم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۳۵

(۲) 1 تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۳۳

2 تاریخ مدینہ دمشق، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۱۵۵

3 الریاض النضرۃ، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۱/۱۳۶-۱۳۷



ع سالیکہ نکوست از بہارش پیدا است (۱)

بالجملہ ابو عمر کی یہ حکایت غریبہ روایت معلول اور درایۃ غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظِ حرمتِ صحابہ سے عدول اور تقدیرِ ثبوت ظن غالب ملحق بسر حد یقین کہ ان صحابہ کا کلام فعلِ جزئی پر محمول، خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسے معنی غیر ثابت کا ثبوت ممکن و یحتمل کی تو سببوں سے غیر متصور، یوں ہی امرِ متحقق و ثابت کا رفع بھی کماؤ و لعل کی طول اہل پر تجویزِ عقل سے باہر، جب کہ جمہا ہیرائے سلف تفضیلِ شیخین پر تصریحِ اجماع کرتے آئے تو ایسی روایت سے نقضِ اجماع جس میں صدہا احتمال پیدا اور افادہ مقصود میں تعین و کفایت سے محض جدا، بلکہ اطراف و جوانب کا ملاحظہ خلافِ مراد کو صریح ترجیح دے رہا ہے کیونکہ معقول ہو سکتا ہے ہاں اگر ہمت کر کے ہمارے تمام اعتراضات مذکورہ اٹھا دیجئے اور روایت کی صحت اور شد و ذونکارت و قدح علت سے سلامت اور ان حضرات کا مولیٰ علی کو بمعنی فعلِ کلی تفضیل دینا اور انعقادِ اجماع سے بیشتر اس خلاف کا ظاہر ہونا اور اخیر تک مستمر و مستقر رہنا بدلائلِ ساطعہ ثابت کرد تو البتہ اس ساری عرق ریزیوں کا اس قدر پھل تمہیں ملے گا یہ اجماع درجہ اول کا نہ رہے گا مگر ہیہات ہیہات کہاں تم اور کہاں یہ اثبات پھر ایسے خیالی شعبدوں پر ناز کرنا عقل کا کام نہیں سوار پکڑے ڈوبنے سے بچنا معلوم اللہ اتصاف انصاف عطا فرمائے، آمین

(۱) ترجمہ: وہ سال جس میں رنج و تکلیف نہ ہو تو اس میں بہار آجاتی ہے (یعنی وہ سال خوشگوار ہوتا ہے)

ہكذا ينبغي تحقيق المقام بتوفيق الملك العزيز العلام (۱)

فائدہ جلیلہ: بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے ان مباحثِ مہمہ کو ایسی روشِ بدیع پر تقریر کیا جس سے نگاہِ حق بین میں اس روایت کی مطلق وقعت نہ رہی، اور دامنِ اجماعِ غبارِ نزاع سے یکسر پاک و صاف ہو گیا، اور قطعیتِ اجماع میں کوئی شک و شبہ نہ رہا، ایسے احتمالات و اوہام کی بنا پر اجماع کو درجہ ظنیت میں اتار لانا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا ہرگز ٹھیک نہیں اور جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیلِ شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا، ہمارا اور ہمارے مشائخِ طریقت و شریعت کا یہی مذہب اگرچہ برخلاف امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ متاخرین کو اس میں شکوک ہوں، اگر منظورِ خدا ہوا اور زمانہ نے فرصت دی تو ہم خاتمہ کتاب میں اس بحث کی تنقیح و توضیح کریں گے، مگر تفضیل اگرچہ ظنی ہو تفضیلہ یا سنفزیہ کی خوشی کا کوئی محل نہیں ہم ان فرقوں کو کافر تو نہیں کہتے ہیں جو قطعیتِ مسئلہ کی حاجت ہو بدعتی بتاتے ہیں، سو اس کے لئے قطعی کا خلاف ضرور نہیں علماء تصریح فرماتے ہیں جو شخص شبِ اسرا حضور کا آسمانوں پر تشریف لے جانا نہ مانے بدعتی ہے، حالانکہ دلیلِ قطعی سے صرف بیت المقدس تک جلوہ افروز ہونا ثابت، علامہ محمد طاہر کی عبارت اسی فصل میں گذر چکی کہ خبرِ واحد پر عمل میں خلاف کرنے والا بدعتی کہا جاتا ہے حالانکہ آحاد کو قطعیت سے کیا

(۱) ترجمہ: اس مقام کی تحقیق کے یہی مناسب ہے بہت زیادہ علم والے غالب بادشاہ کی توفیق

علاقہ اور ہمارا دعویٰ کہ اس فرقہ کا بدعتی ہونا ہے خود اکابر علماء کی تصریحات سے ثابت،  
 کما سبق، پھر قطعیت و ظنیت کا خدشہ پیش کرنا محض بے سود و نامحمود، سیدی ابوالحسین  
 احمد توری مدظلہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ تفضیل قطعی ہوتی تو مرتبہ فرض میں رہتی  
 اب ظنی مانو تو درجہ و جوب میں ہے دونوں کا خلاف نفس لائق اثم میں یکساں، پھر ظنی  
 ٹھہرا کر کام کیا نکلا، کیا بر بنائے ظنیت ترک واجبات جائز ہے، اسی طرح یہ مغالطہ کہ  
 مسئلہ تفضیل ضروریات دین سے نہیں محض جہالت، اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیقت  
 خلافت خلفائے اربعہ بھی ضروریات دین سے نہیں پھر کیا اس سے انکار کرنے والا  
 آفت گمراہی سے اپنے کو بچا کر کہیں لے جائیگا، اسکے جواب میں بھی وہی دونوں باتیں  
 کافی کہ ہم تفضیلیہ کو کافر نہیں کہتے، جو مسئلہ کا ضروریات دین سے ہونا ضرور ہو، بدعتی  
 کہتے ہیں سو تصریحات آئمہ سے ثابت۔

دوسرا جواب حضرت سید الواصلین مدظلہ کا کہ واجبات بھی تو ضروریات دین  
 سے نہیں پھر کیا ان کا ترک شیر مادر ٹھہرے گا، ان خرافات بازیوں پر اہل علم سے  
 مناظرہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

### مذمت مخالفت جماعت

تمنیۃ الختام: اے عزیز خدا و رسول سے ڈرا اور اپنے ایمان پر رحم کر مسلمانوں  
 کے خلاف راہ نہ چل اور زمرہ خارقان اجماع سے نکل، شاید جو سخت وعیدیں اور  
 دردناک تہدیدیں مخالفت اجماع و مفارقت سواد اعظم پر وارد ہوئیں ابھی تیرے گوش  
 ہوش تک نہ پہنچیں، ورنہ مہتمموں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا اب

ن لے حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ  
الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَ  
مَثْوًىٰ﴾ (۱) جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ راہ ہدایت اسکے لئے ظاہر  
ہوگئی اور مسلمانوں سے الگ راہ چلے، ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں داخل  
کریں گے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔

واخرج الحاكم عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر و  
عن عبد الله بن طاؤس عن ابيه عن عبد الله بن عباس رضی اللہ تعالیٰ  
عنہم وهذا حدیث ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لا یجمع اللہ هذه الامة على الضلالة ابدا وقال ید اللہ علی الجماعة  
فاتبعوا السواد الا عظم فانه من شد شد فی النار (۲) وقد اخرجہ  
بنحوہ الترمذی من حدیث ابن عباس مرفوعا و اخرجہ ابن ماجہ من  
حدیث انس یرفعہ فاقصر علی قوله اتبعوا الی اخرہ (۳) یعنی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور فرمایا

(۱) پ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵

(۲) المستدرک علی المحسن، کتاب العلم، حدیث ۳۹۹، دار المعرفۃ، بیروت ۱/۳۱۶

(۳) ترجمہ: اسی کی مثل امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً حدیث روایت کی  
ہے، اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے، ابن ماجہ نے  
اتبعوا۔ الخ پر اقتصار کیا ہے۔

خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہو گیا تنہا دوزخ بھیجا گیا۔

واخرج ايضاً عن ابي ذر وعن الحارث الاشعري في حديث طويل وعن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم وهدي رواية ابي ذر قال "قال صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه" (۱) وبمثله اخرج عنه احمد وابو داود يعني فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو جائے پس متحقق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔

وايضاً عن الحاكم عن معاوية عن النبي صلى الله عليه وسلم قال "قال من فارق الجماعة شبراً دخل النار" (۲) یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہو دوزخ میں جائے۔

وايضاً عن حذيفة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "يقول من فارق الجماعة واستذل الامارة لقي الله ولا حجة له" (۳) یعنی فرماتے ہیں جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس جال پر ملے کہ اس کے لئے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۰۹، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۱۹

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۱۵، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۲۱

(۳) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۱۷، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۲۲

وایضاً عن فضالة بن عبيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ” قال ثلثة لا يسئل عنهم رجل فارق الجماعة وعصى امامه فمات عاصيا امامه“ (۱) الحدیث۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی روز قیامت بات نہ پوچھی جائے گی ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مر جائے۔

وایضاً عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ” قال الصلوة المكتوبة الی الصلوة المكتوبة الی بعدھا كفارة لما بینھا والجمعة الی الجمعة وشهر رمضان الی شهر رمضان كفارة لما بینھا ثم قال الا من ثلث الا من الاشرک باللہ ونکث الصفقة وترک السنة وقال اما ترک السنة فالخروج من الجماعة“ (۲) او ملخصاً۔ خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک نماز فرض دوسری نماز فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے شرک اور امام بخت کی بیعت توڑنا اور ترک سنت پھر فرمایا ترک سنت کے معنی ہیں جماعت سے نکل جانا۔

وایضاً من طریق عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر و البیہقی بسندہ عن الامام الشافعی عن سفین بن عیینہ عن عبداللہ

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۱۹، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۲۳-۳۲۲

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۲۰، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۲۳۳

بن ابی لیبد عن ابن سلیمان بن یسار عن ابیہ عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”قال من اراد منکم بحبحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد“ (۱) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسط جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے دور تر۔

فاخرج الامام احمد عن معاذ بن جبل قال ”قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والفاصية والناحية واياكم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعمامة“ (۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا کہ اسی بکری کو پکڑتا جو گلے سے بھاگ جائے یا گلے سے دور ہو جائے یا ایک کنارے پر ہو اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقہ واضحہ سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم پکڑو جماعت و جمہور کو ﷺ، احادیث اس بارے میں بکثرت ہیں ولا مطمع فی

---

ﷺ والنعم ما قال العارف الرومی المولوی المعوی قدس سرہ الزکی (حاشیہ جاری ہے)

---

(۱) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، حدیث ۳۹۵، دار المعرفۃ، بیروت، ۱/۳۱۳

(۲) مستدرک ابن حنبل، مستدرک الانصار، حدیث معاذ بن جبل، حدیث ۲۲۰۹۰، دار الفکر، بیروت،

استقصائہا) اہم اور اتونے سنا کہ علمائے دین و آئمہ مشرعیہ متین تفضیلیہ کو بدعتی قرار

و آنکہ سنت باجماعت ترک کرد در چنین مسع ز خون خویش

ہست سنت رہ جماعت چون رفیق بے راہ و بے یار افی در مضیق

فائدہ: در راحت القلوب ملفوظات طیبات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر جمع فرمودہ حضرت سیدنا سلطان الاولیا نظام الملئہ والدین محبوب الہی افاض اللہ علینا من فیضہ الامتہابی میفرماید مجلس نهم ماہ شعبان ۶۵۵ھ فرمود ہر کہ از مرید و شیخ بر قانون مذہب اہل سنت و جماعت نباشد و حکایت او موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نباشد او در معنی یکے از راہ زنان ست انتہی لفظ الشریف (۲) (۳) ۱۲ منہ غفر لہ

(۱) ترجمہ: اور اس کی انتہاء تک پہنچنے کی خواہش نہیں ہے۔

(۲) ترجمہ: کیا ہی خوب فرمایا عارف رومی نے کہ جس نے سنت و جماعت کو چھوڑ دیا تو اس

کا حال (اس کے) اپنے خون سے پیدا ہونے والے سات ماہ کے نامکمل بچے کی طرح ہے (جس

کا زندہ بچنا بہت مشکل ہوتا ہے) (اے طالب حق) سنت و جماعت کا راستہ ایک رفیق کی طرح

ہے جبکہ اچھے ساتھی اور درست راستے کے بغیر تو مصیبت اور تنگی میں مبتلا ہو جائے گا۔ (حضرت شیخ

فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الاطیب الاطہر کے ملفوظات طیبات جن کو حضرت سیدنا سلطان الاولیا

نظام الملئہ والدین محبوب الہی افاض اللہ من فیضہ نے راحت القلوب میں جمع فرمایا اس میں مجلس

نہم ماہ شعبان ۶۵۵ھ میں فرماتے ہیں کہ شیخ نے فرمایا جو کوئی مرید یا شیخ مذہب اہل سنت و جماعت

کے طریقہ پر نہ ہو اور اس کی گفتگو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ

ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لہو و لب کے راستے پر چل پڑا ہے۔

(حاشیہ جاری ہے)



دیتے ہیں فایاک ثم ایاک (۱) کہ تو ان کا ساتھ دے اور اس مصیبت ہائلہ کو اپنی جان پر گوارا کرے ﴿بئس الاسمُ الفسوقُ بعدَ الایمان﴾ (۲) مسلمان ہو کے بدعتی کہلانا کیا ہی برانا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہ فرماتے ہیں **فی** عن انس "اہل البدع شر الخلق والخلیقة" (۳) اہل بدعت تمام خلق و عالم سے بدتر ہیں۔

اور فرماتے ہیں **حم** عن ابی امامة الباہلی "اصحاب البدع کلاب اهل النار" (۴) بدعت والے دوزخیوں کے کتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں، **اد** عن الامیر معویة **ت** عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم "ان هذه الامة ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة" **اد** "وهی الجماعة" **ت** قالوا

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۳) بہشت بہشت (اردو)، رسالہ راحة القلوب، ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر، پروگریسو بکس، لاہور، مجلس ۵، ص ۲۲۳  
(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: پس تو اس سے بچ پھر بچ۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۱

(۳) السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث ۳۵۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۳۱۳

(۴) کنز العمال، الکتب الاول، فصل فی باب الثانی، حدیث ۱۰۹۰، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱/۱۲۱

من ہسی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی“ (۱) بے شک عنقریب یہ امت تہتر فرقتے ہو جائیگی ان میں بہتر دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ فرقہ جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہے فرمایا وہ ملت جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

اور فرماتے ہیں، **ت ط ب ح ب** کلہم عن ام المومنین

الصدیقة و **مس** عن سیدنا علی ایضاً رضی اللہ عنہما ”ستة لعنتہم و لعنہم اللہ و کل نبی مجاب ف ذکر منہم التارک السنۃ“ (۲) اوہ ملخصاً (۲) چھ ہیں جنہیں میں نے لعنت کی اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے ☆ ایک وہ جو راہ سنت چھوڑ دے۔

☆ لا یصح عطف کل علی فاعل لعنتہم و مجاب صفة لئلا یلزم کون بعض الانبیا غیر مجاب ۱۲ مناوی (۳)

(۱) سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق ہذہ الامۃ، حدیث ۲۶۵۰، دار

الفکر، بیروت، ۲۹۲/۳

(۲) المعجم الکبیر للطبری، الحسین بن علی، حدیث ۲۸۸۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲۷/۳

(۳) فیض القدر شرح جامع صغیر، حرف سین تحت ستہ لعنتہم و لعنہم اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

۱۲۶/۳

اور فرماتے ہیں، **طس قی ضم کلہم عن الانس** "ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی يدع بدعته" (۱) بے شک اللہ نے روک رکھی ہے توبہ ہر بدعتی سے یہاں تک کہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے یعنی اگر نہ چھوڑی اور اسی حال میں موت آگئی تو دنیا سے بے توبہ جائیگا۔

اور فرماتے ہیں، **ق قی عافر الاربعة عن ابن عباس** "ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی يدع بدعته" (۲) اللہ نہیں مانتا کسی بدعتی کا عمل قبول کرنا جب تک اپنی بدعت نہ ترک کرے۔

اور فرماتے ہیں، **ق قی عن حذیفة** ☆ "لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجین" (۳) "خداے تعالیٰ بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ کوئی فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے خمیر سے بال۔"

---

☆ اشار ہینا بتقدیم قی الی ان اللفظ له ۲ منه

---

(۱) العجم الاوسط، باب من اسم علی، حدیث ۳۳۰۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۶۵

(۲) کنز العمال، کتاب الاول، فصل فی البدع، حدیث ۱۰۹۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۲۲

(۳) سنن ابن ماجہ، المقدمة اجتناب البدع والمجدل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۳۸

اور فرماتے ہیں، **فر خط** عن انس "اذامات صاحب بدعة فقد فتح في الاسلام فتح" (۱) جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو ایک فتح و کشائش حاصل ہوتی ہے۔

اور فرماتے ہیں، **طب عا حب** "ان الاسلام ليشبع ثم تكون له فترة فمن كانت فترته الى غلو وبدعة فاولئك اهل النار" (۲) حاصل یہ کہ اسلام سیر ہوگا اور اپنے درجہ کمال کو پہنچے گا پھر اسے ایک ضعف و سستی لاحق ہوگی پس جس کی سستی طغیان و بدعت کی طرف ہو وہ دوزخی ہے۔ یہ سب احادیث ان شاء اللہ تعالیٰ صحاح و حسان میں ای و لو لغيرها فی بعض منها الا الاول فاسنادہ ضعیف (۳) ☆

---

☆ وقد اشرت الى ذلك بصيغة التمريض ۱۲ منہ (۳)

---

- (۱) کنز العمال، الكتاب الاول، باب الثانی، حدیث ۱۱۰۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۲/۱
- (۲) المعجم الکبیر للطبرانی، احادیث عبد اللہ بن مسعود، حدیث ۱۰۷۷۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۱۹/۱۰
- (۳) ترجمہ: اگرچہ ان میں بعض مذکورہ اسناد کے علاوہ سے صحاح و حسان میں سوائے پہلی حدیث کے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔
- (۴) ترجمہ: اور میں نے اس طرف صیغہ مجہول کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اور مروی ہوا فرماتے ہیں، **طب قی** ☆ "من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام" (۱) جو کسی بدعتی کی توفیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

الحذر الحذر کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اٹھانے کی کے مجال عزیز و اللہ اپنے نفس کو دوزخ و غضب الہی سے خرید لو اور شرار الخلق و اعداء الخالق کا ساتھ نہ دو خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا بیٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بد مزگی ظاہر کرتے ہو۔

### حکم تفضیلیہ و سنن قی

بالجملہ بین و مبین ہو گیا کہ اہل بدعت کیسی افسوسناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ و سنن قی ان کی شاخ پس حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدع کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ جیسا کہ علامہ بحر العلوم قدس سرہ الشریف نے تصریح فرمائی

☆ **طب** عن عبد الله بن يسر موصولاً و قی عن ابراهيم بن ميسره  
مرسلاً و اسنادہ لیس بذاک بل قیل کیت و ذیت ۱۲ منہ (۲)

(۱) کنز العمال، فصل فی البدع، حدیث ۱۰۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۲/۱  
(۲) ترجمہ: طب نے عبد اللہ بن یسر سے موصولاً اور قی نے ابراہیم بن میسرہ سے مرسلاً روایت کی اور اس کی اسناد ما قبل احادیث کی طرح نہیں ہے بلکہ کہا گیا کہ اس میں کلام ہے۔

کما سر اگرچہ ان کی بد مذہبی اور روافض کے فساد عقیدہ سے کم ہے اب جو شخص ایسا اعتقاد رکھتا اور اپنے آپ کو سنی اور ان کی تصانیف کو مقبول کہتا ہے تو اس کے لئے اہل سنت و جماعت کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اب تک اجماع دلیل کافی و برہان وافی، سنیوں کی کتابیں بنظر تعمق و تحقیق دیکھے اور ان کے مطابق عقیدہ درست کرے ورنہ دعویٰ تسنن سے دست بردار ہو۔ وباللہ التوفیق و بیدہ ازمة التحقیق (۱)۔

## الفصل الثانی فی الآیات القرآنیة والنجوم الفرقانیة

آیت اولی قال اللہ ربنا تبارک و تعالیٰ ﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط﴾ (۲) بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا اتقی ہے یعنی بڑا پرہیزگار، یہاں تو اتقی کو سب پر تفضیل اور زیادت کر امت عند اللہ میں ترجیح دیتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ﴿و سیبجنبھا الاتقی ۵ الذی یؤتی مالہ یتزکی ۵ وما لاحد عنده من نعمة تجزی ۵ الا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ ۵ ولسوف یرضی ۵﴾ (۳) یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستر اہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے

(۱) ترجمہ: اور اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور تحقیق کی لگا میں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳

(۳) پ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۷ تا ۱۰

مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا  
 آپ کریمہ میں باجماع مفسرین ائمہ سے جناب سیدنا امام المتقین ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں، امام محی السنۃ بغوی فرماتے ہیں یعنی ”ابا بکر صلی  
 قول الجميع (۱)“ (۲)، اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر  
 اجماع نقل کیا، اور یہ معنی ابو بکر بن ابی حاتم و طبرانی و ابن زہیر و محمد بن اسحاق و غیر ہم  
 محدثین کی احادیث میں وارد، حتیٰ کہ طبری نے باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو  
 مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چارہ نہ پایا، معہذا آیت کے لئے دوسرا جمل صحیح  
 متصور ہی نہیں کہ بالضرور یہاں وہی مقصود جو افضل امت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم  
 ورنہ آیہ اولی سے مناقضت لازم آئے اور ہم اور ہمارے مخالفین متفق کہ ماورائے  
 صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل امت نہیں پس بالاتفاق تیسرا مراد نہیں ہو سکتا  
 مگر آیت اخیرہ کا سیاق شاہد کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مراد نہیں کہ آگے ارشاد ہوتا  
 ہے ﴿وَمَا لِحَدِّثِمْ مِنْ نِعْمَةٍ تَجْزِي ۝﴾ (۳) اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں  
 جس کا عوض دیا جائے یہ صفت جناب مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر کب صادق کہ ان پر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات و نیویہ بھی جن میں معاوضہ و مکافات جاری  
 بکثرت ہیں کہ انہوں نے اس پاک گود میں تربیت پائی حضور والا نے اولاد کی طرح

(۱) ترجمہ ائمہ سے مراد سب کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل للبخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۳۳۱/۶

(۳) پ ۳۰، سورۃ البیل، آیت ۱۹

پالا، پرورش کی، طعام و شراب سے خبر گیری فرمائی اور انتہائے نعمت تزویج ہوا۔ ہر پر  
 ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے کہ ہر چند جس قدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں  
 کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی  
 نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ مَا آسَأَ لَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا  
 عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (۱) میں نہیں مانگتا ہدایت پر تم سے کچھ نیک میرا نیک تو اللہ  
 ہی پر ہے جو پالنے والا سارے جہان کا۔

شاید اسی لحاظ سے قرآن عظیم میں قید تہجیزی ذکر فرمائی گئی پس بالیقین آیہ  
 کریمہ جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل اور شان نزول بھی کہ ولی  
 اللہ صدیق و عدو اللہ امیہ بن خلف کا قصہ مشہور ہے اسی پر شاہد اب اس آیت کو صغریٰ  
 اور پہلی کو کبریٰ کیجئے تو شکل اول بدیہی الانساج سے یہ نتیجہ ہشہادت قرآن عزیز نکلتا  
 ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں وہو  
 المقصود و کفی باللہ شہیداً (۲)۔

تنبیہ (۱): جس طرح علماء کے اس استدلال سے صدیق کی افضلیت ثابت  
 ہوئی یوں ہی یہ معنی بھی خوب روشن ہو گئے کہ مناظ افضلیت اکرمیت عند اللہ ہے، اور  
 خدا کے نزدیک عزت و وجاہت و قدر و منزلت کا زیادہ ہونا، نہ وہ جو حضرات سلفیہ

(۱) پ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۰۹ (۲) ترجمہ: اور یہی مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔



اپنی خیالی قیچیوں سے ہوائی پھول تراشتے ہیں کہ مناٹ کثرت لذنہ جنت یا اولیت فی الخلافة وغیرہ امور کم وقعت ہیں۔

تنبیہ (۲): آیہ کریمہ جس طرح افضلیت صدیق پر دلیل ساطع، یونہی ان کے عرفان الہی و ولایت ذاتی ☆ میں کافہ امت سے زیادت پر برہان قاطع کہ بدایت ایمانی شاہد کہ کم رتبہ کا ولی ہرگز ہرگز اعلیٰ درجہ کے ولی سے اکرم عند اللہ و کثیر العز و الجاہ نہیں ہو سکتا، اور اس کا انکار محض مکابرہ، اب نہیں معلوم جنہیں صدیق کے اعرف باللہ و اعظم الاولیاء ہونے میں تردد ہے آیہ کریمہ سے انکار کر جائیں گے یا ولی ادنیٰ کا ولی اعلیٰ سے اکرم عند اللہ ہونا تسلیم فرمائیں گے ہم ان شاء اللہ اس بحث کی غایت تنقیح فصل سابع میں برسر توضیح لائیں گے ﴿فانتظر و انسی معکم من المتظرین ۵ (۱)﴾ (۲)

اشتباہ: حضرات تفضیلیہ کو جب کہ آیت میں لفظ اتقی جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول کرنے سے مفر نہ ملی، ناچار باعانت و اہمہ یہ تقریر تراشی کہ یہاں اتقی سے مجرد اتقی مراد ہے یعنی پرہیزگار، نہ وہ کہ اپنے سب ماسوا سے پرہیزگار تر

---

☆ قولہ ولایت ذاتی، اس لئے کہ ولایت متعدیہ میں حضرت مولیٰ کا تقدم سبھی کو مسلم ۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان: تو راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں۔

(۲) پ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۷

ہو کہ آخر تقوٰئے صدیق تقوٰئے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین کم تھا تو ان پر لفظ اتقی کا بمعنی متبادر اطلاق کیوں کر درست ہوتا اور جب تقی مراد لے لیا تو اب (آیہ) کریمہ کو تفضیل سے کچھ علاقہ نہ رہا۔

انتباہ: اس حرکت مذہبی کی تسکین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆ نے تفسیر فتح العزیز میں کی ہے ہم اول ان کی عبارت التقاطا نقل کر کے

☆ سمعت حضرة شيخى رضى الله تعالى عنه يقول سمعت حضرة شيخنا رضى الله تعالى عنه يقول شاه عبد العزيز عماد الاسلام وحدثنا المولى ابوالحسين السيد احمد النورى مدظله العالى عن حدثه عن المولى العظيم سيدنا الاحمد اچھے ميان المارهرى رضى الله تعالى عنه انه قال ظا هر الشاه عبد العزيز يساوى باطنى وباطنه يعدل بظاهرى فناهيك به فضلاً وشرفاً والله اعلم ۱۲ منہ (۱)

(۱) ترجمہ: میں نے اپنے شیخ رضى الله تعالى عنه کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا کہ ہمارے شیخ رضى الله تعالى عنه فرماتے تھے: شاہ عبد العزیز اسلام کے ستون ہیں، اور ہم سے بیان کیا ہمارے سردار ابوالحسين سيد احمد نوری مدظله العالى نے، انہوں نے روایت کیا اس شخص سے کہ جس نے سيد احمد اچھے ميان مارہروی رضى الله تعالى عنه سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں: شاہ عبد العزیز کا ظاہر میرے باطن کے مساوی ہے اور ان کا باطن میرے ظاہر کے مساوی ہے تمہارے لئے ان کا شرف وفضیلت کافی ہے۔

پھر اپنی رائے اظہار کریں گے، اعتراض تفضیلیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں "اہلسنت  
 جواب میگویند کہ اتقی را بمعنی اتقی گرفتن خلاف لغت عربیت است پس حمل کلام الہی کہ  
 قرآن عربی است بران درست نباشد و ضرورتی کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندرج  
 است بآنکہ کلام در سائر ناس است نہ در پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام زیرا کہ از شریعت  
 معلوم است کہ پیغمبران در کرامت <sup>جہا</sup> و منزلت عند اللہ ممتازند آرنہا برابر سائر ناس و سائر  
 ناس را بآنها قیاس نتوان کرد پس عرف شرع در مقام بیان تفاضل و افزونی مراتب این  
 قسم الفاظ را مخصوص بامت می سازد و تخصیص عربی از تخصیص ذکر قوی تر است و از  
 بعضی بزرگان اہل سنت شنیدہ شد کہ می فرمودند اتقی در اینجا بمعنی خودست یعنی کسی کہ  
 افزون باشد در تقوی از کل ماعدائے خود خواہ پیغمبر و خواہ امت لیکن مخصوص۔۔۔ نے است  
 کہ در قید حیات باشند پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصداق این کلمہ در آخر عمر خود  
 کہ او ان خلافت ایشان بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود می توانند شد  
 و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چون مرفوع بر آسمان اند حکم اموات دارند  
 و اتقی را لازم نیست کہ در ہر وقت و نسبت بہر کس از احیاء و اموات افزون تر در تقوی  
 باشد و الا بیچ کس را اتقی گفتن راست نیاید چہ در زمان طفولیت تقوی متصور نیست و در ہر  
 منصب محمود شرعی اعتبار بہ آخر عمر است مثل صلاح و فسق و غوثیت و قطبیت و ولایت و  
 نبوت و لہذا کسانے را کرد آخر عمر باین مراتب مشرف شدہ اند بالفاظ

۱۵۶ این کلمہ ہم صریح است و دران کہ کلام در افضلیت بمعنی زیادت کرامت و وفور منزلت واقع

شدہ است ۱۲ منہ (۱)

این مراتب یاد میکنند اگر چه در اول عمر این مراتب بآنها حاصل نبود پس اتقی کے ست کہ  
 در آخر عمر کہ وقت اعتبار اعمال ہست از دیگر موجودین در تقوی افزون باشند وہ بہت  
 الصدعی بلا تکلف و بلا تاویل انتہی کلامہ مع بعض اختصار اقول  
 و ربی یغفر لی جملہ اخیرہ کہ از بعضی بزرگان اہلسنت نقل فرمودہ در وہ شہائے چند بخاطر  
 مستندی رسد و از انہا انچہ تعلق بمقام دارد این ست کہ حدیث اعتبار بآخر اعمار نمودن  
 و در نعوت و اوصاف ہم بر ان مدار کارداشتن یکسر مسلم اما خرد گواہ کہ چون کے را از  
 احیائے موجودین بوصفے از اوصاف یاد می کنند اتصافش بدان وصف ہم در حال مفہومی  
 شود نہ آنکہ در مال آتینین خواهد گشت و مادامیکہ قرینہ بر قصد خلاف قیام پذیرد ہمین معنی  
 باذہان و خواطر جائے می گیرد و التبادر دلیل الحقیقہ پس اتقی را بر کسیکہ در زمانہ آئندہ  
 آتینین خواهد بود حمل نمودن از حقیقت گذشتن و راہ مجاز حیودن ست و معلوم ست کہ تا  
 حقیقت راست آید باب تجوز ہرگز نکشاید و اینجا حقیقت بے تکلف و مشقت تخصیصے کہ  
 خود در اذہان متمکن ست و در افادہ مقصود از ملفوظ بھیج وجہ کتر نیست بلکہ اتوی و اسرع الی  
 الافہام ست و لہذا عام را از درجہ قطعیت فرود نیارد خود راست ☆ بر کرسی صحت می  
 نشیند پس حاجت مصیر بتوائے مجاز چیست و باعث بزدلیست و آتینین تخصیص را  
 بکلف شردن عجب تر از ہر عجب چہ اینگونہ تخصیصات در نصوص شرعیہ بیش از بیش شائع و

---

☆ نکتہ این ست کہ بر تقریر آن بزرگ لفظ اتقی بمعنی من سیکون کذا اگر فتی شود و این صریح  
 مجاز ست و بر تقریر مالفظ بر معنی خود ست و عام نیست کہ حاجت بہ۔۔۔۔۔

ذائع است اگر لہجہ ہمہ تکلف باشد ای بسا کلامی کہ بے تکلف راست نیایند و این نوع کلام ساقط از پایہ متانت بود و حاشاہ عن ذلک معہذا مجاز را قرینہ در کار و قرینہ خود جزینہ تخصیص چیست پس برین تخصیص اکتال نمودہ کلام را بر حقیقت وی داشتن اولے کہ بدالات او در زمین سخن تخم تجوز کاشتن علاوہ برین ازین تقریر بدین تقدیر دلیل در افادہ مدعا قصوری کند کہ از و بذروہ ثبوت نہ رسد مگر افضلیت صدیق از کسانیکہ در زمانہ خلافتش بلکہ در آخرین ساعت عمرش بقید حیات بودند نہ از انان کہ پیش از وی بکنج خلق آسودند و تواند کہ یکے از انہا اتقی و افضل از صدیق بودہ باشد و نیز این کلام را در معرض مدح و ثنائے صدیق آورده اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالب و مدح نباشد مگر بوصفے خاص و این وصف بر نچے کہ آن بزرگ تقریر نمودہ ہیچک خصوصیتہ بذات پاش ندارد کہ حضرات فاروق و ذوالنورین و مرتضیٰ ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمہ ہادر آخر عمر خود شان بچنین بودہ اند بلکہ در ہر قرن و ہر طبقہ تا روز قیامت بندہ از بندگان خدا متصف بدین وصف باشد کما لا یخفی فتبصر و تشکر و فی عظم آلاء اللہ فتفکر واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (۱)

(۱) ترجمہ: اہلسنت اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اتقی کو متقی کے معنی میں لینا لغت عرب کے خلاف ہے پس کلام الہی کو اس معنی پر محمول کرنا درست نہیں اور اس کو اس معنی پر محمول کرنے کی ضرورت اس بات سے مندرج ہو جاتی ہے کہ یہاں پر کلام بقیہ لوگوں کے بارے میں کیا گیا ہے پیغمبران عظام کے بارے میں نہیں کیا گیا کیونکہ شریعت کے اندر یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ پیغمبران

ظاہر (مخلوق سے) بزرگ و برتر ہیں ☆ ان کا مرتبہ عند اللہ امتیازی ہے لہذا ان کو تمام مخلوق پر اور تمام مخلوق کو ان پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ پس عرف شرع میں فضیلت کو بیان کرنے اور مراتب کی افزونی کو بیان کرنے کے مقام میں امت کے لیے اس قسم کے الفاظ کو مخصوص کیا گیا ہے نیز تخصیص عرفی تخصیص ذکر سے زیادہ قوی ہے۔ بعض بزرگان اہلسنت سے سنا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اٹھی یہاں اصلی معنی میں مستعمل ہے یعنی اپنے علاوہ ہر ایک سے پرہیزگاری میں زیادہ ہونا خواہ پیغمبر ہو یا امت، لیکن ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت حیات تھے پس حضرت ابو بکر صدیق اپنی آخری عمر میں اس کلمہ کے مصداق تھے کہ حضور کے وصال ظاہری کے بعد خلافت آپ کے لیے ہو، اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں اور یہ (اٹھانا) بھی موت کے حکم میں ہے (اگرچہ ابھی ان کا وصال ظاہری نہیں ہوا)۔ اٹھی ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر لحظہ زندوں اور مردوں میں سے تقویٰ میں افزوں تر ہو ورنہ کسی ایک کو بھی اٹھی کہنا درست نہ ہو، عہد طفولیت میں تقویٰ تو متصور ہی نہیں اور ہر نیک منصب میں شرعی اعتبار آخری عمر کے لحاظ سے ہے جیسے صلاح، فسق، غوثیت، قطبیت، ولایت اور نبوت وغیرہ لہذا جو بھی جو آخری عمر میں ان مراتب سے مشرف ہوئے تو ان کو ان الفاظ مراتب سے یاد کیا گیا اگرچہ یہ مراتب ان کو اول عمر میں حاصل نہ تھے۔ پس اٹھی وہ ہے جو آخری عمر میں ہو اور یہی وقت اعمال کے اعتبار کا وقت ہے، ان دیگر موجودے جو تقویٰ میں افزوں ہوں اور اس سے مدعی بغیر کسی تکلف و تاویل کے ثابت ہوا۔ بعض بزرگان اہلسنت کا کلام کچھ اختصار کے ساتھ ختم ہوا۔

☆ ترجمہ: اور یہ کلمہ بھی اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ جو کلام افضلیت کے بارے میں کیا گیا ہے اس سے مراد زیادتی کرامت و منزلت ہے۔

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں، میرا رب میری بخشش فرمائے  
 ، جملہ اخیرہ جس کو بعض بزرگانِ اہلسنت سے نقل کیا گیا ہے اس میں کئی خدشات ہیں اس میں چند  
 خدشات بندہ بے نوا کے دل میں پیدا ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگرچہ مقام کے لائق  
 از روئے حدیث یہ ہے کہ اعمال و اوصاف (خوبیوں) کا دار و مدار آخری عمر پر ہے (اس میں شک  
 کی گنجائش نہیں) لیکن عقل گواہ ہے کہ جب موجود زندوں میں سے کسی شخص کو کسی وصف و خوبی  
 سے متصف کرتے ہیں تو اس سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ فی الحال وہ شخص اس وصف و خوبی سے  
 متصف ہے نہ کہ مستقبل میں وہ اس وصف سے متصف ہوگا اور جب تک اصل معنی (مقصود) کے  
 خلاف کوئی قرینہ نہ پایا جائے تو اصل معنی ہی قلوب و اذہان میں متمکن (برقرار) رہتا ہے۔

پس اتنی کو کسی ایسے معنی پر محمول کرنا جو آئندہ زمانہ میں ہوگا تو یہ حقیقت کو چھوڑ کر مجازی  
 معنی اختیار کرنا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب تک حقیقی معنی لینا درست ہو تو مجازی معنی مراد لینا  
 صحیح نہیں اور اس جگہ حقیقت بغیر کسی تکلف و مشقت کے تخصیص کے ساتھ خود اذہان میں متمکن ہے  
 اور افادہ مقصود میں ملفوظ سے کسی وجہ سے کم نہیں بلکہ اقوی اور فہم کی طرف جلدی سہقت کرنے  
 والا ہے اس لیے کسی عام کو درجہ قطعیت سے نیچے نہیں لایا جائے گا۔ ☆ اگر اس بات کو مان لیا جائے  
 تو مجاز کی طرف جانے کی حاجت کیا ہے اور اس کا باعث کیا ہے اس طرح کی تخصیص کو تکلف شمار کرنا  
 برعجب سے عجیب تر ہے کیا اس قسم کی تخصیصات نصوص شرعیہ میں بیش از بیش شائع و ذائع نہیں؟

☆ نکتہ یہ ہے کہ اس تقریر پر لفظ اتقی "من سیکون کذا اگر فتنہ" (جو عنقریب بزرگی کو  
 اختیار کرے گا) کے معنی میں ہوگا اور یہ صراحتاً مجاز ہے اور اس تقریر پر لفظ "اتقی" اپنے حقیقی معنی  
 پر ہے عام نہیں۔۔۔

اگر ان سب کے باوجود یہ تکلف ہے تو بسا اوقات بے تکلف کلام درست نہیں ہوتا اور کلام کی یہ قسم پایہ متانت سے گر جاتی ہے اللہ اس سے بچائے باوجود اس کے مجاز کے لیے قرینہ درکار ہے اور خود قرینہ اس تخصیص کے علاوہ کیا ہے؟ پس اس تخصیص پر اشکال وارد ہوگا لہذا کلام کو اس کی حقیقت پر رکھنا اس بات سے اولیٰ ہے کہ اس کی دلالت کے لیے زمین سخن میں مجاز کا بیج بویا جائے اس کے علاوہ یہ تقریر اس تقدیر کے ساتھ دلیل ہے کہ کتابی کر نیوالے کے مدعا کے فائدہ دینے میں اس سے بلند اور شہوت نہیں مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں تمام سے بلکہ اپنی عمر کی آخری گھڑی تک اس افضلیت کے ساتھ متصف رہے نہ کے ان سے جو قبروں میں آرام فرماہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اتنی و افضل ہو نیز اس کلام کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کے مقام میں لایا گیا ہے اور ان کی مدحت اور مغالب ہونا ایک خاص وصف کی وجہ سے ہے اور یہ وصف اس طریقے پر ہے کہ وہ بزرگ ہیں اس سے کم کوئی خصوصیت ان کی ذات پاک نہیں رکھتی (بلکہ آپ اس سے اعلیٰ درجہ کے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں) اور یہ کہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور ابوالحسنین حضرت علی رضی اللہ عنہم تمام اپنی آخری عمر میں اس شان کے ساتھ متصف تھے بلکہ تاقیامت ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں ہندگان خدا میں سے کئی ایک اس وصف کے ساتھ متصف ہوں گے۔



آیتِ ثانیہ قال اللہ عز من قائل ﴿ثم اور ثنا الكتاب

الذین اصطفینا من عبدنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ط ذلك هو الفضل الكبير ﴿۱۰﴾ (۱) پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے، پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے بھلائیوں میں، خدا کی پروا لگی سے یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول وباللہ التوفیق آیتِ کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امتِ مرحومہ

مقبولہ محمدیہ مصطفویہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیہ مراد جسکی حق سبحانہ و تعالیٰ نے تین قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ جو خدا کی نافرمانیوں سے اپنی جان پر ستم اور اسے بتلائے درد و الم کرتے ہیں جیسے ہم گناہ گار سیاہ کار معاصی میں منہمک لیل و نہار جن کا سوا ارحم الراحمین کی رحمت اور شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت کے کہیں بجا و ماوا اور بجز مشرکہ جانفزائے قبی فی البعث مد کلاهما عن ابن عمر ”ظالمنا مغفور له (۲)“ (۳) اور نوید غمزدائے مس عن ابی الدرداء بسند صحیحہ

(۱) پ ۲۲، سورۃ قاطر، آیت ۳۲

(۲) ترجمہ: ہماری امت کے گناہ گاروں کی بخشش کی جائے گی۔

(۳) کتاب البعث والنشور، حدیث ۵۹-۶۰، دار الفکر، بیروت

العلماء ”الظالم لنفسه يحاسب حسابا يسيرا ثم يدخل الجنة (۱)“  
 (۲) کے کوئی دل تھامنے اور امید بندھانے والا نہیں فحسبنا الله ورسوله انه  
 هو الرؤف الرحيم (۳)۔

دوسرے وہ میاں نہ رو کہ ﴿خلطوا عملا صالحا و آخر سيئا﴾ (۴)  
 (۵) جن کی حکایت حال ہے کہ اگر گناہ کرتے ہیں تو نیکیاں بھی رکھتے ہیں انہیں  
 حدیث میں **قی ملہ ناجی اور مس** ”يدخل الجنة بغير حساب (۶)“ (۷)  
 فرمایا۔ جعلنا الله منهم برحمته انه هو الغفور الرحيم (۸)  
 تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع و منقاد سراپا بہتد اور شاد جو حسنت کی طرف

(۱) ترجمہ: اپنی جان پر ظلم کرنے والے (مسلمان) کا آسان حساب ہوگا پھر جنت میں داخل ہو  
 جائے گا۔

(۲) کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۳۵۶۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۳۰۵

(۳) ترجمہ: ہمیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے، بے شک وہ رؤف اور رحیم ہیں۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا۔

(۵) پ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۴

(۶) ترجمہ: بغير حساب جنت میں داخل ہوگا۔

(۷) کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ فاطر، حدیث ۳۵۶۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۳۰۵

(۸) اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے ان میں سے بنائے، بے شک وہ غفور رحیم ہے۔

مسارعت کرتے اور میدان خیرات میں قصب السبق لے جاتے ہیں ان کی نسبت ان کا مالک مہربان فرماتا ہے ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ (۱) فضل کبیر و بزرگی عظیم انہیں کو حاصل، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بنسبت بقیہ امت اسی قسم میں داخل لہذا وہی فضیلت عالیہ لے گئے اور سادات امت قرار پائے اب تلاش کرنا چاہئے اسے جو گروہ صحابہ میں سرفراز اور اس صفت شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ حکم آئیے کریمہ افضلیت مطلقہ اسی کا بہرہ خاصہ، لیکن ہم جو غور کرتے اور کان لگا کر سنتے ہیں تو دربار دربار رسالت سے پیہم اراکین دولت و عمامہ سلطنت بلکہ خود اس بادشاہ عرش بارگاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ کی نور افشاں صدائیں گوش دل کو اپنی شعاع ریزیوں سے معدن انوار و منزل اقرار کر رہی ہیں کہ ہاں وصف مذکور میں اس بارگاہ اکرم کے وزیر اعظم یعنی جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب پر تفوق ظاہر و تقدم باہر ہے حتیٰ کہ سباق بالخیرات اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغہ مباغض نے لطف تازہ دکھایا، فقد اخرج ابو یعلیٰ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ” قال كنت في المسجد اصلي فدخل رسول الله صلى الله تعالیٰ علیہ وسلم ومعہ ابو بکر وعمر فوجدنی ادعو فقال سل تعطه ثم قال من اراد ان يقرء القرآن غضا طريا فليقرء بقراءة ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابو بکر فبشرنی ثم اتانی عمر فوجد ابا بکر

خارجا قد سبقه فقال انك لسباق بالخير“ (۱) یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق و فاروق تھے پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تر و تازہ پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پر پڑھے، بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا صدیق آئے اور مجھے اس دولتِ عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مشرودہ دیا پھر فاروق آئے تو ابو بکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیق سے کہا بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لے جانے والے ہیں۔

واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ من حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قصة سقیفة بنی ساعدة فی حدیث طویل انه ” قال یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدہ ثانی اثنین اذ هما فی الغار ابو بکر و السباق المبین“ (۱) یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے گروہ انصار اے جماعتِ مسلمین بے شک امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بعد زیادہ مستحق دوسرا

(۱) مستدابی یعلیٰ، مستدابی بکر الصدیق، حدیث ۱۷-۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۹

(۱) کنز العمال، الباب الاول فی خلافة الخلفاء، حدیث ۱۳۱۳۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

ان دو کا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے ابو بکر سابق مبین جن کا خیرات میں بہت پیشی لے جانا ظاہر و روشن ہے۔

اقول و رسی یغفر لی یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع

صحابہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا جب انصار کرام بقصد خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں، نزاع و مناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے باب استدلال و اثبات وقت فاروق نے فضائلِ جلیلہ صدیق اور ان کا صاحب الغار و سابق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاقِ خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا انصار خلاف سے باز آئے اور دستِ صدیق پر بیعت کی پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم و مقبول تھا ورنہ معرکہ مباحثہ میں اسکے اذعان و قبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع و عدول کے کیا معنی تھے اور خود ارشادِ فاروقی میں لفظ مبین اس معنی پر دلیل مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن و بین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔

واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر "لیس فیکم من

تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر" قال فی مجمع البحار ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع اعناق مسابقہ حتی یلحقہ (۱) خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل و حسنات میں

(۱) صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن الرغیبة الخ، حدیث ۴۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۲۱

مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچنے پائے۔

واخرج البزار عن عبد الرحمن بن ابی بکر " عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم زعم انه لم یرد خیرا قط الا سبقه الیہ ابو بکر " یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابو بکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ (۱)

واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ " قال والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابو بکر " (۲) یعنی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم نے کبھی کسی خیر و نیکوئی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ ابو بکر ہم سے اس کی طرف سبقت و پیشی کر گئے۔

واخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما " قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثنی عمر بن الخطاب انه ما سابق ابا بکر الی خیر الا سبقہ ابو بکر " (۳)

(۱) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۵۶۶۳، دار الکتب العلمیہ

بیروت، ۲۳۰/۱۲

(۲) المعجم الاوسط، حدیث ۱۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۳۱/۵

(۳) کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصحابہ، حدیث ۳۵۶۱۶، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۲۲۳/۱۲

یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابو بکر سے مسابقت کی ہے ابو بکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول وربی یغفر لی فکرمدتیق اساس وطرز سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے انداز کلام کو پہچاننے کس درجہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شان صدیق سے اعتناء اور ان کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے تمام عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اور ان کے کلام پاک کو دلیل و حجت کرتا ہے یہاں خود حضور سر ایا نور کس پیار سے فرماتے ہیں ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابو بکر سباق بالخیر ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وسلم۔

آیتِ ثالثہ قال ربنا ذو الفضل العظیم فی تنزیلہ العلی الحکیم ﴿۱﴾ ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ویصفحوا لا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ﴿۲﴾ (۱) اور تم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھربار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ بخش دیں اور درگزر کریں کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشے والا مہربان ہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولو الفضل کا خلعت گراں قیمت

صدیق اکبر کو عطا ہوا فقد اخرج الامام البخاری عن ام المؤمنین الصديقة  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الافک الطویل ” قالت فلما انزل اللہ  
هذا فی براء تی قال ابوبکر بن الصدیق وكان ینفق علی مسطح بن اثانة  
لقربته منه وفقره واللہ لانفق علی مسطح شینا ابداء بعد الذی قال فی  
عائشة ما قال فانزل اللہ ﴿ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة﴾  
الآیة (۱) قال ابوبکر واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح

النفقة الی کان ینفق علیہ وقال واللہ لا انزعها منه ابداء“ (۲)

حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقراء مہاجرین سے تھے اور  
صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر و قربت کے ان کی خبر گیری کرتے اور  
بسوک و انفاق پیش آتے، جب بلائے اقلک میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ  
و تعالیٰ نے دامنِ عفت مامنِ محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا کی طہارت اور  
ہر لوٹ سے اس کی براءت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی  
اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل و وسعت والے  
اہل قربت و مساکین و مہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو  
نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگزر میں معاف کریں آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے

(۱) پ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۲

(۲) صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب تعدیل النساء، حدیث ۲۶۶۱، دار الکتب العلمیہ،



طلبگار ہیں جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو ادرارِ مسطح کا مقرر تھا جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔

اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوالفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالخصوص جناب امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں جیسا کہ تمام صحابہ شرفِ صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لئے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی، سولہ برس کی عمر سے رفاقتِ حضور اختیار کی عمر بھر حاضر دربار و شریک ہر کار و مونس لیل و نہار رہے بعد وفات کنارِ جاناں میں جا پائی روزِ قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے حوضِ کوثر پر ہم راہِ رکاب رہیں گے پھر فردوسِ اعلیٰ میں رفاقتِ دائمی ہے عارفِ سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے

ہیں۔ سے بود چندان کرامت و فضلش کہ اولوالفضل خواند ذوالفضلش

روز و شب ماہ و سال در ہمہ کار ثانی اثین اذ ہما فی الغار

صورت و سیرت ہمہ جان بود زان ز چشم عوام پنہاں بود (۱)

(۱) وہ (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو ایسے بزرگ اور فضیلت والے ہیں کہ ان کو علم و دانش کی برتری والا اور ذوالفضل کہا جاتا ہے روز و شب ماہ و سال بلکہ تمام کاموں میں وہ "ثانی اثین اذ ہما فی الغار" ہیں (یعنی ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں)۔ لیکن ان کی صورت و سیرت بلکہ تمام سراپا کی چمک و دک لوگوں کی نظروں سے پنہاں رہی۔

اقول وباللہ استعین اگر صرف لفظ اولوالفضل پر اکتفاء ہوتا تو شاید

وہ عقولِ دانیہ جو ہمیشہ دستِ مالِ ادہام رہتی ہیں احتمال پیدا کرتیں کہ قاعدہٴ بلاغت ہے جب کسی سے کوئی کام لینا اور اس پر اسے تخصیض و انفرادی مقصود ہوتا ہے مخاطب کے اوصاف سے وہ وصف جو اس کام پر حامل ہو بیان کیا جاتا ہے تا (کہ) اس کے قلب کو اشتغالک اور داعیہٴ اطاعت کو انبعاث ہو مثلاً معرکہٴ قتال میں کہیں ہاں بہادر وہی وقتِ جانبازی و ترکتازی کا ہے یا انفاقِ مال کی ضرورت میں اسے جو ادوہی زمانہ سخا پروری و نامِ آوری کا ہے اس سے مخاطبین کا ان اوصاف سے اختصاص نہیں سمجھا جاتا مگر قرآن مجید و فرقانِ حمید وہ کلامِ بلاغتِ نظام ہے کہ کسی معاندِ خواہِ مشکک کے لئے جہت نہیں چھوڑتا لفظ منکم نے اس احتمال کی قطعِ عرقِ فرمادی صدیق کو صرف بڑائی والا نہیں کہتے بلکہ فرماتے ہیں تم میں کا بڑائی والا یعنی تم سب اربابِ فضل و کرامت ہو اور وہ تم سب میں فضل و بزرگی والا ہے غلاموں کے سردار سب ہوتے ہیں پوری سرداری اس کی جو سرداروں کا سردار ہو۔

ثم اقول ودرہی یغفرلی شاید خار و اہمہ کی خلش پھر عود کرے اور یوں نقضِ اجمالی سے خلجان بڑھائے کہ بعینہ یہی تقریرِ معطوفِ فضل یعنی سعتِ مال میں جاری حالانکہ صدیقِ اغنیٰ الصحابہ نہ تھے بعض اصحابِ کرام مثل حضرت ذی النورین و جناب عبد الرحمن بن عوف و ثابت بن قیس بن شماس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان پر تو نگری و فراخیِ مال میں فائق تھے تو اس شوران و ہم کی تسکین کے لئے ہماری اس تقریر کا منتظر رہا چاہئے جو بابِ ثانی کی فصل۔۔۔ میں زیورِ گوشِ مشتاقین ہوگی کہ

ان شاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں ثابت کر دیں گے کہ مال صدیق گوا کثر الاموال نہیں مگر افضل الاموال ہے اسلام کو جس قدر ان کے مال سے نفع پہنچا کسی کے مال سے نہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا ان کا مال کام آیا کسی کا نہ آیا یہاں تک کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جناب کو خیر المسلمین مالا (۱) فرمایا اور بے شک خدا کے نزدیک تعدادِ زور و سیم محض بے وقعت، مال وہ ہے جو اس کی راہ میں صرف اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہو ورنہ مال نہیں سوء مال ہے اور طولِ مال سے کمالِ اعمال کی جی کا وبال، پس جس کا مال اس وصف میں ممتاز تو ہی عند اللہ سعتِ مالی میں سرفراز تر اسی لئے بر والدین وصلہ رحم کو فرمایا اس سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور۔۔۔۔ کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس سے گھٹتی ہے حالانکہ جف القلم بما ہو کائن (۲) مقادیر میں کمی بیشی کو راہ نہیں تو بات یہ ہے کہ وہ نیکیاں طیب اوقات و توفیق خیرات کی موجب ہیں اور یہ سیدہ محق برکت و ظلمتِ وقت و تزیین سیات کی باعث، اور وہ ساعتیں جو سیرتِ مرضیہ پہ گزریں اگر چہ انفاس چند ہوں کثیر شمیر اور جو گھڑیاں عیاذ باللہ بری حالت پر کٹیں اگر چہ صد ہا سال ہوں محض بے برکت گویا کچھ نہ تھا اسی طرح کثرت و قلتِ مال، واللہ اعلم بحقائق الحال فاستقر عرش التحقيق علی ما اردنا من تفضيل الصديق رضی اللہ

(۱) ترجمہ: مال کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔

(۲) ترجمہ: جو ہونا ہے اس کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا۔

تعالیٰ عنہ (۱)۔

آیتِ رابعہ: قال اللہ جل ذکرہ ﴿الذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون﴾ (۲) جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، عس☆ ”الذی جاء بالحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذی صدق بہ ابو بکر الصدیق“ (۳) جو حق لائے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقول اب نظر باریک بین کو اجازت غور و تعمق دیا چاہئے کہ اس آیتِ کریمہ سے صدیق کا فضل تقویٰ میں تمامہ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت جس

---

☆ قال عس هكذا الرواية بالحق ولعلها قرأه لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲ منہ

---

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ حقائق حال کو بہتر جانتا ہے، جیسا کہ ہم نے تفصیل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ارادہ کیا تھا عرش تحقیق مستقر ہو گیا۔

(۲) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۳۳

(۳) کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، سورۃ الزمر، حدیث ۳۵۷۶، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۲۰۷/۲

میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجالِ جدال نہیں اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار و اصفیا و اربابِ دیانت و اتقا تھے مگر صدیقِ سابق تقویٰ کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور ربِّ الغلیمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ ان کا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان و رفعتِ مکان سے آگاہ ہے خیال تو کر کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوٰائے صدیقِ اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ میں نہ رکھا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیتِ اولیٰ میں گذرا کہ مزیتِ تقویٰ موجبِ افضلیت ہے اسی طرح انہیں صفتِ تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیتِ خاصہ رکھتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً و اعتقاداً دونوں طرح سب پر تفصیل ہے و ناہیک بالقرآن حکما (۱)۔

آیتِ خامسہ: قال عز ذکرہ ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ انْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ ؕ اُولَٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوْا ۗ﴾ (۲) برابر نہیں تم میں جس نے راہِ خدا میں خرچ کیا فتحِ مکہ سے پہلے اور

(۱) ترجمہ: تمہیں قرآنِ حاکم ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

(۲) پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۰

لڑا وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے، آیہ کریمہ  
 باعلیٰ نداء منادی کہ جنہوں نے ابتدائے اسلام میں جو زمانہ ضعف و غربت تھا  
 اپنی جان و مال سے اس کی امداد و اعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد  
 اس کے غنا و شوکت و ظہور و قوت و ثبات و قرار و امن و انتشار کے قتال و انفاق مال کیا  
 اب جسے تاریخ و قائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا  
 ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جان  
 نثاری و سپرداری و پروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی پھر بشہادت قرآن کون  
 ان سے ہمسری کر سکتا ہے ہم ان شاء اللہ العظیم اس دلیل کی تفصیل و تشریح  
 و تحقیق و توضیح کی طرف باب ثانی کی فصل۔۔۔ میں عود کریں گے۔ فار تقب (پس  
 تو انتظار کرتے)

آیت ساوسہ: قال تعالیٰ و تقدس ﴿اهدنا الصراط المستقیم﴾  
 ﴿(۱) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ حضرت خواجہ حسن بصری و ابو العالیہ کہ دونوں حضرات  
 اجلہ علمائے تابعین سے ہیں تفسیر آیت میں فرماتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم و صحابہ“ (۲) صراط مستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور  
 ان کے دونوں یا صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۱) پ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵

(۲) اللہ و العیون، سورۃ یونس، آیت ۲۴۵/۱۶۵

**اقول** و ربی یغفر لی اس تفسیر پر آیہ کریمہ میں صدیق و فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کو راہ راست اور انہیں اس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک پھر مسلمانوں کو عموماً اور صحابہ کرام کو جن میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی داخل ابتداء حکم فرمایا جاتا ہے ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہیں کی راہ چلا، اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوس عالیہ شیخین اعلیٰ درجہ تھے و تھے میں نہ خلق کئے گئے ہوں اور اطاعت و انقیاد و رشاد و ارشاد و اتیان مرضیات و اجتناب مکروہات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انہیں کا مرتبہ ہو اور ان کے سوا کوئی اس فضل میں انکا عدیل و سہیم نہ ہو سکتی کہ کافہ امت کو ان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کی روش پر چلنا نصیب کر۔

آیا اب یہی آیہ کریمہ اپنی اس تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہما وسلم کے امام متبوع و پیشوا و مقتدا و اطوع و اتقی و افضل و اعلیٰ و اکرم امت ہیں عزیز! اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا، **عس** "میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اس کے جیسے عمل کر کے خدا سے ملوں (۱)" پھر جب جناب فاروقی کا وصال ہوا، **خ م ق** ان کے جنازے پر بھی

(۱) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۳۲۲

ایسا ہی کلمہ کہا (۱) سبحان اللہ، اللہ جل جلالہ نے کیا خوب دعا قبول فرمائی شیخین کی ﴿واجعلنا للمتقين اماما﴾ (۲) ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا کر دے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا ﴿ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء ط واللہ ذو الفضل العظیم﴾ (۳) ﴿(۴)

آیتِ سابعہ: قال العزیز الحکیم تعالیٰ مجدہ ﴿فان اللہ ہو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین والملئکة بعد ذلک ظہیو﴾ (۵) پس بے شک خدا اس کا مولیٰ ہے اور جبریل اور مسلمانوں میں کے نیک اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہیں، آیہ کریمہ میں اکابر صحابہ مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و ابی بن کعب و بریدہ السلمی و ابوامامہ ہابلی اور افاضل تابعین مثل سعید بن جبیر و میمون بن مہران و عکرمہ و خولجہ حسن بصری و مقاتل بن سلیمان و غیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صلح المؤمنین کو ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر کرتے ہیں بلکہ **طب مد خط** حضرت عبداللہ بن

(۱) صحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱/۵۲۰۔ صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲/۲۷۳

(۲) پ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۴

(۳) ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(۴) پ ۲۸، سورۃ الحجۃ، آیت ۳

(۵) پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۳



مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں "صالح المؤمنین ابو بکر و عمر" (۱)

اور اسی طرح حضرت ابو امامہ نے جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا بلکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی قال "کان ابی یقرء ہا و صالح المؤمنین ابو بکر و عمر" (۲) یعنی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سید القراء ہیں اس آیت کو یوں پڑھتے و صالح المؤمنین ابو بکر و عمر یہ لفظ ان کی قراءت میں داخل قرآن تھا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ حضور کو فلاں امر کی کیا فکر ہے اگر ایسا واقع ہوا تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے تصدیق فاروق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (۳)

**اقول** پس بخوبی ثابت کہ صلح المؤمنین کا خطاب مستطاب رفعت مآب حضرات شیخین کو کرامت ہوا اور اس سے وصف صلاح میں شیخین کی مزیت

(۱) جمع الجوامع، صادمع ۱۱ الف، حدیث ۱۳۳۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۲/۵

(۲) تفسیر درمنثور، سورۃ تحریم، آیت ۴، تحت قول تعالیٰ "وصالح المؤمنین"، دار الفکر، بیروت، ۲۲۲/۸

(۳) (۱) صحیح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱/۳۸۰ (۲) تفسیر قرطبی، مکتبہ رشیدیہ،

کوئٹہ، ۱۶۶/۱۷ (۳) تفسیر ابن کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲۵۵/۶

وتفوق کہ بالیقین موجب رفع درجات و کثرت ثواب ہے بعینہ اسی طریقہ استدلال سے ثابت جو کریمہ ثالثہ برفظ اولو الفضل سے مسلوک ہو اسی لئے قاضل صوفی علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر امام علامہ جلال الملتہ و الدین سیوطی میں حدیث مذکور ”صلح المومنین ابو بکر و عمر“ کی یوں شرح کی ”ای ہما اعلى المومنین صفة واعظمہم بعد الانبیاء قدرا“ انتہی (۱) (۲) اس عبارت سے استدلال فقیر کی عجب تائید ہو گئی فالحمد لله۔

آیتِ ثامنہ: قال اللہ سبحنہ و تعالیٰ ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ (۳) تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔

آیتِ ناسعہ: قال تبارک و تقدس ﴿یرفع اللہ الذین امنو منکم والذین اوتوا العلم درجت﴾ (۴) بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دئے گئے درجوں میں۔

(۱) ترجمہ: صالح المومنین کے یہ معنی کہ وہ دونوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب مسلمانوں سے اعلیٰ ہیں

نعت و صفت میں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سب سے بڑے ہیں قدر و منزلت میں۔ ۱۲

(۲) فیض القدر شرح جامع الصغیر، تحت حدیث ۴۹۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۲۵۱

(۳) پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹

(۴) پ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱

اقول واللہ یغفر لی ان آیات طہیبات سے ثابت کہ علم باعثِ فضل اور مثل

ایمان موجبِ رفیع درجات ہے اور پُر ظاہر کہ زیادتِ سبب باعثِ زیادتِ مسبب پس جس قدر علم بیشِ فضیلت افزوں اور احادیث و آثار سے ثابت کہ جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلیٰ صدیق تو قرآن عزیز سے ثابت جیسا کہ ہم اس کے دلائل انشاء اللہ تعالیٰ باب ثانی کی فصل۔۔۔ میں بطور کریں گے فا  
نتظر (پس تو انتظار کر۔۔۔)

آیتِ عاشرہ: قال جلت آلاءہ ﴿للفقراء المہاجرین الذین

اخرجوا من دیارہم و اموالہم یتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ ورسولہ ذولنک ہم الصادقون ﴿۱﴾ (۱) ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لئے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے خدا کے فضل و رضا کی تلاش اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے وہ لوگ ہیں۔

آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ مہاجرین کے سچے راست گو ہونے کی گواہی دیتا ہے اور مہاجرین کا تفضیل شیخین پر اجماع ہے کم کوئی مہاجر ہوگا جس نے افضلیتِ ابی بکر و عمر صریحا یا لکویجا ارشاد نہ فرمائی ہو و مستری ذلک ان شاء اللہ تعالیٰ (۲)۔

(۱) پ ۲۸، سورۃ العشر، آیت ۸

(۲) ترجمہ ان شاء اللہ عنقریب تو اسے دیکھے گا۔

اقول درہی غفار الذنوب تحریر دلیل یہ ہے کہ صادق مطلق ☆ ہے  
 تہذیب قول دون قول کا اطلاق اسی پر کیا جائے گا جو اپنی ہر بات میں سچا ہو اور اطلاق  
 کاذب کے لئے دروغ واحد کا ارتکاب کافی جیسے عدالت کہ ایک گناہ اس کا مزیل اور  
 فسق کا مثبت پس جبکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مہاجرین کا نام صادقین رکھا تو بالضرور وہ  
 اپنے ہر کلام میں سچے ہیں اور تفضیل شیخین ان کے کلام سے ثابت پس قرآن اسکی  
 حقیقت پر شاہد، بمثل هذا استدلال حسن البصری کما فی الکبیر للامام  
 و ابو بکر بن ابی عیاش کما عند الخطیب البغدادی و ہما کما تری  
 من اجلة العلماء علی حقبة خلافة الصدیق فانہم اطبقوا علی قولہم لہ  
 یا خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ سماہم صا دقین فلزم  
 ان یکونوا صادقین فیما اطلقوا فیہ و هو استنباط حسن قالہ ابن کثیر

☆ قول مطلق، قید اطلاق اس غرض سے ہے کہ اطلاق صدق مقید کو صدق واحد صحیح ہے مثلاً جو  
 ہمیشہ جھوٹ بولے اور عمر بھر میں ایک بات مطابق واقع کہے اسے اس بات میں سچائی کہیں  
 گے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم "ان الذنوب قد یصدق (۱)" (۲) ۱۲ منہ

(۱) ترجمہ: جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بڑا جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے۔

(۲) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، باب الکھلاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۹ھ

كذا اقره عليه العلامة ابن حجر في صواعقه وغيره في غيرها (۱) (۲)

اقول ولكن عليك بتلطيف القريحة لعل الله يحدث بعد

ذلك امرا والله احاط بكل شئ خيرا۔ (۳)

تنبیہ الختام: اے عزیز دیکھا تو نے کہ آیات قرآنیہ تفصیل شیخین رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کو کس زور شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور ان کی افضلیت مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے بنا رہی ہیں اگر دعویٰ اسلام میں سچا ہے تو سوا تسلیم کے کیا چارہ ہے قرآن کے حضور اپنی عقل کو دخل دینا یا نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کار بند ہونا کیسی ناسزا بات ہے قرآن کے آگے کوئی منتہی نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدی ہر حرف اس کا

(۱) ترجمہ: اس کی مثل حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا جیسا کہ امام کی کبر میں ہے اور ابو بکر بن ابی عیاش نے استدلال کیا جیسا کہ خطیب بغدادی نے نقل کیا، یہ دونوں جیسا کہ تم جانتے ہو بڑے علماء میں سے ہیں، (انہوں نے استدلال کیا) خلافت صدیق کی حقیقت پر کہ مہاجرین نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کہنے پر اتفاق کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صادقین (سچے) رکھا ہے، پس لازم ہے کہ وہ اپنے اس کہنے میں بھی سچے ہوں۔ یہ ایک اچھا استنباط ہے جس کو ابن کثیر نے بیان کیا ہے اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق الحرقۃ، باب اول، فصل ثالث، کتب خانہ مجید، ملتان، ص ۱۹۔

(۲) صواعق الحرقۃ، باب اول، فصل ثالث، کتب خانہ مجید، ملتان، ص ۱۹

(۳) ترجمہ: تمہ پر لازم ہے کہ پہلے حصے کی لطافت کو دیکھے، شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے کسی امر کو پیدا فرمائے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

مسلمانوں کا ایمان ہے ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ (۱) ﴿  
 (۲) اس کی شان ہے، وہ خود فرماتا ہے ﴿مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى  
 اللَّهِ﴾ (۳) جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے۔  
 و اعجابہ جب خدا ہی کے فیصلہ پر راضی نہ ہو تو کیا کوئی اور حکم و حاکم تلاش  
 کر رکھا ہے الا ﴿لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (۴) ﴿(۵)﴾ ﴿إِلَيْسَ اللَّهُ  
 بِحَاكِمِ الْحَاكِمِينَ﴾ (۶) ﴿(۷)﴾

## الفصل الثالث في الاحاديث النبوية والبقوارق

### المصطفوية عليه وعلى آله الصلوة والتحية

واضح ہوا احادیث مرفوعہ اثبات تفصیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایسی  
 کثرت محدودہ پر نہیں جن کے استقصا و استیعاب کی طرف دست طمع دراز کیا جائے ہم

(۱) ترجمہ کنز الایمان: باطل کو اس کی طرف راہ نہیں تا اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

(۲) پ ۲۳، سورۃ حم السجدۃ، آیت ۴۲

(۳) پ ۲۵، سورۃ الشوری، آیت ۱۰

(۴) ترجمہ کنز الایمان: اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

(۵) پ ۳۰، سورۃ القصص، آیت ۸۸

(۶) ترجمہ کنز الایمان: کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔

(۷) پ ۳۰، سورۃ التین، آیت ۸

ان شاء اللہ تعالیٰ باب ثانی میں ایک جم غفیر ان میں سے ذکر کر کے استزاج رحمت الہی کریں گے تو لا وفعلاً سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر طرح بوضاحت تمام روشن و آشکارا فرمادیا کہ جو تہہ شیخین کا دربار الہی و بارگاہ رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ وعلیہم و السلام میں ہے کسی کا نہیں اور جس جلالت شان و رفعت مکان پر یہ سرفراز کسی کو میسر و مہیا نہیں ہم یہاں صرف دانہ از خرمن و غنچہ از گلشن (۱) کے قبیل سے ان معدود حدیثوں پر اقتصار کرتے ہیں جو افادہ مقصود میں اصرح و اوضح و اجلی و احسنی اور نظر و فکر و تمہید مقدمات و ترتیب دلائل و تقصیر مباحث سے انہی ہیں یا وہ جو فصول آتیہ باب ثانی کے مقاصد سے جدا ہیں ناظرین والا تمکین ہنگام مطالعہ اس فصل اور تمام فصول آتیہ کے اس طرف بھی ضرور لحاظ رکھیں کہ ان دلائل و بیانات سے افضلیت شیخین کا نقش اس معنی پر کرسی نشین ثبوت ہوتا ہے جو ہم تبہرات مقدمہ میں تقریر کر آئے یا وہ خیالات خام نضج تام پاتے ہیں جو حضرات سلفیہ نے حرارت جوش اوہام میں پکائے ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ اس تقریر سے غفلت ہو اور ہمیں ہر دلیل پر شانہ ہلانے خواب سے جگانے کی ضرورت ہو۔

اور یہ بھی سن رکھا چاہئے کہ ہم کہ اس وقت مقام تحدیث میں ہیں ہمارے نزدیک وہ مضمون جسے چند صحابیوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالفاظ متقاربہ خواہ متحدہ روایت کیا چند حدیثیں ہیں مگر ہر صحابی کی روایت جداگانہ ذکر کرنا منجر بہ تطویل، لہذا غالباً ہم تطلم حدیث کے ذکر میں باجماع فقہاء ایک ہی لفظ پر

(۱) ترجمہ: کھلیان سے ایک دانہ اور پھولوں کے گلشن سے ایک گلی۔

اقتصار رکھیں گے اور شمارِ احادیث کے لئے ہندسہ جداگانہ کی علامت اختیار کریں گے، اب کہ اس تمہید سے فراغت پائی ہاں اکنافِ عالم میں ندائے دلنواز کیجئے اور اطرافِ زمین میں صدائے جاں گداز دیجئے وہ دلنواز ندا جس سے اربابِ ارشاد کے دلوں کی کلیاں کھل جائیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے اصحابِ عناد کے جگر ہل جائیں وہ دلنواز ندا کہ ابر بہاری بن کر عینِ ہدایت میں پھول برسائے اور وہ جاں گداز صدا کہ مگر جتی امنڈ کر فرسٹ ضلالت پر بجلیاں گرائے وہ دلنواز ندا جس میں اہل حق کے لئے فرجِ ابدی کے سامان نکلیں اور وہ جاں گداز صدا جس سے ایٹائے باطل کے کلیجے چار چار ہاتھ اچھلیں کہ ہاں اے بلبلانِ گلہائے باغِ رسالت و چاشنیِ خواہانِ شہد شیریں نبوت سر جھکائے آنکھیں بند کئے لبِ خاموش سب فراموش یہاں حاضر ہو، اے اہلِ یزیم ہمدن گوشِ سراپا ہوش محمود ہوش بن جاؤ خیر دار کہ صدائے انفاس بھی تند ظاہر ہو کہ اس وقت اس بادشاہِ عرشِ بارگاہِ کافرمان واجبِ الاذعان پڑھا جاتا ہے کہ فرشِ تاعرش و سکہ تا سماک جس کے زیرِ تکیں، وہ تاجدارِ والا اقتدار جس کے سوا جہان و جہانیاں میں کوئی حاکم نہیں، وہ پاکِ ستھرا کلام جسکے سننے کو مرغانِ اولیٰ اچھ پر ڈالے ہوش سنبھالے سر بجیب و دم بخود تصویر بے جان ہو جاتے ہیں اور وہ جانفزا پیرا سخن جسے سکر مریشانِ جاں بلب و تلخ عیاشاں اجل طلبِ شقائے تازہ و حیاتِ بے اندازہ پاتے ہیں طوبے طوبے ہزار طوبے اس خوش نصیب کو جو اس کے حضور گردنِ اذعان خم کرے اور وائے مصیبت و بلا و آفت اس حرمانِ مقدر کی جو اس سے سرتابی کر کے اپنی جان زار پر جفا و ستم کرے الا فاستمعوا وانصتوا و امنوا و اذعنوا العلیکم ترحمون



فبسم الله وبالله وتو كلا على الله والى الله ترجعون۔ (۱)

حدیث اول (۱) امام ہمام جبل الحفظ بحر طام علامۃ الوری صاحب کتاب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری اور حافظ اجل حبر اکمل ابو داؤد سلیمان بن اشعث بخاری اور محدث کبیر عالم خبیر ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باسانید خود با حضرت سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں و هذا لفظ الطبرانی وهو اصرح فی الرفع قال "کنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وسلم حي افضل هذه الامة بعد نبیها صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر وعثمن فيسمع ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا ينكوه" (۲) یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے افضل اس امت کے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر و عمر و عثمان ہیں، پس یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمع اقدس تک پہنچتی اور حضور انکار نہ فرماتے۔

(۱) ترجمہ: خیر دارکان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور ایمان لاؤ اور یقین رکھو یہ امید کرتے ہوئے کہ تم پر رحم کیا جائے، اللہ کے نام سے اور اللہ سے مدد چاہتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

(۲) المعجم الکبیر، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حدیث ۱۳۱۳۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۲/۲۲۱

حدیث دوم (2) عبد بن حمید اپنی مسند اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم  
نیسا بوری صحیح مستدرک اور حافظ ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن النجار نجد طرق  
اسناد سیدنا ابو برداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں "ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر  
الا ان یکون نبی" (۱) نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابو بکر  
سے افضل ہو سوائے نبی کے۔

فائدہ: یہاں دو امر قابل لحاظ، جو اس حدیث اور اسکے ماورائے اکثر بکار  
آمد ہونگے۔

اولاً بلغا کا قاعدہ ہے جب کسی شے کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اسے اسی قسم  
(کے) الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہو یا اس پر طلوع و  
غروب نہ کیا یا زیر سایہ آسمان ایسا کوئی نہیں یا وجہ ارض اس سے خالی ہے یا زمین نے  
نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ تاریک ہوئی اس  
پر اور مقصود ان سے بطریق اثبات لازم ثبوت ملزم خواہ یوں کہے کہ نفی ملزم باقتفاء  
لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے، پس حاصل یہ کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سے آج تک بعد انبیاء و مرسلین کے کوئی شخص ابو بکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔

(۱) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۲۶۱۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۳

ثانیاً عرف دائرہ سائر ہے کہ معنی تفضیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرتے ہیں کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر و برتر اور شاید ہر اس میں یہ ہے کہ مساوات تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف و ہر نعمت و ہر خوبی و ہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے کی ڈھال ہوں از قبیل محال عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی تو معنی حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء و مرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے امثل نہ کوئی انکا مثل و مثیل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

حدیث سوم (3) طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ" (1) تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابو بکر سے افضل ہو۔

فائدہ: اس حدیث کے لئے شواہد کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیث چہارم (4) طبرانی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(1) المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث ۷۳۰۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۷۳

سے راوی ”ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابو بکر“ (۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے شک روح القدس جبریل نے مجھے خبر دی کہ بہتر آپ کی امت کے بعد آپ کے ابو بکر ہیں۔

حدیث پنجم (5) طبرانی معجم کبیر اور احمد بن عدی کامل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے ہیں ”ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی“ (۲) ابو بکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء کے۔

حدیث ششم (6) حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ما صحب النبیین و المرسلین ولا صاحب ینس افضل من ابی بکر“ (۳) انبیاء و مرسلین کے جس قدر صحابی ہیں اور صاحب یس (یعنی حبیب نجار جنکا قصہ حق سبحانہ نے یس شریف میں ذکر

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۶۴۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۸/۵

(۲) الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، عکرمہ بن عمار، حدیث ۱۳۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

۳۸۳/۶

(۳) کنز العمال، فضائل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۳۲۵۶۱، دار الکتب العلمیہ،

بیروت، ۲۵۰/۱۱

فرمایا اور ان کا جنتی اور مکرم ہونا بیان کیا) ان میں کوئی صدیق سے افضل نہیں۔

حدیث ہفتم (7) دیلمی مسند الفردوس میں جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور اکرم الاکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ”اتسانی جبریل فقلت من یہاجر معی قال ابو بکر و هو یلی امر امتک من بعدک و افضل امتک“ (۱) یعنی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ مدینہ طیبہ کو کون ہجرت کرے گا عرض کیا ابو بکر اور وہ والی ہو گئے امر امت کے بعد حضور کے اور وہ حضور کی تمام امت سے افضل ہیں۔

حدیث ہشتم (8) ابن عساکر حضرت مولیٰ المسلمین اسد اللہ الغالب اور (9) حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور افضل الانبیاء علیہ افضل التحیۃ و الثنا ارشاد فرماتے ہیں ”خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر“ (۲) بہترین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میرے ابو بکر و عمر ہیں۔

حدیث دہم (10) حاکم کنی اور ابن عدی کامل اور خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سے) روایت کرتے ہیں حضرت خیر البریۃ

(۱) کنز العمال، فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث ۳۲۵۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۱

(۲) کنز العمال، فضائل ابو بکر و عمر، حدیث ۳۲۶۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۱/۲۵۸

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ”ابو بکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین الا النبیین والمرسلین“ (۱) ابو بکر و عمر بہترین سب انگلوں پچھلوں کے اور بہترین سب آسمان والوں سے اور بہترین سب زمین والوں کے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

حدیثِ یازدہم (۱۱) ترمذی نے جامع اور ابن ماجہ نے سنن اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد میں روایت کی و ہذی روایۃ ابن الامام عن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ و جوہم قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علی ”قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و عمر فقال یا علی ہذان سیدا کھول اهل الجنة و شبابہا بعد النبیین و المرسلین“ (۲) یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھ سے میرے پدر بزرگوار حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسن انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے تحدیث کی کہ جناب مرتضوی نے فرمایا میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے سے

(۱) مجمع الجوامع، حرف الہمزہ، حدیث ۱۳۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۹

(۲) مسند احمد ضعیف، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۰۲، دار الفکر، بیروت، ۲/۱۷۳

آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔

فائدہ یہی مضمون (12) ترمذی نے جامع (1) اور ابویعلیٰ نے مسند (۲) اور ضیاء مختارہ (۳) میں حضرت انس بن مالک اور (13) ابن ماجہ نے سنن میں حضرت ابویحییٰ (۴)

اور (14) طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ (۵)

و (15) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا (۶) ترمذی حدیث انس کی تحسین کرتے ہیں تیسیر میں ہے حدیث علی کے رجال رجال صحیح ہیں اور بعض علمائے متاخرین نے اسے متواترات سے شمار کیا۔

حدیث شانزدہم (16) دارقطنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں من طریق ابن جریج عن عطاء عنہ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأى ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال

(۱) سنن ترمذی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۲۰۷-۲۰۸

(۲) مسند ابویعلیٰ، معرفۃ العلوم والقرآن، بیروت، ۱/۳۰۳

(۳) احادیث المختارہ، مکتبۃ تحفۃ الحمدیثیہ، مدینہ، ۲/۱۶۷-۶/۲۳۳

(۴) سنن ابن ماجہ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۱

(۵) المعجم الاوسط، دار المعرفۃ، ریاض، ۲/۹۱ (۶) المعجم الاوسط، دار المعرفۃ، ریاض، ۳/۳۵۹

تمشى قدام رجل ما طلعت الشمس على خير منه“ (۱) واخرجه عم  
فلم يذكر اسم من مشى امامه واللفظ عنده ”تمشى بين يدي من هو  
خير منك (۲)۔

(۱۷) وذكره صمو عن ابى الدرداء ”قال رانى رسول الله  
صلى الله عليه وسلم وانا امشى امام ابى بكر قال يا ابا الدرداء اتمشى  
امام من هو خير منك ما طلعت الشمس ولا غربت على احد بعد  
النبيين والمرسلين افضل من ابى بكر قال ومن وجه آخر اتمشى بين  
يدى من هو خير منك فقلت يا رسول الله ابو بكر خير منى قال ومن  
اهل مكة جميعا قلت يا رسول الله ابو بكر خير منى ومن اهل مكة  
جميعا قال ومن اهل المدينة جميعا قلت يا رسول الله ابو بكر خير  
منى ومن اهل الحرمين قال ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد  
النبيين والمرسلين خيرا وافضل من ابى بكر“ (۳) خلاصهً محصل روايات  
يه كه حضرت ابو ورواء رضى الله تعالى عنه كو حضور سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم نے

(۱) كنز العمال، تالیفات اشرفیه، ملتان، ۱۳/۲۲۳ (فی كنز العمال عن ابى الدرداء رضی اللہ عنہ)  
(۲) كنز العمال، كتاب الفهائس، فضائل الشیخین، حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت،  
۱۳/۷ (۳) كنز العمال، كتاب الفهائس، فضل الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حدیث ۳۶۱۰۷،  
دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳/۷ (بالفاظ مختلفه والمعنی واحد)



صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا اور ایک روایت میں ہے تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے آفتاب نے انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابو بکر سے افضل ہو اور ایک میں یوں ہے کیا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے ابو درداء نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں فرمایا اور تمام اہل مکہ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے فرمایا آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر و افضل ہو۔

حدیث ہیجدهم (18) ----- آگے بیاض ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فصل اول: جان نثاری و پروانہ واری صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں:

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے حکمت کاملہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دین متین کی تائید و اعانت اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت کے لئے پیدا کیا اور جنہیں زیادت فضل عطا کرنا منظور ہو ان سے وہ کارہائے خطیر لئے کہ غیر سے نہ بن پڑے کسی کو سیاستِ بلاد و تدبیرِ جہاد و رعایتِ رعایا و نکایتِ اعداء میں وہ سلیقہ کامل بخشا کہ جس کے زور بازو نے قاف تا قاف کفر سے صاف اور

دین میں معمور کر دیا {رعیت} نے خود اس کے سایہ حمایت میں آرام پایا۔۔۔۔۔ اس کے چہرہ کمال کا غازہ جمال ہوا کسی کو تجہیز و تہنہ العسرہ، وقفہ بیر رومہ، زیادت مسجد نبوی، فقرہ کی خبر گیری میں ممتاز کیا اور عطیہ یہیہ ”ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ“ (۱) (۲) صلہ میں دیا کسی کو جہاد ستانی میں کمال بخشا کہ ضاد بد کفار کو قتل کیا، درخبر سپہ بنایا، اسد اللہ الغالب لقب پایا، فضل قضا میں ید طولیٰ ملا، اقصا ہم علی کا تمغلا، کسی کو اصلاح ذات بین ہفتن دمائے فریقین پر مامور کیا، کہ ہزاروں مسلمانوں کی جانیں بچا کر خلعت سیادت لیا

۳۔ ہر کس را بہر کاری ساختند میل او اندر و لش انداختند (۳)

مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریف ترین کار با یعنی سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر جا شاری اور حضور کی شمع جمال پر پروانہ واری سے مخصوص فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہزار سالہ ان کی خدمت یک ساعت کو نہیں پہنچتے یہاں تک کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابو بکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے شب غار ثور کی شب اور روز روز ارتداد عرب اب ہم اپنے اس دعویٰ کو کہ مصائب شدیدہ واہوال مہیفہ میں ابو بکر صدیق ہی نے نصرت و حمایت کو کام کیا اور کسی نے ساتھ نہ دیا اس وجہ سے ثابت کرتے ہیں۔

(۱) ترجمہ: آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں (۲) ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، حدیث ۳۷۲۰، دار الفکر، بیروت، ۳۹۱/۵ (۳) ترجمہ: ہر کوئی اپنے کام کو خوبصورت بناتا ہے کہ لوگ اس طرف مائل ہوں لیکن اس کا (بیرا) کردار اس کی خوبصورتی کو گرا دیتا ہے۔

وجہ اول: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حدیث جامع میں کہ سابق بالاستغاب مروی ہوئی فرماتے ہیں ”یرحمک اللہ یا ابابکر کنت الف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانسہ ومسترجعه وثقته کنت احوطہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس وواسیتہ حین بخلوا وقمت بہ عند المکارہ حین عنہ مقدوا وصحبته فی الشدة“ (۱) اے ابوبکر خدا آپ پر رحمت کرے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور ان کے مونس و مرجع کار معتمد علیہ محافظت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے برابر کوئی نہ تھا آپ نے ان کی تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا اور عنخواری کی جب اوروں نے بخل کیا مکروہات میں ان کی خدمت پر قائم ہوئے جب لوگ انہیں چھوڑ کر بیٹھ رہے اور مصیبتوں میں ان کا ساتھ دیا۔

وجہ دوم: ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا نہایت غلبہ تھا اور وہ سید الغلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا پہنچاتے اس وقت سوا صدیق اکبر کے اور کون سپر ہوتا تھا ہر طرح حضور کی حمایت کرتے جب بوجہ تنہائی و بیکسی و کثرت اعدا کے کچھ قابو نہ چلتا ایسی باتیں کرتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان

(۱) البحر الاذکار المعروف بسمند الہزار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم،

کی طرف متوجہ ہو جاتے آپ ان کی ضرب و ایذا گوارا کرتے اور محبوب پر آنکھ نہ آنے دیتے، عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے اقدس میں نماز پڑھتے میں چادر باندھ کر نہایت زور سے کھینچی ابو بکر نے آکر اس شقی کو دفع کیا اور فرمایا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس امر پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس کھلی نشانیاں اپنے رب سے۔ (۱)

وجہ سوم: کفار نے ایک بار حضور کو یہاں تک ایذا دی کہ غش آ گیا ابو بکر نے کھڑے ہو کر ندا دی خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے کافر آپس میں بولے یہ کون ہے کہا ابو قحافہ کا بیٹا ہے دیوانہ۔ (۲)

وجہ چہارم: مشرکین مسجد میں بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ان کے جھوٹے خداؤں کا برا کہنا ذکر کر رہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے کافر آپ کی طرف آئے اور جب وہ کچھ دریافت کرتے آپ سچ فرماتے پوچھا کیا تم ہمارے خداؤں کو ایسا ایسا نہیں کہتے ارشاد ہوا کیوں نہیں کفار نے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الفہائل، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم "لو كنت متخذاً خليلاً"

حدیث ۳۶۷۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵۲۳/۲

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب خلافت ابی بکر، حدیث ۴۳۲۳،

دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۱/۳

اکبار کی حضور پر حملہ کیا فریادی ابو بکر (کے) پاس آیا کہ اپنے یار کی خبر لو یہ مسجد میں آئے اور حال ملاحظہ کیا فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ لایا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں اپنے رب سے مشرکین حضور کو چھوڑ کر انہیں مارنے لگے جب مکان کو واپس آئے شدت ضرب سے بالوں کا یہ حال تھا کہ جدھر ہاتھ لگایا نہیں ساتھ آگئیں اور وہ کہتے تھے برکت والا ہے تو اے ذوالجلال والا کرام۔ (۱)

وجہ پنجم: وقت چاشت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف فرماتے تھے جب فارغ ہوئے کافروں نے چادر اقدس پکڑ کر کھینچی اور کہا تمہیں ہو جو ہمیں ان چیزوں سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے فرمایا میں ہی ہوں پس ابو بکر حضور کی پیٹھ کو چپٹ گئے اور کہا کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب بتائے اور وہ تو کھلی نشانیاں لایا ہے تمہارے پاس اپنے پروردگار سے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر ہے جھوٹ اس کا اور جو سچا ہے تو تمہیں پہنچے گی بعض وہ چیز جس کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے بے شک خدا راہ نہیں دکھاتا فضول خرچ بڑے جھوٹے کو باواز بلند یہ کہتے جاتے تھے اور آنکھیں بہ رہیں تھیں یہاں تک (کہ) کفار نے حضور کو چھوڑ دیا۔ (۲)

(۱) مسند ابی یعلیٰ موصلی، مسند ابی بکر الصدیق، حدیث ۳۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۴۲

(۲) تاریخ دمشق ابن عساکر، ابو بکر الصدیق، دار الفکر، بیروت، ۳۰/۵۳

وجہ ششم: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو مجھے بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے کہا: آپ، فرمایا: خبردار ہو میں جس کے مقابلہ میں میدان میں آیا اس سے آدھا رہا لیکن مجھے بتاؤ سب آدمیوں سے زیادہ بہادر کون ہے بولے ہمیں نہیں معلوم آپ بتائیے فرمایا ابو بکر بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش نے حضور کو پکڑا تھا اور وہ کہتے جاتے تھے تمہیں ہو جس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا جناب امیر فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی پاس نہ گیا سو ابو بکر کے کہ اسے مارتے تھے اور اس نے۔۔۔ اور کہتے تھے خرابی ہو تمہارے لئے کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے پھر جناب مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر شریف منہ پر رکھ کر اس قدر روئے کہ ریش اقدس تر ہو گئی پھر فرمایا ابو بکر بہتر ہیں یا مومن آل فرعون؟ لوگ چپ ہو رہے فرمایا کیا مجھے جواب نہیں دیتے

---

۱۱۱ مومن آل فرعون وہ صاحب تھے جنہوں نے در پر وہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر ان کی حمایت کی اور کلام اللہ شریف میں ان کا قصہ اور یہ قول (کہ) فرعون و ما فرعون سے کہا تھا نقل فرمایا ﴿اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینت من ربکم﴾ (۱) ﴿۲﴾ (۲) غرض امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی یہ ہے کہ رسول کی حمایت اور کفار سے اس قول کے کہنے میں دونوں شریک تھے مگر ترجیح کسے ہے؟ جب ملاحظہ فرمایا کہ لوگ جواب نہیں دیتے خود تفصیل و ترجیح ابو بکر ارشاد فرمائی۔ منہ

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان: کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے۔

سو خدا کی قسم ابو بکر کی ایک گھڑی مؤمن آل فرعون کی تمام سعی سے بہتر ہے وہ ایک مرد تھا جس نے اپنا ایمان چھپایا اور انہوں نے ظاہر و آشکارا فرمایا۔ (۱)

وجہ ہفتم: جب صرف انتالیس ۳۹ مسلمان تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور یہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے خدا و رسول کی طرف دعوت کی، کافر نہایت ضرب شدید سے پیش آئے پاؤں سے پامال کیا عقبہ بن ربیعہ نے سخت بے ادبیاں کیں، چہرہ کی چوٹ سے ناک منہ پہچانے نہ جاتے تھے لوگوں کو ان کے مرنے میں کچھ شک نہ رہا کپڑے میں لپیٹ کر گھراٹھالائے دن بھر بات منہ سے نہ نکلی آخر نہار میں کلام کیا تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ان کے باپ اور اور اقارب ملامت کرنے لگے اور برا بھلا کہا یعنی اپنا تو یہ حال ہے اور اس وقت میں بھی انہیں کا خیال ہے ان کی ماں سے کہا انہیں کچھ کھلاؤ پلاؤ انہوں نے تنہائی میں نہایت الحاح کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ماں نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہارے یار کا حال نہیں معلوم فرمایا ام جمیل بنت خطاب (کے) پاس جا کر پوچھو، ام الخیر، ام الجمیل (کے) پاس گئیں اور ان سے کہا ابو بکر تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کا حال پوچھتا ہے انہوں نے براہ احتیاط چھپایا اور کہا نہ میں ابو بکر کو پہچانوں نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ، ہاں اگر تم یہ چاہو کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے (کے) پاس چلوں تو میں ایسا کروں، ام خیر

(۱) البحر الزخار، مستطی بن ابی طالب، حدیث ۶۱، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۳/۳

نے کہا ہاں ام جمیل آئیں، صدیق اکبر کو دیکھا۔۔۔ پڑے ہوئے ہیں، ام جمیل نے  
 نزدیک جا کر آواز بلند کی اور کہا یہ لوگ تم سے اس طرح پیش آئے اہل فسق ہیں مجھے  
 امید ہے کہ خدا تمہارا بدلہ ان سے لے، ان کا تو وہی کلام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا کیا حال ہے، ام جمیل نے کہا تمہاری ماں سن رہی ہے وہ اس وقت تک ایمان نہ  
 لائی تھیں خوف ہوا مبادا مشہور کر دیں، صدیق اکبر نے فرمایا ان کی طرف سے کچھ  
 خیال نہ کرو، کہا صحیح و سالم ہیں، کہا کہاں تشریف رکھتے ہیں، کہا دارالاقم میں، کہا میں  
 نے قسم کھائی ہے جب تک حضور کو نہ دیکھ لوں گا کچھ نہ کھاؤں پیوں گا، بالآخر جب  
 رات کو سب سو رہے اور پچھل موقوف ہوئی، اپنی والدہ اور ام جمیل پر تکیہ لگا کر محبوب کی  
 خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے اور بوسہ دینے  
 لگے اور صحابہ بے تاب ہو کر ان پر گر پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے  
 لئے نہایت رقت فرمائی، ابو بکر نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان میرے  
 ساتھ جو کیا کیا مجھے اس کا کچھ غم نہیں یعنی جب حضور کو سلامت پایا تو اپنے مصائب کی  
 فکر کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔ (۱)

وجہ ہشتم: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: روز بدر ہم  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش تیار کیا تھا پھر آپس میں کہا ایسا ہم  
 میں کون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور کی محافظت کرے

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۷۳۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵/۲۷۳



تا کہ) کوئی شرک آپ کو ضرر نہ پہنچائے سو خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا سوا ابو بکر کے کہ شمشیر برہنہ کے حضور کے پاس کھڑے تھے اور مشرکین سے جو کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا اسے دفع کرتے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ملائکہ نے ابو بکر صدیق کے اس فضل پر مہابات کئے اور آپس میں کہا نہیں دیکھتے ابو بکر صدیق کو عرش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ (۱)

وجہ پنجم: جب شب ہجرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار سے پوشیدہ شب کو برآمد ہونے ابو بکر ہمراہ تھے کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر یہ کیا کرتے ہو، عرض کیا: یا رسول اللہ جب یہ خیال آتا ہے مہاد اکوئی کہیں میں بیٹھا ہوتا حضور کے آگے چلتا ہوں جب یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید لوگ پیچھے آتے ہوں تو پاس پشت اور کبھی دہنے کبھی بائیں، کافروں کی جانب سے مجھے حضور پر اطمینان نہیں پس شب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹوں کے مل راہ چلے یعنی کہ نشان قدم سے سراغ نہ لگے یہاں تک کہ پائے اقدس درم کر گئے جب صدیق اکبر نے یہ کیفیت دیکھی حضور کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے دوڑے یہاں تک کہ غار ثور تک آئے پھر حضور کو اتار کر عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے

(۱) ۱ کبر الاحوال، بیانات اشرفیہ، ج ۱، ص ۲۳۵/۱۲

۲ حیرت علیہ، ص ۱۱۰، المعرفہ، بیروت، ۱۳۶۶/۲

۳ تاریخ المعرفہ، ج ۱، ص ۱۱۰، بیروت، ۱۳۶۶/۲

ساتھ بھیجا حضور غار میں تشریف نہ لے جائیں جب تک میں نہ جاؤں کہ اگر اس میں  
 کوئی چیز ہو تو پہلے میری ہی جان پر آئے جب غار میں گئے وہاں کچھ نہ دیکھا حضور کو  
 اٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں سوراخ تھا جس میں سانپ اور اڑدھے تھے دلہ ادوہ  
 جاناں کو خوف ہوا مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر محبوب کو ایذا پہنچائے اپنا پاؤں  
 سوراخ میں رکھ دیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ کر آرام  
 فرمایا ادھر سانپوں اور اڑدھوں نے کاشا اور سر مارنا شروع کیا صدیق اکبر نے اس  
 خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے مطلق حرکت نہ کی یہاں تک  
 کہ آنسو ان کے شبنم وار گلستان اصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑے  
 حضور کی آنکھ کھل گئی ارشاد ہوا اے ابو بکر کیا ہے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا  
 ہوں مجھے سانپ نے کانا حضور نے لعاب وہن اقدس لگا دیا تکلیف زائل ہوئی آخر عمر  
 میں اس نے عود کیا اور سوپ شہادت ہوا، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت  
 میں ہے شب غار صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے مجھے جانے دیجئے کہ اگر  
 سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو پہلے مجھے پہنچے فرمایا جاؤ پس گئے اور بہ سبب تاریکی غار کے  
 اپنے ہاتھوں سے تلاش کرنے لگے جہاں کہیں سوراخ پایا اپنے کپڑے پھاڑ کر اس میں  
 رکھ دئے یہاں تک کہ تمام کپڑے سوراخوں میں بھر دئے ایک سوراخ باقی رہ گیا اس  
 پر اپنی ایزی رکھ دی اور حضور سے عرض کیا تشریف لائیے پس جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کپڑے تمہارے کہاں ہیں اے ابو بکر انہوں نے جو کیا تھا سماع اقدس  
 تک پہنچایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر جناب باری (میں)  
 دعا کی، الہی ابو بکر کو قیامت کے دن میرے جنت کے درجے میں میرے ساتھ رکھو حضور

کو وحی آئی کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ (۱) مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں "ان اللہ ذم الناس کلہم ومدح ابا بکر فقال ﴿۱﴾ لا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذا خرجہ الذین کفروا اثنی اثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ﴿۲﴾" (۳) یعنی اللہ جل جلالہ (نے) سب لوگوں کی مذمت فرمائی اور ابو بکر کی مدح و ستائش، کہ فرماتا ہے الا تنصروہ الآیۃ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے اس کی مدد کی جب اسے نکال دیا کافروں نے، دوسرا ان دو کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے بارے کہتا تھا غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وجہ دہم: جب غار سے نکلے دن رات جاگتے گذرا یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا صدیق نے تلاش سایہ میں نظر دوڑائی ایک چٹان (پر) نظر پڑی اس کی طرف گئے دیکھا کچھ سایہ باقی ہے وہاں زمین کو صاف و ہموار کر کے حضور کیلئے بچھونا بچھا دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آرام فرمائیے حضور نے استراحت فرمائی یہ کفار کو دیکھنے نکلے کہ مبادا آنے پہنچے ہوں اسی اثنا میں ایک چرواہے (کے) پاس بکریاں دیکھیں تھن صاف کرا کے دودھ دھوایا پھر اس میں پانی ملایا کے نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور جاگ چکے تھے عرض کیا نوش فرمائیے، صدیق اکبر فرماتے ہیں

(۱) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۸۰/۳۰

(۲) پ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۳۰

(۳) تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۲۹۱/۳۰

حضور نے یہاں تک پیا کہ میرا جی خوش ہو گیا پھر کوچ کیا کفار درپے تھے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے قریب حضور کے پہنچ گئے کہ نیزہ دو نیزہ یا تین نیزہ کا فرق رہ گیا صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ دوڑنے ہمیں پکڑ لیا فرمایا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے جب سراقہ اور قریب ہو گئے کہ ان کا گھوڑا ہی بیچ میں فاصل تھا صدیق نے پھر وہی کلمہ عرض کیا اور رونے لگے حضور نے ارشاد فرمایا کیوں روتے ہو عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی جان کے لئے نہیں روتا لیکن حضور کے غم سے روتا ہوں۔ (۱)

الغرض ہر وقت و ہر حال میں اس یا رفاغار نے حق جانثاری کما بینغی ادا کیا اور نہایت سخت سخت مصیبتوں میں اور بیکسی اور تنہائی کے وقتوں میں حضور کا ساتھ دیا اور یہ سب مضامین احادیث معتبرہ سے ثابت ہیں۔

فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن عروۃ من الزبیر  
 ”قال سألت عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من اشد ما  
 صنع المشرکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عقبۃ بن  
 ابی معیط جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یصلی فوضع رداہ  
 فی عنقہ فخنقہ بہ خنقا شديدا فجاء ابو بکر حتی دفعہ عنہ فقال

(۱) صحیح ابن حبان، کتاب تاریخ، فصل فی ہجرت علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفیٰ واصحابہ الخ، حدیث ۶۲۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶۳/۸

اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم  
 (۱)“(۲)

الحاكم عن انس بن مالك رضى الله عنه ”قال لقد  
 ضربوا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى غشى عليه فقام ابو بكر  
 فجعل ينادى ويقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله قالوا من  
 هذا قالوا هذا ابن ابى قحافة المجنون (۳)“(۴)

ابو عمرو فى الاستيعاب عن اسماء بنت ابى بكر  
 رضى الله عنهما ”انهم قالوا لها ما اشد ما رأيت المشركين بلغوا  
 من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان المشركون قعودا فى  
 المسجد فتذاكروا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يقول فى  
 الهتهم فيناهم كذاك اذ دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 المسجد فقاموا اليه وكان اذا سألوه عن شئى صدقهم فقالوا الست

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 242 وجہ دوم میں گزر گیا ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الفقہائل، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو كنت متخذاً خلیلاً، حدیث  
 ۳۶۷۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۵۲۳

(۳) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 243 وجہ سوم میں گزر گیا ہے۔

(۴) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب خلافتہ ابی بکر، حدیث ۳۳۲۳،  
 دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۱/۳

فی الہتنا کذا و کذا قال بلی فثبوا بہ باجمعہم فاتى الصریخ الی ابی بکر فقیل لہ ادرك صاحبک فخرج ابو بکر حتی دخل المسجد فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مجتمعون علیہ فقال ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم قالت فلهوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونہ قالت فرجع الینا لا یمس شیئا من غدائره الا جاء معہ وهو یقول تبارکت یا ذوالجلال والاکرام (۱)“ (۲)

وروی عن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ ” قال

ما تنوول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشئ کان اشد من ان طاف بالبيت ضحی فلقوه حين فرغ فاخذوا بمجامع رداہ وقالو انت الذی تنہانا عما کان یعبد آباؤنا قال انا ذاک فقام ابو بکر فالتزمہ من ورائہ ثم قال ﴿ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جائکم بالبینات من ربکم ط ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ ج وان یک صادقا یصیکم بعض الذی یعدکم ط ان اللہ لا یهدی من ہو مسرف کذاب ﴿ رافعا صوتہ بذالک وعیناہ تسیحان حتی ارسلوہ (۳)“ (۴)

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 243 وجہ چہارم میں گذر گیا ہے۔

(۲) مسند ابی یعلیٰ موسلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث ۴۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۴۲/۱

(۳) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 245 وجہ پنجم میں گذر گیا ہے۔ (حاشیہ جاری ہے)

واخرج البزار فى مسنده عن على رضى الله عنه

انه قال اخبرونى من اشجع قالو انت قال اما انى ما بارزت احد الا  
انتصفت منه ولكن اخبرونى باشجع الناس قالو لا نعلم فمن قال ابو  
بكر انه لما كان يوم بدر جعلنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم  
عريشا فقلنا من يكون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لثلا هوى  
اليه احد من المشركين فوالله ما وفا منا احد الا ابو بكر شاهدا  
بالسيف على راس رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يهوى اليه احد  
الا هوى اليه فهذا اشجع الناس قال على ولقد رأيت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم واخذ به قريش فهذا يجوء ه وهذا يتلقاه وهم يقولون  
انت الذى جعلت الآلهة الها واحدا قال فوالله ما وفا منا احد الا ابو  
بكر يضرب هذا ويجوء هذا ويتلقا هذا وهو يقول ويلكم اتقتلون  
رجلا ان يقول ربى الله ثم رفع على بردة كانت عليه فبكى حتى  
اخضلت الحية ثم قال امؤمن ال فرعون خير ام ابو بكر فسكت  
القوم فقال الا تجيبوا نى فوالله لساعة ابى بكر خير من مثل ال فرعون  
ذلك رجل كتم ايمانه وهذا رجلا اعلن ايمانه (۱)“ (۲)

(بجملے صفحہ کا حاشیہ) (۳) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوبکر الصديق، دار الفکر، بیروت، ۵۳/۳۰

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 245 پر ششم میں گذر گیا ہے۔

(۲) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۶۱، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۱۳/۳

## فى رياض النضرة "عن عائشة رضى الله تعالى عنها

قالت لما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا تسعة وثلثين رجلا الح ابو بكر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الظهور فقال يا ابا بكر انا قليل فلم يزل يلح على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وتفرق المسلمون فى نواحي المسجد وقام ابو بكر فى الناس خطيبا و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس وكان اول خطيب دعا الى الله عز وجل والى رسوله صلى الله عليه وسلم وثار المشركون على ابي بكر وعلى المسلمين فضربوهم فى نواحي المسجد ضربا شديدا ووطى ابو بكر وضرب ضرا شديدا ودنا منه الفاسق عتبة بن ربيعة فجعل يضربه بغلين مخصوفتين ويخرقهما بوجهه واثر ذلك حتى ما يعرف انفه من وجهه وجاءت بنو تميم فدخلوا المسجد وقالوا والله لئن مات ابو بكر لتقتلن عتبة ورجعوا الى ابي بكر فجعل ابو قحافة وبنو تميم يتكلمون ابا بكر حتى اجابهم فتكلم آخر النهار ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوه بالسنتهم وعدلوه ثم قاموا وقالوا لام الخير بنت صخر انظري ان تطعميه شيئا او تسقيه اياه فلما خلعت به والحت جعل يقول ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت والله ما لى علم لصاحبك فقال اذهبي الى ام جميل



بنت الخطاب فاسأليها عنه فخرجت حتى جاءت ام جميل فقالت ان  
 ابا بكر ليسالك عن محمد صلى الله عليه وسلم بن عبد الله قالت  
 ما عرف ابا بكر ولا محمد صلى الله عليه وسلم بن عبد الله وان  
 تجي ان امضى معك الى ابنك فعلت قالت نعم فمضت معها حتى  
 وجدت ابا بكر صريعاً دفناً فدفنت منه ام جميل واعلنت با لصباح  
 وقالت ان قوما نالوا منك هذا لاهل الفسق وانى لارجوا ان ينتقم الله  
 لك قال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه امك  
 تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال فاين هو قالت  
 فى دار الارقم قال فان لله على اليتيم ان لا اذوق طعاما ولا شرابا او  
 اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فامهلتا حتى اذا هدأت الرجل  
 وسكن الناس خرجتها به يتكى عليهما حتى ادخلناه على النبي صلى  
 الله عليه وسلم قالت فانكب عليه فقبله وانكب عليه المسلمون وورق  
 له رسول الله صلى الله عليه وسلم رقة شديدة فقال ابو بكر بابى انت  
 وامى ليس فى مانال الفاسق من وجهى هذه امى برة بوالديها وانت  
 مبارك فادعها الى الله تعالى وادع الله عزوجل لها عسى ان  
 يستغفها بك من النار فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 فاسلمت فاقاموا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا وهم  
 تسعة وثلاثون رجلا وكان اسلام حمزة يوم ضرب

ابو بکر (۱)“ (۲)

البزار عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (یہاں بیاض ہے)

ابن عساکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ” قال  
تباشرت الملائکۃ یوم البدر فقالوا اما ترون ان ابا بکر الصدیق مع  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العریش (۳)“ (۴)

عن حلبۃ بن محسن قال قلت لعمر بن الخطاب انت  
خیر من ابی بکر فبکی وقال واللہ لیلته من ابی بکر ویوم خیر من  
عمر عمر هل لک ان احدثک عن لیلته ویومہ قال قلت نعم یا امیر  
المؤمنین قال اما لیلته (۵) فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 246 تا 247 وجہ ہفتم میں گذر گیا ہے۔

(۲) الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، الباب الاول، ذکر اسلام امہ الخیر، دار الکتب العلمیہ،  
بیروت، الجزء ۱، ص ۷۵ (۳) اس حدیث کا ترجمہ صفحہ 247 پر وجہ ہفتم میں گذر گیا۔

(۴) تاریخ نجد یندیشق لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۰/۹۶

(۵) ترجمہ: حلب بن محسن سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ”میں نے عمر بن خطاب سے عرض کی  
کہ آپ ابو بکر سے بہتر ہیں (یہ سننا تھا کہ) وہ روپڑے، اور ارشاد فرمایا اللہ کی قسم ابو بکر کی ایک دن  
اور ایک رات عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے، کیا تجھے یہ پسند ہے کہ ان کی اس رات اور دن کے  
بارے میں میں تجھ سے گفتگو کروں، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی: جی ہاں اے امیر المؤمنین،  
ارشاد فرمایا: بہر حال ابو بکر کی رات (باقی کا ترجمہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے وجہ نہم میں کیا ہے)

هاربا من اهل مكة خرج ليلا فتبعه ابو بكر فجعل يمشى مرة امامه و  
 مرة خلفه ومرة عن يمينه ومرة عن يساره فقال له رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم ما هذا يا ابا بكر من فعلك قال يا رسول الله اذكر الرصد  
 فاكون امامك واذكر الطلب فاكون خلفك ومرة عن يمينك و  
 مرة عن يسارك لا امن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم ليلة على اطراف اصابعه حتى حفيت رجله فلما رآها ابو بكر  
 رضى الله تعالى عنه انها قد حفيت حملة على كاهله جعل يشتد به  
 حتى اتى به فم الغار فانزله ثم قال له والذى بعثك بالحق لا تدخله  
 حتى ادخله فان كان فيه شئ نزل بى قبلك فدخل فلم يرى شيا  
 فحملة فادخله وكان فى الغار فرق فيه حيات وافاعي فخشى ابو بكر  
 ان يخرج منه شئ فيؤذى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقمته  
 قدمه فجعل يضر به وتلسمه الحيات والافاعي وجعلت دموعه  
 تسحدر رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا ابا بكر ﴿ لا تحزن  
 ان الله معنا فانزل الله سكينته ﴾ الاطمانية لابي بكر فهذه ليلة “  
 الحديث (١)

وروى رزين عن امير المؤمنين رضى الله تعالى

(١) تاريخ مدينة دمشق لابن عساکر، الرقم ١٠٣٣٩٨، ابو بكر الصديق، دار الفكر، بيروت ١٤٠٠/٣٠٠

عنه قريبا من ذلك" وقال فيه ثم قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ادخل فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع راسه في حجره ونام فلدغ ابو بكر في رجله من الحجر ولم يتحرك مخافة ان ينتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك يا ابا بكر قال لدغت فداك ابي وامى فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهاب ما يجد ثم انتفض عليه وكان سب موته (۱) (۲)

عن انس بن مالك" قال لما كانت ليلة الغار قال ابو بكر يا رسول الله دعنى فلا دخل قبلك فان كانت حية او شنى كانت بى قبلك قال ادخل فدخل ابو بكر فجعل يلمس بيديه فكلما رأى حجرا قال بثوبه فشق ثم القمه الحجر حتى فعل ذلك بثوبه اجمع وبقي حجر فوضع عليه عقبه وقال ادخل فلما اصبح قال له النبي صلى الله عليه وسلم فاين ثوبك يا ابا بكر فاخبره بالذى صنع فرفع النبي صلى الله عليه وسلم بيديه فقال اللهم اجعل ابا بكر معى فى

(۱) اس حدیث کا ترجمہ صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹ میں گذر گیا ہے۔

(۲) مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش، باب مناقب ابی بکر الصديق.

حدیث ۶۰۳۳، دار الفکر، بیروت، ۳/۳۳۸

درجتي يوم القيامة فإوحى الله اليه ان استجاب الله لك(۲)“ (۲)

البخارى والمسلم ”عن البراء بن عازب في حديث

طويل قال فيه فقال ابو بكر خرجنا فادلجنا فاحيينا يومنا وليلتنا حتى  
 اظهرنا وقام قائم الظهيرة وضربت ببصرى هل ارى ظلاً فادى اليه  
 فاذا انا بصخرة فاهويت اليها فاذا بقية ظلها فسويته لرسول الله صلى  
 الله عليه وسلم وفرشت له فروة وقلت اضطجع يا رسول الله  
 فاضطجع ثم خرجت انظر هل ارى احداً من الطلب فاذا انا براعى غنم  
 فقلت لمن انت يا غلام فقال لرجل من قريش فسماه فعرفته فقلت هل  
 فى غنمك من لبن قال نعم قلت وهل انت حالب بى قال نعم قال  
 فامرته فاعتقل شاة منها ثم امرته فتقضضرها فحلب مكثبة ثم صببت  
 الماء على القدح حتى برد اسفله ثم اتيت رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فوافيته قد استيقظ فقلت اشرب يا رسول الله فشرب حتى  
 رضيت ثم قلت الم يأن للرحيل فارتحلنا والقوم يطلبون فلم يدركنا  
 منهم الا سراقة بيننا وبينه قدر را مح او رمحين او ثلاثة قلت يا رسول  
 الله هذء الطلب قد لحقنا فقال لا تحزن ان الله معنا حتى اذا

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ 248 و 249 میں گنڈا گیا ہے۔

(۲) صحیح الاولیاء و ذکر الصحابة من المهاجرین و ذکر ابی بکر صدیق و حدیث ائمه و دار الکتب العلمیہ

دنی فکان بیننا و بینہ فرس له فقلت یا رسول اللہ هذا الطلب  
 قد لحقنا و بکیت قال لم تبکی قال قلت اما واللہ لا ابکی علی نفسی  
 و لکن ابکی علیک فدعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“  
 (۱) الحدیث۔ (۲)

جبکہ تعداد و جوہ و سرد احادیث سے فراغت پائی تو اب وقت وہ آیا کہ عنانِ قلم  
 اتمامِ تقریب (کی) طرف پھیری جائے۔

فاقول و باللہ التوفیق ہر مسلمان بلکہ ہر عاقل کو جس طرح و جوہ وجود  
 توحید الہی کا اذعان تام حاصل ہے ویسا ہی اس امر پر یقین کامل ہے کہ کارخانہ تقدیر  
 ازلی ایک بڑے حکیم جلیل الحکمۃ کی صنعت ہے جس کے سراپردہ اتقان و متانت کے  
 گرد فضول و لالیعی کو ہرگز بار نہیں جو کام کرتے ہیں عین حکمت ہوتا ہے اور جو تقدیر  
 فرماتے ہیں سراپا مصلحت ﴿صنع اللہ الذی اتقن کل شئی﴾ (۳) ﴿﴾ (۴)  
 مالک مختار ہیں مگر کبھی تفضیل مفضل، تزییح مر جوح روا نہیں رکھتے اور جس کام کی  
 غایت اصلاح منظور ہوتی ہے ہرگز غیر الیق کے ہاتھ میں نہیں دیتے ہاں جس معاملہ کو

(۱) اس حدیث کا ترجمہ پیچھے صفحہ ۲۵۰ و ۲۵۱ میں گذر گیا ہے۔

(۲) صحیح ابن حبان، کتاب التاريخ، فصل فی ہجرۃ علیہ السلام، ذکر وصف قدوم المصطفیٰ واصحابہ الخ،

حدیث ۶۲۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۸/۶۳

(۳) ترجمہ کنز الایمان: یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز۔

(۴) پ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۸۸

خراب و تباہ کرنا چاہتے ہیں اس کا ولی امر ایسے ہی لوگوں کو کرتے ہیں جو شریر مفسد ہوں  
 ورنہ صالحین سے سوا اصلاح کے کچھ نہیں ہوتا آیت کریمہ میں ﴿حتی نؤتی مثل ما  
 اوتی رسل اللہ ؑ اللہ اعلم حیث یجعل رسلہ﴾ (۱) ﴿(۲)

اور کریمہ ﴿انزل علیہ الذکر من بیننا﴾ (۳) ﴿(۴)﴾ الیس اللہ  
 باعلم بالشکرین ﴿(۵)﴾ (۶) اور احادیث میں ”یابى الله والمؤمنون الا  
 ابا بكر (۷)“ (۸) اور قول امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”ان یعلم اللہ  
 فیکم خیرا یول علیکم خیار کم (۹)“ (۱۰)

اور واقعات میں خلافتِ خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صورت

(۱) ترجمہ کنز الایمان: جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا

ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (۲) پ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۳

(۳) ترجمہ کنز الایمان: کیا ان پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے۔

(۴) پ ۲۳، سورہ ص، آیت ۸

(۵) کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

(۶) پ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۳

(۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور مؤمنین ابو بکر کے سوا کا انکار فرماتے ہیں۔

(۸) المسند رک علیٰ الحسنین للحاکم، حدیث ۶۰۱۶، دار المعرفۃ، بیروت، ۶۰۱/۳

(۹) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں خیر جانتا ہے لہذا تم پر تم میں سے بہتر کو خلیفہ بنائے گا۔

(۱۰) المسند رک علیٰ الحسنین للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر خلافت النبوۃ ثلاثون سنیۃ،

حدیث ۵۲، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۳/۳

اولی اور کریمہ ﴿اذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق  
عليها القول فدمرناها تدميرا﴾ (۱) ﴿(۲) اور حدیث "اذا وسد الامر الى  
غير اهله فانتظروا الساعة" (۳) (۴)

و دیگر احادیث اشراط ساعت و قرب قیامت از اول و سبہا کے ریاست اور  
واقعہ امارت باطلہ یزید پلید و متجربہ مروانیاں صورت ثانیہ پر شاہد عادل ہے، اب خرد  
خوردہ بین و عقل نکتہ چین اس نکتہ کے ملاحظہ اور وجوہ و احادیث مذکورہ کے مطالعہ کے  
بعد مضطرانہ غور و تأمل کرتی ہے کہ درحقیقت حافظ و ناصر اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

---

﴿قوله امرنا مترفيها اي كثرناهم وجعلناهم ولاة لا امر قاله ابن مسعود  
رضي الله تعالى عنه ۱۲ مله﴾

---

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور جب ہم کسی بہتی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوش حالوں پر احکام  
بھیجتے ہیں، پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے، تو ہم اسے تباہ کر کے  
برباد کر دیتے ہیں۔

(۲) پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۶

(۳) ترجمہ: جب معاملہ غیر اہل کے ہاتھ میں ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما فهو مشغول فی حدیثہ، حدیث

۵۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۷

(۵) ترجمہ: ہم ان کو کثرت سے نعمتیں دیتے ہیں اور ان کو معاملہ کا والی بناتے ہیں یہ قول ابن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔



والتسلیم کا حضرت حق ہے جل مجدہ و عز جدہ عالم اسباب میں کہ یہ کام دوسرے کے متعلق کریں دست تقدیر حکمت جلیلہ کے مطابق اسے اپنا جارحہ فعل واکہ تصرف بناتا ہے فیض ازلی نے جو داعیہ نصرت و حمایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل صدیق میں ڈالا اور مصائب ہائلہ و شدائدِ عالمہ میں انہیں بالتخصیص جارحہ اپنی حفظ و کفالت کا فرمایا آیا یہ داعیہ ڈالنا اور جارحہ بنانا محض جزافاً بے ملاحظہ استعداد و لیاقت (تھا) یا بالقصد اس کام کے لئے اسے چنا جو اس کی قابلیت اور نیابتِ حفظ الہی کی صلاحیت نہ رکھتا تھا یا دوسرا شخص ان سے لائق و انسب جو ان سے بہتر اس کام کو انجام دیتا موجود تھا اسے چھوڑ کر ان کے سپرد کیا یا جب تک علم الہی نے صدیق اکبر کو سب سے زیادہ اس نیابت و آیت کے قابل اور سب سے بڑھ کر رسول کا انیس و دمساز و محرم راز و عاشق جاننا نہ۔۔۔ تھا ازل الازل میں اس کا رخطیر کے واسطے مخصوص نہ کیا تھا یا للمصنفین نجار جس کام کو باسلوب خوب انجام دینا چاہتا ہے سب تیشوں سے عمدہ تیشہ پسند کرتا ہے اور مبارز جب میدانِ قتال میں جو لان کرتا ہے حتی الوسع شمشیر بے نظیر قبضہ میں لیتا ہے پھر حکمتِ الہی تو حکمتِ الہی ہے لیس مکنشینی و هو السميع العليم اب وجدانِ سلیم کی طرف مراجعت ضرور ہے کہ ایسے کام کی لیاقت میں کیا کیا درکار ہیں۔

اولاً: محبت ناصر کے صفات و اخلاق نفسانیہ محبوب منصور کے عادات و اوصاف سے غایت تخبہ و مماثلت بلکہ کمال اتحاد و یک رنگی پر واقع ہوں اُس کی رضا اس کی رضا ہو اور جو اُسے ناپسند ہو اُسے مکروہ تاکہ محبوب اس سے مانوس و مالوف ہو اور وابستگی

تام پیدا کرے اور یہ بوجہ اسی اتحاد و یکجہتی کے ہر کام میں اس کی مرضی (کے) مطابق چلے ورنہ مخالف مزاج سہیل تافر سے بنیان تناصر کو ازہم ریختہ کر دیتا ہے۔

ثانیاً: محبوب کو اس پر وثوق و اعتماد تام حاصل ہو اور سب کاموں میں اسے اپنا مرجع بنائے پر وہ تکلف درمیان سے بالکل اٹھ جائے ورنہ ایک ہاتھ سے تالی بچنا معلوم۔

ثالثاً: آتشِ محبت سیزہ محبت میں اس درجہ مشتعل ہو کہ ماوراس کانیا منسیاً اور اس کی ادنیٰ تکلیف پر اپنی جان دے دینا بطوع و رغبت گوارا ہو ورنہ جان نثاری سے معذور ہے اور آکہ حفظ الہ ہوتا بہت دور۔

رابعاً: اسے صبر تام عطا فرمائیں کہ اہوال و شدائد اس کے زمام استقلال کو ہاتھ سے نہ لے جائیں۔

خامساً: شجاعت و ہمت و جرأت و سخاوت الی غیر ذلک من الامور التي لا يخفى على اللبيب (۱) پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ ابو بکر صدیق اللہ کے نزدیک چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپر ہونے کے لئے سب سے زیادہ لائق تھے، اور حضور کی نمکساری و رازداری و اخلاقِ نفسانیہ میں عاداتِ کریمہ سے یک رنگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی شیفتگی میں کوئی ان کا مماثل نہ تھا اور جو انس و میلان حضور کو ان سے تھا کسی سے نہ تھا اور جو اطمینان و وثوق ان پر تھا کسی پر نہ تھا

(۱) ترجمہ: اس کے علاوہ اور چیزیں جو عقل مند پر مخفی نہیں۔

یسا لیت شعری (۱) کیا ایسا شخص افضل امت اور قرب الہی میں سب پر فائق اور جنات عدن میں سب کا سردار نہ ہو گا یا جو لوگ تفصیل صدیق میں مرتاب اور اذعان حق سے مرتاب ہیں مضامین اس فصل کے غیر صدیق کے لئے بھی ثابت کر دکھائیں گے وان ذلک لا یتاسی لهم بحمد اللہ هذا ما الہمنی ربی ان ربی لذو فضل عظیم (۲) کلام طویل ہے اور فرصت قلیل و قصر اور مزاج سامعان کے ناز دامن گیر ورنہ ہم اس دلیل کو چند تقریبات میں بیان کرتے و فیما ذکرنا کفایۃ لاولی النهی۔ (۳)

**فصل:** در بار نبوت میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جاہ و ثروت میں قرآن عظیم و وحی حکیم باعلیٰ نداء منادی کہ معاملہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین معاملہ الہی ہے، اطاعت اس جناب کی اطاعت ربانی اور عیاذاً باللہ نافرمانی ان کی خدا کی نافرمانی جو ان کا محبوب و مقبول ہے اللہ کا محبوب و مقبول اور جو ان کا مخدول و مقہور ہے اللہ کا مقہور و مخدول، جسے جس قدر قرب ان سے حاصل اسی قدر حضرت حق سے واصل، اور جتنا ان سے دور اتنا ہی رحمت الہی سے مجبور اور اس معنی کا انکار نہ کرے گا مگر دشمن اسلام، اب حجاب تعصب نگاہ بصیرت سے اٹھا کر غور کرنا

(۱) ترجمہ: کاش مجھے علم ہوتا۔

(۲) ترجمہ: اور بحمد اللہ وہ ایسے مضامین نہیں لائیں گے، یہ میرے رب نے مجھ پر ظاہر کیا ہے، بے شک میرا رب عظیم فضل والا ہے۔

(۳) ترجمہ: جو ہم نے ذکر کیا وہ عقل والوں کے لئے کافی ہے۔

چاہئے کہ آیا دربارِ دربارِ نبوت میں جو قرب و وجاہت حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاصل ہے دوسرا بھی اس میں شرکت رکھتا ہے؟ جس قدر نگاہِ غامض کی جائے گی اسی قدر جاہ و منزلتِ شیخین سب سے بلند و بالا نظر آئے گی اب ہم اس مضمون کو تمیں وجہ سے ثابت کرتے ہیں جن سے حجتِ الہی قائم ہو جائے اور مخالف و موافق کو جائے تردید و انکار باقی نہ رہے فیقول وباللہ التوفیق۔

• **وجہ اول:** مہاجرین و انصار و اصحابِ سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس ملائک و انس میں کوئی حضور والا کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکتا سوا ابو بکر و عمر کے کہ یہ حضور کو دیکھتے اور حضور انہیں، الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المہاجرین و الانصار و ہم جلوس و فیہ ابو بکر و عمر فلا یرفع الیہا حد منہم بصرہ الا ابو بکر و عمر فانہما کانا ینظران الیہ و ینظر الیہما و یتبسمان الیہ و یتبسم الیہما (۱)۔ (۲)

**وجہ ثانی:** سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر تبسم فرماتے اور یہ حضور والا کو دیکھ کر مسکراتے اور یہ معنی غایتِ ملاطفت و نہایتِ وجاہت سے منجر اور حضرات

(۱) اس حدیث کا کچھ ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر، حدیث ۶۸۸، دار الفکر،

شیخین سے مخصوص کما فی الحدیث المذکور۔

وجہ تالوث: عموماً مہاجرین اپنے نام سے پکارے جاتے اور صحابہ کرام سب کا نام لیتے عمر نے فرمایا عثمان نے کہا علی نے کہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر صدیق کہ یہ کنیت و لقب سے ذکر کئے جاتے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ان کو یاد فرماتے اور یہ بات فقیر نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ وہ ان وقائع کے مشاہد اور ان کے وجوہ و اسباب پر مطلع تھے فضل صحابہ میں حضرت ابو الہیثم بن التیہان کا شعر گزرا۔ ف و سمیت صدیقا الخ کہتے ہیں ہر صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کوئی اس پر انکار نہیں کرتا سوا تمہارے کہ تمہیں صدیق کہا جاتا ہے۔

وجہ رابع: اصحاب کرام خدمت رسالت میں حلقہ باندھ کے بیٹھتے کہ مجلس اقدس مثل نگن کے ہو جاتی اور ابو بکر صدیق اگر حاضر نہ ہوتے (تو) جگہ ان کی خالی رہتی اور کوئی اس میں طمع نہ کرتا جب آتے اپنی جگہ بیٹھ جاتے حضور والا ان کی طرف منہ فرماتے اور اپنی باتوں کا مخاطب انہیں ٹھہراتے اور لوگ سامع ہوتے۔

فقیر میگوید ف گر زمرغان خوش الحان ہمہ پر گشت چمن

جای بلبل بکنار گل خنداں سبز است (۱)

(۱) فقیر کہتا ہے اگرچہ ہر قسم کے خوش الحان پرندوں سے چمنستان بھرا ہے لیکن پھول کے کنارے بلبل کی جگہ سبز و شاداب یعنی خالی ہے۔

”اخرج ابن عساكر عن مجمع الانصارى عن ابيه قال ان كانت حلقة رسول الله صلى الله عليه وسلم لتشتبك حتى تصير كالاسوار وان مجلس ابى بكر منها لفاغ ما يطمع فيه احد من الناس فاذا جاء ابوبكر جلس ذلك المجلس واقبل عليه النبي صلى الله عليه وسلم بوجهه والقي اليه حديثه ويسمع الناس“ (۱) (۲)

وجہ خامس: حضرت والا نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ مداح رسول ہیں اور مویذ بروح القدس مارشاد فرمایا ”قلت فی ابی بکر شیئا قل حتی اسمع“ تم نے ابو بکر کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے پڑھو کہ ہم میں حسان نے یہ اشعار عرض کئے۔

وثانی اثین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صاعدا الجبلا  
وكان حب رسول الله قد علموا من الخلائق لم يعدل به بدلا (۳)  
حضور نے یہاں تک خندہ فرمایا کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہو گئے اور ارشاد ہوا اے حسان تم

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، دار الفکر، بیروت، ۲/۳۹۳

(۳) ترجمہ: بلند غار میں دو میں سے دوسرا اور جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو دشمن اس کے ارد گرد پھر رہے تھے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ تمام مخلوق جانتی ہے کہ ان کے برابر کوئی نہیں۔

نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں رواہ ابن سعد عن الزہری والحاکم عن حبیب  
بن ابی حبیب وقد مر فی فصل الاحادیث۔ (۱) (۲)

اقول: پُر ظاہر کہ خود مدح صدیق کی فرمائش کرنا اور بر غبت تمام استماع  
پھر اس پر خندہ سرور فرمانا غلیبہ محبت و نہایت مرتبت کی دلیل ہے کہ غیر صدیق کے  
لئے ثابت نہیں۔

وجہ سادس: ایک روز مجلس مقدس میں صدیق حاضر نہ تھے حضور نے ان  
کے آنے کی ان الفاظ سے خبر دی کہ اس وقت وہ آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد  
اس کا مثل نہ بنایا اور روز قیامت اس کی شفاعت مثل میری شفاعت کے ہوگی جب  
حاضر ہوئے حضور نے ان کے لئے قیام فرمایا اور پیشانی صدیق پر بوسہ دیا اور گلے لگایا  
اور ایک ساعت انس حاصل کیا۔

وجہ سابع: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام ایک چشمہ میں  
داخل ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے سب صاحبوں  
نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر باقی رہ گئے پس خود  
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف ثنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر

(۱) ترجمہ: اس کو ابن سعد نے زہری سے روایت کیا اور حاکم نے حبیب بن ابی حبیب سے روایت  
کیا اور یہ حدیث فصل احادیث میں گذر چکی۔

(۲) طبقات لابن سعد، ۳/۱۷۳۔ ۲ کنز العمال، تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۲/۲۳۱

میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوا اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے فقد اخرج الطبرانی فی الکبیر وابن شاہین فی السنۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما موصولا و ابو القاسم البغوی وابن عساکر عن ابن ملیکہ مرسلا قال وقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ عذیرا فقال لیسبح رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منهم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذنا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولكنه صاحبی (۱)۔ (۲)

وجہ ثامن: امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تثنائے صدیق میں فرماتے ہیں ”اشرفہم منزلة واکرمہم علیہ واثقہم عنده کما مر فی الحدیث الطویل“ (۳) یعنی مرتبہ آپ کا سب سے بالا اور دربار نبوت میں وجاہت اور حضور کو آپ پر وثوق سب سے زیادہ تھا۔

وجہ تاسع: امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا شیخین کی منزلت

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۱۵۲/۳۰

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۸، دار الفکر، بیروت، ۳۳۰/۳۰



بارگاہ رسالت میں کس قدر تھی فرمایا جو اب ہے کہ وہ دونوں حضور کے برابر لیٹے ہیں  
رواہ احمد و قد مر۔ (۱)

وجہِ عاشتر: اعظم دلائل سے یہ امر ہے کہ جب ان کا ذکر اور صحابہ کے ساتھ ہوتا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ شیخین کو مقدم فرماتے ان شاء اللہ تعالیٰ ثبوت کافی اس کا  
فصل۔۔ میں آئے گا۔

وجہِ حادی عشر: حجۃ الوداع سے پلٹتے میں خطبہ پڑھا اور بعد حمد و ثنا ارشاد  
ہوا "ایہا الناس انی ابابکر لم یسوء نی قط فاعرفوا له ذلک ایہا الناس  
انی راض عن ابی بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد  
و عبد الرحمن بن عوف و المہاجرین الاولین فاعرفوا لہم ذلک"  
(۲) رواہ الطبرانی عن سہل، یعنی اے لوگو ابو بکر نے مجھے کبھی ملال نہ دیا سو یہ  
پہچان رکھو اس کے لئے اے لوگو میں راضی ہوں ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و  
عبد الرحمن بن عوف و مہاجرین اولین سے سو یہ پہچان رکھو ان کے لئے۔

اقول: خطبہ قریب وصال میں ذکرِ صدیق کو سب سے جدا فرمانا پھر سب  
کے ساتھ انہیں یاد دلانا پھر انکا ذکر سب پر مقدم کرنا دلیل تام ہے اس معنی پر کہ حضور کو  
جس قدر شان صدیق سے اعتنا تھا کسی سے نہ تھا اور جو عنایت ان کے اوپر مبذول تھی

(۱) مستد امام احمد، ۹۶/۳

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۵۶۳۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۶/۱۰۳

کسی پر نہ تھی۔

وجہ ثانی عشر: جب روز فتح حضور داخل مکہ ہوئے ابو بکر صدیق نے اپنے والد ماجد کو حاضر کیا ارشاد ہوا اس پیر کو تم نے گھر ہی میں کیوں نہ چھوڑ دیا کہ ہمیں اس کے پاس جاتے صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی کا حاضر ہونا لائق تھا پھر حضور نے ان کے سینے کو مسح کر کے ارشاد فرمایا مسلمان ہو جا مسلمان ہو گئے ”قال محمد بن اسحق فلما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکة دخل المسجد فاتی ابو بکر رضی اللہ عنہ بابیہ یقودہ فلما راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون انا آتیہ فیہ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ہو احق یمشی الیک من ان تمشی انت الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اسلم فاسلم (۱)“ الحدیث (۲)

اقول: یہ اعزاز و اکرام ابو قحافہ کا ابو قحافہ کے لئے نہ تھا کہ وہ تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور جب ہوئے تو تلقا سے تھے مہاجر نہ انصاری، غرض اس وقت تک اپنی ذات میں کوئی امر باعث تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ رکھتے تھے نہ

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) مسند احمد بن حنبل، حدیث اسماء بنت ابی بکر الصدیق، حدیث ۲۳۰۲۳، دار الفکر، بیروت،

مواظفۃ القلوب سے تھے کہ بظن استحالت ارشاد ہوا نہ فتح مکہ کے بعد تالیف قلوب کا  
 سید رہا لوگ الحمد للہ دین خدا میں خود فوج فوج داخل ہونے لگے اور جو پیری کا لحاظ  
 کیجئے تو ہزاروں بڑھے مسلمان ہوئے انہیں کی کیا خصوصیت تھی، پس ثابت ہو گیا کہ  
 یہ تعظیم درحقیقت صدیق اکبر کی تھی نہ سیدنا ابو قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

وجہ ثالث عشر: ارشاد فرماتے (ہیں) آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک

شدت کا حکم کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں اور جبریل و میکائیل کا ذکر  
 فرمایا پھر فرمایا دونی ہیں ایک {نرمی کا حکم دیتا ہے} اور دوسرا آمر شدت اور دونوں حق  
 پر ہیں پھر ارشاد ہوا میرے دو یار ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا شدت کا اور  
 دونوں راستی پر ہیں اور ابو بکر و عمر کا ذکر فرمایا الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی السماء ملکین  
 احدهما یامر بشدة و الآخر باللین و کل مصیب و ذکر جبریل و میکائیل  
 و نبیان احدهما یامر باللین و الآخر یامر بالشدة و کل مصیب  
 و ذکر ابراہیم و نوح و حواری صاحبان احدهما یامر باللین و الآخر بالشدة  
 و کل مصیب و ذکر ابابکر و عمر (۱) (۲) اس سے زیادہ منزلت کیا ہوگی کہ  
 حضور نے ان کو دو فرشتوں مقرب اور دو پیغمبر اولو العزم سے تشبیہ دی اور جو لفظ ان کے

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) انجم الکلیب للطبرانی، الحدیث ۱۵۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳۱۶/۲۳

حق میں ارشاد ہوئے ان کے لئے بھی فرمائے۔

وجہ رابع عشر: حضور والا کا معمول تھا کہ ہر روز صبح و شام دو بار صدیق کے

گھر تشریف لے جاتے اور یہ وہ مرتبہ ہے (کہ) نہایت نہیں رکھتا النجار عن

عائشة قالت لم اعقل ابوی فقط الا وهما یدینان الدین ولم یمر علینا

یوم الا یأتینها فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النہار بکرة

وعشیه۔ (۱) (۲)

وجہ خامس عشر: منزلات ان کی دربار رسالت میں اس درجہ اشتہار کو پہنچی

تھی کہ کفار بھی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کو پوچھتے اور جس معاملہ میں

گفتگو منظور ہوتی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور معاملہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا واحد جانتے، چنانچہ تفصیل اس کی ان شاء اللہ فصل۔۔ میں مذکور ہوگی۔

وجہ سادس عشر: اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو انتہا درجہ کی رحمت و شفقت کے ساتھ متصف فرمایا یہاں تک کہ فرماتا ہے

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المسجد یكون فی الطريق، حدیث ۶۷۷، دار الکتب العلمیہ،

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (۱) اور فرماتا ہے ﴿فَمَا رَحْمَةً  
 مِّنَ اللَّهِ لنت لَهُمْ﴾ (۲) اس باعث سے حضور والا ہر قاصی و دانی سے نہایت  
 اخلاق کے ساتھ پیش آتے اور باوجود اس جلالتِ شان کے جس کا نظیر غیر متصور ہے  
 سب سے بلطف و عنایت خطاب فرماتے مگر یہ امر غالباً اوروں کے ساتھ بے وجہ نہ  
 ہوتا مثلاً مخاطب نے کچھ سوال کیا اس کا جواب ارشاد ہوا یا کسی خدمت پر اسے مامور  
 کرنا ہوا یا جس بات کا ذکر ہے اس کی ذات سے علاقہ خاصہ رکھتی تھی یا بنا بر ہدایت و  
 نصیحت ارشاد ہوا الی غیر ذلک من وجوہ الداعیة (۵) بخلاف حضرت ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ان سے وجہ اور بے وجہ کوئی تعلق انکا ہوا یا نہ ہو خطاب  
 فرمایا جاتا اور بات کہنے کے لئے تمام حاضرین خدمت سے وہی مخصوص کئے جاتے،  
 اے عقل سلیم تو بتا اگر یہ نہایت قرب نہیں تو کیا ہے، بریدہ اسلمی کو جب حضور نے دیکھا  
 ارشاد ہوا تو کون ہے؟ عرض کیا بریدہ حضور نے صدیق کی طرف التفات کر کے فرمایا  
 اے ابو بکر ہمارا کام خشک ہوا اور بن گیا، پھر پوچھا کس قبیلہ سے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(۲) پ ۱۷، سورۃ انبیاء، آیت ۱۰۷

(۳) ترجمہ کنز الایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل  
 ہوئے۔

(۴) پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۹

(۵) ترجمہ اس کے علاوہ اس پر ابھارنے والی وجوہات۔

عند نے عرض کیا اسلم سے حضور نے صدیق سے فرمایا ہم سلامت رہے پھر فرمایا کس کی اولاد سے عرض کیا بنی سہم سے فرمایا تیرا حصہ نکل گیا۔ ”اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن بریدۃ الاسلامی رضی اللہ عنہ لما تلقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدۃ الاسلامی فی سبعین راکبا من اهل المدینۃ من بنی سہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انت قال انا بریدۃ فالتفت الی ابی بکر فقال یا ابا بکر یرد امرنا و صلح ثم قال ممن انت قال من اسلم قال لابی بکر سلمنا قال ثم قال لی من بنی من قلت من بنی سہم قال خرج سہمک (۱)“ (۲) روز بدر ارشاد ہوا اللہ نے اپنی مدد اتاری اور ملائکہ نازل ہوئے مشرکہ ہوائے ابوبکر میں نے جبریل کو دیکھا کہ زمین و آسمان کہ بیچ میں ایک گھوڑی کو کھینچتا ہے جب زمین پر آیا سوار ہوا پھر ایک ساعت مجھے نظر نہ آیا پھر جو میں نے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر غبار تھا یعنی قال کیا، ”عن موسی بن عقبۃ فی قصۃ بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل اللہ نصرہ ونزلت الملائکۃ ابشرا یا ابا بکر فانی قد رأیت جبریل یقود فرسا بین السماء والارض فلما هبط الی الارض جلس علیہا فتغیب علی ساعة ثم رأیت علی شفתיہ غبارا (۳)“ (۴)

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) الاستیعاب فی معرفۃ اصحاب، باب الافراد فی الباء، بریدۃ الاسلامی، دارالکتب العلمیہ،

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔ (حاشیہ جاری ہے)

سال فتح حضور نے ملاحظہ فرمایا عورتیں اپنے دوپٹوں سے اسپان جہاد کے  
 منہ صاف کر رہی ہیں حضور ابو بکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابو بکر  
 کیسے کہا حسان بن ثابت نے ابو بکر نے ان کے وہ شعر عرض کئے جن کا خلاصہ یہ ہے میں  
 اپنی بیٹیوں کو نہ پاؤں اگر تم اے کافر ان مکہ ہمارے گھوڑوں کو کدوا کے دونوں جانب  
 غبار اڑاتے نہ دیکھو لگا میں چاہتے شتابی کرتے اور ان کا منہ صاف کرتی ہوں عورتیں  
 دوپٹوں سے، حضور نے فرمایا داخل ہو جہاں سے کہا حسان نے یعنی کدوا سے اخراج  
 الحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء ملطمن وجوه  
 الخیل بالخمیر فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابابکر کیف  
 حسان بن ثابت فانشدہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

ف عدمت بنیتی ان لم تردھا تثیر النقع من کنفی کدواء

یناز عن الاعنة مسرعات یلطمهن بالخمیر النساء

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسان  
 (۱)(۲)

(پچھلے صفحے کا حاشیہ) (۳) الدر المنثور، سورۃ الانفال، آیہ ۹، دار الفکر، بیروت، ۲۵/۴

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرکۃ الجملہ، باب ابو بکر الصدیق، حدیث ۳۳۹۹،

دار المعرفہ، بیروت، ۱۵/۴

روز احد جب سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔۔۔ حضور نے ابو بکر سے ارشاد فرمایا ”اوجب طلحة یا ابا بکر“ (۱) اے ابو بکر طلحہ نے جنت واجب کر لی۔  
 ورود احادیث اس بارہ میں بکثرت ہے اور منصف کے لئے اس قدر میں کفایت۔

وجہ سابع عشر: حضور والا صحابہ کرام کو صدیق اکبر کا ادب تعلیم فرماتے اور یہ معنی کمال و جاہت پر دل ہے، ”ربیعہ بن کعب کو انہوں نے ایک کلمہ مکروہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ابو بکر کو پھر نہ کہنا بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت کر“ (۲) رواہ احمد و قد مر فی احوال الصحابہ، ایک بار ایک صحابی کو ان کے آگے چلتے دیکھا فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے بہتر ہے، ”ابو عمر فی الاستیعاب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ وقد راہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی ہو خیر منک“ (۳) (۴)

(۱) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ، حدیث ۳۷۵۹، دار الفکر، بیروت، ۳/۵

(۲) ۱ مسند امام احمد، ۳/۵۸۔ ۲ فضائل الصحابہ، حدیث ۱۰۴۸۱، ۳۳۳/۱

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الثمین، حدیث ۳۶۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۷/۱۳



اقول: اس حدیث کو (آیۃ) کریمہ ﴿یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا  
 بین یدی اللہ ورسولہ﴾ (۱) سے ملا کر دیکھئے تو ایک عجیب لطف حاصل ہوتا  
 ہے اور یہ صحابی سیدنا ابودرداء ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما صرح بہ فی  
 روایۃ اخری (۳)۔

وجہ ثامن عشر: دونوں حضرات زمانہ رسالت میں مرجع ناس تھے لوگ  
 اپنے مرض کی چارہ جوئی ان سے کرتے اور مسائل میں فتویٰ لیتے اور یہ بات بے  
 غایت ووجاہت کے معقول نہیں، ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہو گئی صدیق اکبر  
 سے حال عرض کیا، فرمایا: پردہ رکھ اور توبہ کر اور کسی سے نہ کہہ، (۴) اسی طرح ایک اور  
 صحابی سے جنایت ہو گئی ابوبکر و عمر سے کفارہ پوچھا، مروا سلمیٰ نے اپنا جرم صدیق اکبر  
 سے عرض کیا، فرمایا: سوا میرے اور کسی سے تو نہیں کہا، عرض کیا: نہیں، فرمایا: توبہ کر اور  
 پردہ رکھ اللہ ستاری کرے گا کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر امیر المؤمنین  
 عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا، (۵) وستاتی

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔

(۲) پ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱

(۳) ترجمہ: جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔

(۴) سنن ترمذی، ایضاً ایضاً سعید کفینی، کراچی ۱۳۳/۲

(۵) تفسیر ایضاً کثیر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ ۵۲۶/۳

الاحادیث ان شاء الله تعالى فی فصل الوزارة (۱)۔

وجہ تاسع عشر: روز بدر میں لشکر صدیق اکبر کو عطا ہوا اور جبریل ہزار فرشتے لے کر ان کی طرف نازل ہوئے اور میسرہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اور میکائیل ان کی جانب ”عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال نزل جبریل فی الف من الملائکة عن میمنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فیہا ابو بکر ونزل میکائیل عن میسرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرة“ (۲)“ (۳)

اقول: میمنہ اور میسرہ کا فرق اور جبریل کا میکائیل سے افضل ہونے کے معلوم نہیں وہی جانب اسی کو دیں گے جس کا اعزاز زیادہ ہوگا اور افضل الملائکة کو اسی کی طرف بھیجیں گے جس کا فضل غالب ہوگا۔

وجہ عشرون: روز بدر جب حضور نے مشرکین کو آتے دیکھا عرض کیا الہی یہ قریش ہیں کہ اپنے کبر و ناز کے ساتھ آتے ہیں تیرے رسول سے لڑتے اور اس کی تکذیب کرتے اور حضور صدیق اکبر کا بازو تھامے ہوئے عرض کر رہے تھے الہی میں تجھ

(۱) ترجمہ: احادیث ان شاء اللہ عنقریب فصل وزارت میں آئیں گی۔

(۲) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۳) مسند ابی یعلیٰ، باب مسند ابن ابی طالب، حدیث ۳۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۱۷۷

سے مانگتا ہوں جو تو نے مجھے وعدہ دیا صدیق نے عرض کیا حضور کو مشرودہ ہو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک اللہ اپنا وعدہ جو حضور سے کیا پورا فرمائے گا

”عن موسیٰ بن عقبہ فی قصة بدر لما طلع المشركون قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم هذه قريش جاءت بخيلائها وفخرها تحارب وتكذب رسولك اللهم اني اسئلك ما وعدتني ورسول الله صلى الله عليه وسلم ممسك بعضد ابى بكر يقول اللهم اني اسئلك ما وعدتني فقال ابو بكر ابشر فوالذي نفسي بيده ليجزن الله ما وعدك (۱)“ الحدیث (۲)

• **اقول:** اس منزلت پر نظر کرنا چاہئے کہ عین وقت پریشانی میں ابو بکر کا بازو تھام کر اپنے رب سے مناجات کرتے ہیں پھر وہ حضور والا کی تسکین و تسلی و ناہیک بہ فضلا و شرفاً (تجھے ان کا فضل و شرف کافی ہے۔ ت)

**وجہِ حادثی عشر و ن:** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غضب فرماتے سوا شیخین کے کسی کو مجالِ تکلم نہ ہوتی اور اگر کاشائتہ نبوت میں تشریف فرما ہوتے ان کے سوا کوئی بار نہ تھا یہی اپنے سخنانِ دل آویز میں آتشِ غضب سرد کرتے جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے عین حالتِ ناداری میں حضور والا سے نفقہ طلب کیا

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) دائل اللہ فی اللہ، باب سباقِ قصۃ بدر عن معازی موسیٰ ابن عقبہ، دار الکتب العلمیہ، ۱۱۰/۳

اور یہ امر خاطر اقدس پر ناگوار گذرا ابو بکر حاضر خدمت ہوئے دیکھا کہ لوگ در دولت پر جمع ہیں اور کسی کو اذن نہیں ملتا حالانکہ اس وقت تک حجاب نازل نہ ہوا تھا انہوں نے اذن چاہا عطا ہوا پھر امیر المؤمنین عمر آئے اور انہیں بھی اجازت ملی اخرج مسلم

عن جابر بن عبد اللہ " قال دخل ابو بکر يستاذن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد الناس جلوساً ببابہ ولم یؤذن لاحد منهم قال فاذن لابی بکر فدخل ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له (۱) " الحدیث۔ (۲)

اسی واقعہ میں جب امیر المؤمنین عمر نے حضور کو نہایت غضب (میں) دیکھا کہ حضور خاموش بیٹھے ہیں انہیں کامرتبہ تھا کہ ایسے وقت میں دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ہنسائے نہ مانوں گا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ملاحظہ فرمائیے اگر بنت خارجہ یعنی میری بی بی مجھ سے نفقہ طلب کرے تو میں اس کی گردن {پہ ماروں گا} اس بات پر حضور کو خندہ آ گیا اور فرمایا یہ عورتیں بھی جیسے تم دیکھ رہے ہو میرے گرد جمع ہیں اور نفقہ طلب کرتی ہیں پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صدیقہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تادیب کی اور فرمایا ہرگز کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہ مانگنا جو حضور کے پاس نہ ہو۔ " قال جابر فی الحدیث المذکور ثم اقبل عمر فاستاذن فاذن له فوجد النبی

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخیر امرأتی الخ، حدیث ۱۳۷۷، دار المعرفۃ، بیروت،

صلی اللہ علیہ وسلم جالسا حولہ نساء ہ واجما ساکتا قال فقال  
 لاقولن شیئا اضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ لو  
 رأیت بنت خارجه سالتنی النفقة فقلت الیها فوجاءت عنقها فضحک  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال هن حولی کما ترى تسالنی  
 النفقة فقام ابو بکر الی عائشة یجاء عنقها وقام عمر الی حفصة یجاء  
 عنقها کلاهما یقول تسالن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا  
 ابدا لیس عنده (۱) الحدیث (۲)

پھر اسی سانحہ میں جب حضور نے حجرات مقدسہ سے عزلت فرمائی اور ایک مکان تنہا  
 میں جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا اور اسے خزانہ مشربہ کہتے ہیں جلوہ افروز ہوئے  
 اصحاب کرام کے پاس برآمد ہو (نا) متروک فرمایا مسلمانوں کو خیالات فاسدہ گزرے  
 مسجد اقدس میں حیران پریشان جمع تھے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ خدمت اقدس میں حاضر  
 ہو اور کیفیت واقعہ استفسار کرے سوا عمر کے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں آج جان  
 کر رہوں گا کہ کیا حال گذرا پھر اس مکان کی طرف گیا جہاں حضور اقدس تشریف  
 رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا آستانہ والا میں زینہ پر  
 پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں میں نے کہا اے رباح میرے لئے اذن چاہ رباح نے جانب

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخیر امرأتی الخ، حدیث ۷۷۱، دار المعنی، بیروت،

غرفہ نگاہ کی پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہو کہ میں حفصہ کے لئے حاضر ہوا ہوں خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرمائیں تو اسے قتل کر دوں جب انہوں نے دیکھا کہ رباح کو مجال استیذان نہیں آواز بلند کی (کہ) شاید حضور خود میری آواز سن کر بلا لیں یہاں تک کہ اذن ملا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ یہ حاضر ہوئے خزائنہ اقدس میں دیکھا مٹھی بھر جو وغیرہ ایسی ہی چیزیں پڑی ہیں اور نشان بوری یا پہلوئے والا پر بن گئے ہیں بے اختیار نالہ کیا حضور نے تسلی فرمائی آثار غضب چہرہ جلالت سے نمایاں تھے فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو جانب ازواج سے کیا فکر ہے اگر حضور نے انہیں طلاق دے دی ہے تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریل و میکائیل اور میں اور ابو بکر اور سب مسلمان، امیر المؤمنین فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کم کوئی بات میں نے کہی ہو گی کہ اللہ سے اس کی تصدیق کی امید نہ ہوگی پس (آیت) ﴿ کریمہ ﴾ فان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولہ ﴿ الآیۃ نازل ہوئی اور جو لفظ عمر نے عرض کئے تھے قرآن نے ان پر شہادت دی پھر انہوں نے حال پوچھا آیا حضور نے طلاق دی تھی فرمایا نہیں عرض کیا کہ لوگوں کو خبر دے دوں کہ ان کا گمان اس کے خلاف ہے فرمایا خیر اگر چاہو، پھر میں حضور سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اثر غضب چہرہ پاک سے زائل ہوا اور حضور نے خندہ فرمایا کہ دند ان انور جو تمام عالم کے دانتوں سے بہتر تھے روشن ہوئے پھر حضور میرے ساتھ اتر آئے اور میں نے دروازہ مسجد پر آواز بلند پکار دیا کہ لوگوں کا گمان غلط ہے ”اخرج مسلم عن عبد اللہ بن عباس حدیثا طویلا و هذا ملتقط منه قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نساء ه دخلت المسجد فاذا الناس ينكتون  
 بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء ه  
 وذلك قبل ان يؤمرن بالحجاب فقلت لاعلمن ذلك اليوم فدخلت  
 فاذا انا برباح غلام رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على اسكفة  
 المشربة مدل رجليه على نقيير من خشب وهو جزع يرقى عليه  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم وينحدر فناديته يا رباح استاذن لى  
 عندك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر رباح الى الغرفة  
 ثم نظر الى فلم يقل شيئا قلت فانى اظن ان رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم ظن انى جئت من اجل حفصة والله لئن امرنى رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم بضرب عنقها لاضربن عنقها فرفعت صوتى فاومى  
 الى بيده ان ارقه فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو  
 مضطجع على حصير قد اثر فى جنبه ونظرت فى خزانة رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم فاذا انا بقبضته من شعير نحو الصاع ومثلها من  
 قرظ فى ناحية الغرفة واذا افيق معلق قال فابتدرت عيناي فقال ما  
 يبكيك يا ابن الخطاب الا ترضى ان تكون لنا الآخرة ولهم الدنيا  
 قلت بلى ودخلت عليه حين دخلت وانا ارى فى وجهه الغضب فقلت  
 يا رسول الله ما يشق عليك من شان النساء فان كنت طلقتهن فان  
 الله معك وملئكته وجبريل وميكائيل وانا وابو بكر والمؤمنون  
 معك وقلما تكلمت ورحمة الله الا رجوت ان يكون الله يصدق

قول الذى اقوله ونزلت هذه الآية ﴿ فان تظاهرا عليه فان الله هو موله  
 وجبريل وصلح المؤمنين والملئكة بعد ذلك ظهير ۝ عسى ربه ان  
 تطلقن ان يبده ازواج خيرا منكّن ﴾ (۱) ﴿ (۲) فقلت يا رسول الله  
 اطلقتهن قال لا قلت يا رسول الله انى دخلت المسجد والمسلمون  
 ينكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء  
 ه فانزل فاجزهم انك لم تطلقهن قال نعم ان شئت ثم لم ازل احديثه  
 حتى تحسر الغضب عن وجهه وحتى كثر وضحك وكان من  
 احسن الناس ثغرا فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم ونزلت  
 فقامت على باب المسجد فنا ديت باعلى صوتى لم يطلق رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم نساء ۝ الحديث انتهى بالالتقاط من الاطراف  
 والا وساط (۳)۔ (۴)

روز فتح مکہ ارشاد ہوا جو عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۱) ترجمہ کنز الایمان: تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے، اور جبریل، اور نیک ایمان والے، اور اس  
 کے بعد فرشتے مدد پر ہیں، ان کا رب قریب ہے وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر  
 یہاں بدل دے۔ (۲) پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۵۔ ۴

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی ایلاء و اعترال الخ، حدیث ۹، ۱۳۷، دار الفکر، بیروت،



پائے قتل نہ کرے، سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا کیا ہم اپنے باپ  
 بیٹوں بھائی بہنوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں خدا کی قسم اگر میں اس کو پاؤں گا  
 تمکو اس کا گوشت کھلاؤں گا یہ خبر حضور کو پہنچی عمر سے ارشاد فرمایا اے ابو حفص اور یہ  
 پہلی بار حضور نے انہیں کنیت سے ندا فرمائی تھی اور کنیت لے کر پکارنا اہل عرب میں  
 تعظیم ہے غرض فرمایا اے ابو حفص کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے چہرے پر  
 تمکو مارا جائے گی امیر المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ ابو  
 حذیفہ کی گردن مار دوں بخدا کہ وہ منافق ہو گیا ابو حذیفہ کہتے ہیں میں نے جب سے  
 یہ کلمہ کہا ہے اپنے جی میں ڈر رہا ہوں اور ہمیشہ ڈرتا رہوں گا مگر یہ کہ شہادت اس جرم  
 سے پاک کر دے آخر روز یمامہ شہید ہوئے اخرج ابن اسحاق عن ابن عباس  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ” قال لاصحابہ یومئذ من لقی العباس  
 بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یقتله فانما  
 خرج مستکرها قال فقال ابو حذیفۃ انقتل آباءنا وابناءنا و اخواننا  
 وعشیرتنا ونترک العباس واللہ لئن لقیته لالحمته السیف قال فبلغت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص  
 قال عمر واللہ انہ لاول یوم کنا نری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 باسی حفص ایضرب وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بالسیف فقال عمر یا رسول اللہ دعنی فلاضرب عنقه بالسیف فواللہ  
 لقد نافع فكان ابو حذیفۃ یقول ما انا بامن من تلک الکلمۃ التی قلت  
 یومئذ ولا ازال منها خائفًا الا ان تکفرها عن الشہادۃ فقتل یوم الیمامۃ

شہیدا“ (۱)۔ (۲)

اقول یہاں سے قیاس کرنا چاہئے منزلتِ فاروقی کو کہ حضور نے بطور گلہ  
 وشکایت ابوحنذلیفہ کے ان سے مخاطب ہو کر یہ کلمات فرمائے۔ (آگے بیاض ہے)  
 بالجملہ احادیث اس معنی میں کثیر ہیں اور حضرت صدیق کا اس شرف میں ممتاز  
 ہونا محتاج دلیل نہیں کہ وہ تو بقول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے چین و آرام اور حضور کے مریع کار و معتمد علیہ و محرم راز تھے کما فی  
 الحدیث الجامع پھر ایسا شخص وقتِ غضب مجالِ تکلم نہ کرے گا تو اور کے ہوگی لہذا  
 اکثر احادیث ہم نے دربارہٴ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کیں۔

اقول ولا ینکر علیہ بما روی الحاکم فی المستدرک عن ام

المؤمنین ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کان اذا غضب لم یجتري منا احد یكلمه غیر علی بن ابی طالب  
 رضی اللہ عنہ (۳)“ لان هذا فی اهل البيت خاصة کما یرشد قولها  
 رضی اللہ عنہا منا ولا شک ان امیر المؤمنین علیا کرم اللہ وجہہ

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابة، باب ذکر مناقب ابی حذیفۃ، دار المعرفۃ،

بیروت، ۲۳۹/۳

(۳) المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابة، ذکر اسلام امیر المؤمنین علی، حدیث ۴۷۰۵،

قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۳۳۲/۳

كان احب اهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واكرمهم عليه  
واشرقهم منزلة لديه والا فمعارض بصحاح الاحاديث التي { سنفنا }  
ذكر بعض منها والله اعلم - (۱)

وجہ ثانی عشر و ن: حضور رسالت میں کسی کی مجال نہ تھی کہ بے اجازت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قضا و افتا میں حکم دے الا ابا بکر و عمر و سیاتی  
بیان ذلك ان شاء الله تعالى في فصل العلم - (۲)

وجہ ثالث عشر و ن: اسی وجاہت کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت منادی ندا  
کرے گا کوئی اپنا نامہ ابو بکر و عمر سے پہلے نہ اٹھائے۔ اخرج المحب الطبري

(۱) ترجمہ اس پر اس روایت کے سبب اعتراض نہیں کیا جاسکتا جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا سے مستدرک میں امام حاکم نے روایت کی کہ ”نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غصے میں  
ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان سے کلام کرنے کی جرأت نہ کرتا سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے۔“ اس لئے کہ یہ خاص طور پر اہل بیت کے بارے میں ہے جیسا کہ ام المؤمنین کا قول ”منا“  
اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت  
میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ مکرم اور مرتبے  
کے اعتبار سے افضل تھے، ورنہ تو یہ صحیح احادیث کے معارض آئے گی جن میں سے بعض کو ہم نے  
ذکر کیا ہے۔

(۲) ترجمہ سوائے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ ان شاء اللہ عنقریب فصل علم میں اس کا بیان  
آئے گا۔

عن عبید بن عمیر عن عبد الرحمن بن عوف " قال سمعت رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان یوم القیامة نادى مناد الا لا  
 یرفعن احد من هذه الامة کتابہ قبل ابی بکر وعمر " ورواہ ابن  
 عساکر فاقصر علی ذکر الصدیق (۱)۔ (۲)

اقول تاخیر حساب نوع عذاب ہے اور وہ بلائے جان کا ہے جس کے سبب  
 اولین و آخرین تک آ کر کہیں گے کاش دوزخ میں ڈال دیئے جائیں مگر حساب جلد ہو  
 جائے اور بے شک جس قدر حساب میں دیر ہے طبیعت کو اضطراب و خوف ورجا کا تیق و  
 تاب بیشتر ہے اور اسی قدر دخول جنت کی پرواگی موخر ہے ابو بکر و عمر کا مرتبہ اللہ کے  
 نزدیک اس حد کو پہنچا کہ انہیں سب سے بیشتر اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔

وجہ رابع عشر و ن: بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اول اس امت  
 سے وہ شخص جو داخل جنت ہوگا صدیق اکبر ہیں۔ اخراج ابو داؤد و الحاکم فی  
 المستدرک عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی (۳)۔ (۴)

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) جمع الجوامع، حرف الضم، حدیث ۱۷۵۷۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۲۳۳

(۳) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۴) سنن ابی داؤد، کتاب السنن، باب فی الخلفاء، حدیث ۳۶۵۲، دار احیاء التراث العربی،

وجہ خامس عشر و ن: سب سے حساب لیں گے اور صدیق سے حساب نہیں، اخرج ابن عساکر عن ام المؤمنین عائشة "قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس كلهم يحاسبون الا ابا بكر (۱)" (۲)

وجہ ساوٹ عشر و ن: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخین سے ارشاد فرماتے ہیں "لا یتامر علیکمما احد بعدی" تم پر کوئی حکومت نہ کرے گا بعد میرے، اخرجہ ابن سعد عن بطام بن اسلم (۳) یہ امر جس قدر کمال منزلت پر دال ہے پُر ظاہر۔

وجہ سابع عشر و ن: سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے اور ابو بکر و عمر صف اول میں حضور کے دشمنی جانب کھڑے ہوتے۔ اخرج ابو داؤد و الحاکم عن ابی رمثق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "کان ابو بکر و عمر یقومان فی الصف المقدم عن یمنہ، الحدیث (۳)۔ (۵)

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو بکر الصدیق، دار الفکر، بیروت، ۱۵۲/۳۰۰

(۳) معتق ابن ابی حمیہ، کتاب الفہائل، باب ما ذکر فی ابی بکر، باب ۱۵، حدیث ۳۲۶۱۸، مجلس علمی، بیروت، جس ۴۴

(۴) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

اقول نماز بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات و راز، اعمال حسہ کے تاج، اور مسلمانوں کی معراج، شیخین کا ایسی جگہ حضور کے قریب و فنی طرف کھڑے ہونا کمال قرب پر دلیل ہے۔

ثم اقول صحابہ حضور کے فنی طرف کھڑے ہونے میں جہد تام کرتے کہ حضور اول سلام جو پھیریں تو پہلے چہرہ اقدس ہماری طرف ہو، شیخین کو یہ مقام عطا ہونا کہہ رہا کہ وہ سب سے زیادہ اس شرف کے لائق تھے۔

اقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (یہاں بیاض ہے)

وجہ ثامن عشر و ان: اسود بن تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کچھ اشعار حمد الہی کے حضور رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کئے کہ ایک شخص بلند بالا باریک بینی والا آیا حضور نے فرمایا، خاموش رہ، جب وہ چلا گیا فرمایا پڑھ، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ کون ہے کہ جب آیا آپ نے فرمایا ٹھہر جا اور جب چلا گیا فرمایا لا ارشاد ہوا یہ عمر بن الخطاب ہے اور باطل سے کچھ تعلق نہیں رکھتا، اخرج الحاکم فی المستدرک من حدیث ابراہیم بن سعد عن الزہری عن عبدالرحمن بن ابی بکرہ عن الاسود بن سریع التمیمی "قال قدمت علی نبی اللہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) (۵) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ الخ.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا نبی اللہ قد قلت شعرا اثبتت فیہ  
 علی اللہ تبارک وتعالی ومدحتک قال اماما اثبتت علی اللہ تعالی  
 فہاتہ وما مدحتنی بہ فدعہ فجعلت انشدہ فدخل رجل طوال اقبی  
 فقال امسک فلما خرج قال ہات فقلت من ہذا یابنی اللہ الذی اذا  
 دخل قلت امسک واذا خرج قلت ہات قال قال ہذا عمر بن  
 الخطاب و لیس من الباطل فی شیئی (۱)“ (۲)

وجہ تاسع عشرون: اگر احياناً صدیق اکبر اور کسی صحابی میں کچھ کلمات  
 ملال درمیان آجاتے وہ صحابی ہر طرح ان کا ادب کرتے اور ہر بات بغیر اس کے کہ  
 دربار رسالت میں ان کی وجاہت روشن و آشکارا ہو متصور نہیں، پھر اگر حضور والا کو  
 اطلاع ہوتی تو اسی صحابی پر عتاب ہوتا اگرچہ زیادتی جانب صدیق سے ہوتی، سیدنا  
 ربیعہ ابن کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور ابو بکر میں کچھ کلام ہو  
 گیا ابو بکر نے مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا پھر نادم ہو کر مجھے بولے تم یہی مجھے کہہ لو کہ بدلہ ہو  
 جائے میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا صدیق اکبر نے فرمایا تو مجھے کہہ لو ورنہ میں رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا میں نے کہا میں نہیں کہتا آخر خدمت اقدس میں  
 حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اے ربیعہ تیرا اور صدیق کا کیا معاملہ ہے میں نے عرض کیا

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے موجود ہے۔

(۲) الختم الاوسط، حدیث ۹۳، ۵۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۲۳/۲

مجھے ایک کلمہ مکروہ کہا تھا اب چاہتے ہیں میں لوٹ کے کہوں میں نہیں کہتا فرمایا ہاں نہ  
کہہ لیکن یوں کہہ کہ خدا تجھے بخش دے اے ابو بکر، رواہ احمد و قد مر فی فصل  
الصحابۃ (۱)

اسی طرح فاروق اعظم کو ایک معاملہ پیش آیا، بخاری سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں "قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه  
وسلم اذا قبل ابو بكر اخذ بطرف ثوبه حتى ابداعن ركبته فقال النبي  
صلى الله عليه وسلم اما صاحبكم فقد غامر فسلم وقال يا رسول الله  
انه كان بيني وبين ابن الخطاب شيئا فاسرعت اليه ثم ندمت فسألته  
ان يغفر لي فابى علي فقبلت اليك فقال يغفر الله لك يا ابا بكر ثلثا  
ثم ان عمر ندم فاتي منزل ابى بكر فسأل اثم ابو بكر فقالوا لا فاتي  
الى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم عليه فجعل وجه النبي صلى الله  
عليه وسلم يتمعر حتى اشفق ابو بكر فجشى علي ركبته فقال يا  
رسول الله والله انا كنت اظلم مرتين فقال النبي صلى الله عليه وسلم  
ان الله يبعثني اليكم فقلتم كذبت فقال ابو بكر صدق وواساني بنفسه  
وماله فهل انتم تاركوني صاحبي مرتين فما اوذى بعدها" (۲) یعنی میں

(۱) مسند احمد بن حنبل

(۲) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو كنت متخذ اظليلا، حدیث ۳۶۶۱،



دربارِ پُرانوار میں حاضر تھا کہ صدیق آئے اپنے دامن کا کنارہ پکڑے ہوئے یہاں تک کہ زانو منکشف ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیفیت ملاحظہ (کی)، ارشاد فرمایا تمہارا یار تو کہیں لڑ آیا ہے ابو بکر آداب بجالائے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں اور عمر میں کچھ لوٹ پھیر ہو گئی میں نے تیزی کی پھر پشیمان ہو کر ان سے معافی چاہی انہوں نے نہ مانا اب میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں حضور والا نے ارشاد فرمایا خدا بخشتے تھے اے ابو بکر خدا بخشتے تھے ابو بکر خدا بخشتے تھے اے ابو بکر پھر امیر المؤمنین عمر بھی نادم ہوئے صدیق کے مکان پر گئے پوچھا وہاں ابو بکر ہیں جو اب ملا نہیں وہاں سے دربارِ اقدس میں حاضر ہو کر تسلیم عرض کی انہیں دیکھ کر چہرہ شریفہ سرور عالم کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ صدیق کو ڈر ہوا مبادا عمر کے حق میں کوئی کلمہ مکروہ نہ ارشاد ہو جائے پس ابو بکر اپنے دونوں زانوؤں پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے ہی زیادتی کی، دربارِ حضور والا نے فرمایا مجھے اللہ نے تمہاری طرف بھیجا تم نے جھٹلایا اور ابو بکر نے کہا سچے ہیں اور میری غمخواری کی اپنی جان و مال سے سو کیوں تم چھوڑ دو گے میرے لئے میرے یار کو، کیوں تم میرے لئے چھوڑ دو گے میرے یار کو، ابو دردا فرماتے ہیں اس کے بعد صدیق کو کسی نے ملال نہ پہنچایا۔

اے عزیز! کیا بعد ملاحظہ ان وجوہِ باہرہ و حج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق و برتر نہ جانے گا یا اسے باعثِ خیریت در فضیلت نہ مانے گا سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلتِ شیخین احاطہٴ بیان سے رفیع مگر منصف سلیم العقول کے لئے اسی قدر کافی ہے،

ف دریند آن مباش کہ مضمون نماندہ است

صد سال سنیوان سخن از زلف یار گفت (۱)

کلام البہی فی تشبہ الصدیق بالنبی

فصل سادس: ابو بکر کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت میں

قال الفقیر عفا اللہ عنہ غایت مراد و نہایت مرام اصحاب کرام سید الانام علیہ  
الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمامی اہل اسلام صرف یہی کہ اپنے اعمال قلب و افعال جوارح  
وکل حرکات و سکنت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حتی الوسع پورا پورا اتباع کریں تا  
(کہ) حسب استعداد ہر ایک کو اس جناب سے تشبہ حاصل اور وہ باعث قرب الہی  
و درجات نامتناہی ہو، رضائے الہی اولاً و بالذات رسول کی طرف توجہ فرماتی ہے اور  
اس کی وساطت سے متبعین کو بقدر اتباع و تشبہ اس سے بہرہ ملتا ہے مدارجات و رفع  
درجات یہی تشبہ ہے جس قدر اعمال و اقوال انسان کے نبی کے اقوال و افعال سے  
بیگانہ ہوں گے اتنا ہی بارگاہ حق سے دور پڑے گا اور جس قدر مشابہ و یک رنگ اتنا ہی  
قریب و نزدیک، کفار نے مباہلت کلیہ پیدا کی بعد تمام نے انہیں جہنم دائمی میں پھینچایا  
صحابہ نے مشابہت کاملہ حاصل کی تمام امت سے مرتبہ ان کا افضل قرار پایا یہاں تک تو  
کلام اپنے افعال اختیار یہ میں تھا اور جہاں فضل الہی خود کفالت کار فرماتا اور بندہ کو اعلیٰ

(۱) ترجمہ: اس بارے میں یہ مت گمان کرنا کہ مضمون باقی نہیں رہا بلکہ محبوب کی زلفوں کا تذکرہ  
کرتے کرتے صدیاں گزر گئیں (لیکن اس کے اوصاف ختم نہیں ہوئے)۔

درجہ کی تربیت کرنا چاہتا ہے تقدیر ازلی اس کے احوال غیر اختیار یہ کو بھی حالاتِ طبیعت نبی کے رنگ پر ڈھال لاتی ہے۔

دوسرے جب وجہ تخصیص کی فکر میں پڑتے ہیں جواب ملتا ہے ”ذکر

فضلی اوتیہ من اشاء (۱)“ یعنی اگرچہ ہم حکیم ہیں جو کچھ کرتے ہیں مصالِحِ نفسیہ پر مبنی ہوتا ہے یہ مشابہتیں عطا فرمانا بھی بے وجہ نہ تھا کہ ہم نے اصل خلقت میں اس کے جو ہر نفس کو رسول سے نہایت مناسبت پر خلق فرمایا ہے تو قابل اس تخصیص کے یہی تھا مگر تمہیں اور اک علت کے درپے نہ ہونا چاہئے مقام عبودیت و ربوبیت اسی کا مقتضی ہے کہ ہمارے افعال کی تفتیش نہ کرو اتنا سمجھ لو کہ ہم مالک مختار ہیں فضل ہمارا ہی ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں اس وقت قدر و منزلت اس بندے کی قلوبِ سلیمہ میں اور بڑھ جاتی ہے آسمان و زمین والے اسے عظیم کہہ کر پکارتے ہیں اور سب سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بندہ خاص اور بادشاہ کا منظور نظر ہے اس کی شان ہم سے ورا اور رتبہ سب سے بلند و بالا ہے بعد تمہید اس مقدمہ جلیلہ کے جو ہم غور کرتے ہیں تو اصحابِ کرام خصوصاً خلفائے عظام کی مشابہتیں تمام امت سے بیش از پیشتر پاتے ہیں جس کے ذریعے سے ہمارا یہ حکم نگاہ صحیح ہوتا ہے کہ ”خیر هذه الامة اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افضل الاصحاب الخلفاء الاربعة الراشدون (۲)“ اور

(۱) ترجمہ یہ میر افضل ہے جسے چاہتا ہوں میں دیتا ہوں۔

(۲) ترجمہ اس امت میں سب سے بہتر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور سب صحابہ میں افضل چار خلفاء راشدین ہیں۔

بالقطع والیقین جیسا کہ مناظرت نجات سوا اس تشبہ کے دوسری چیز نہیں اسی طرح مدار فضیلت سوا زیادت مشابہت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا آیا ممکن ہے کہ ایک شخص کو نبی سے مناسبت و یکرنگی بدرجہ اتم ہو اور فضل و شرف غیر کا زائد و اکمل، اب فقیر بتوفیق اللہ جل جلالہ دعویٰ کرتا ہے کہ مشابہت صدیق اوروں کی مشابہت پر بوجہ رجحان رکھتی ہے۔ اولاً من حیث الکثرة جس قدر مشابہتیں انہیں عطا ہوئیں دوسرے کو نہ ملیں۔

ثانیاً من حیث القوة کہ اوروں کی مشابہتوں سے ان کی مشابہتیں قوی تر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصاف نقصانیہ عالیہ میں انہیں مشابہت حاصل ہوئی کسی کو نہ ملی پس یہی دلیل قاطع و برہان ساطع ہے ان کے افضل امت ہونے پر کہ اللہ سبحانہ نے عبد ضعیف کو اس کی تہذیب و ترصیف اور اس کے وجوہ کو احادیث سے استنباط اور اس کے دعاوی پر اقامت حجج سے خاص فرمایا، ولله الحمد

اقول مستعینا باللہ اگر اس دعویٰ پر دلیل اجمالی درکار ہے تو امیر المؤمنین

علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کاحدیث طویل مذکور سابقہ میں یہ فرمانا "کنت اشبههم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیاً و سماً و رحمة و فضلاً (۱)" کافی، یعنی اے ابو بکر آپ سب سے زیادہ مشابہتھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چال، ذہال اور رحمت و فضل میں، اور جو تفصیل چاہئے تو مشابہات اس

(۱) البحر الزخار، مسند علی بن ابی طالب، حدیث ۹۲۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۳/۱۳۹

جناب گردوں قباب کی دائرہ حد و احصا سے خارج مگر اس وقت جس قدر خاطر فقیر میں حضور کرتے ہیں سلک تحریر میں منتظم ہوتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ تو کلت والیہ انیب۔ (۱)

**مشابہت (۱)** اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے نفس صدیق کو جوہر میں نفس نہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہمرنگ فرمایا تھا واقع شوری میں جسے اطلاع تام ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمام امور میں جس طرف رائے شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان ہوتا رائے صدیق کا بھی اسی طرف رجحان ہوتا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں آتی دل صدیق میں بھی خود بخود وہی قرار پاتی گویا یہ دونوں قلب دو آئینہ متقابل تھے کہ جو کس اُس میں پڑے گا اس میں بھی مرتسم ہو جائے گا اور یہ بات سوا حضرت صدیق کے دوسرے کو حاصل نہیں گئے نمونہ از چمن (۲) ملاحظہ کیجئے اخراج البخاری فی قصة صلح الحديبية قال

عمر بن الخطاب فاتبت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت الست نبى الله حقا قال بلى قلت السنأ على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قلت فلم نعطي الدنيا فى ديننا اذا قال انى رسول الله ولست اعصيه وهو ناصرى قلت اوليس كنت تحدثنا انا سنأتى البيت فنطوف به قال

(۱) ترجمہ: اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میرا توکل اور اسی کی طرف میری توجہ

ہے۔

(۲) ترجمہ: چمنستان حدیث میں سے ایک نوٹنگافہ پھول۔

بلی افاخبر تک انا ناتیہ العام قلت لا قال فانک اتیہ ومطوف به قال  
فاتیت ابا بکر فقلت یا ابا بکر الیس ہذا نبی اللہ حقا قال بلی قلت  
السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطى الدنیا  
فی دیننا اذا قال یا ایہا الرجل انه رسول اللہ و لیس یعصی ربہ و هو  
ناصرہ فاستمسک بفرزہ فواللہ انه علی الحق الیس کان نحدثنا انا  
سنأتی البیت فنطوف بہ قال بلی افاخبرک انک تاتیہ العام قلت لا  
قال فانک اتیہ ومطوف بہ“ (۱) محصل یہ کہ جب صلح حدیبیہ قرار پائی اور  
مسلمانوں کا بے دخول مکہ وطواف کعبہ مدینہ طیبہ کو واپس جانا ٹھہرا شمشیر حق فاروق  
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور بے نیل مرام واپس جانے میں  
بسبب اپنی حرارت دینی خلقی جبلی کے گونہ کسر شوکت اسلام کبھی اپنے درد کے درماں  
جوئی کے لئے دربار سید الا برار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا  
حضور خدا کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن  
باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، عرض کیا: تو جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں ذلت  
کیوں آنے دیں، ارشاد ہوا: بے شک میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں  
کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے، عرض کیا: کیا آپ ہم سے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ  
ہم خانہ کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا میں نے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، حدیث ۳۲-۳۱، دار الفکر،

تھے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال کو پہنچیں گے؟ عرض کیا: نہ، فرمایا: تو تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا یعنی فاروق نے عرض کیا حضور نے ہمیں یہ مشورہ دیا تھا اب ہم واپس جاتے ہیں حضور نے فرمایا خاص اس سال کا نام کب لیا تھا وعدہ بے شک سچا ہے اور جو ہم نے کہا وہ ہونے والا ہے اگرچہ اس سال نہ ہوا، عرض ان کے دل کو چین نہ آیا صدیق (کے) پاس گئے شاید ان کی رائے میری رائے کی موافقت کرے اور وہ حضور میں (عرض) کریں اور ان کی بات سنی جائے پس کہا: اے ابو بکر کیا یہ سچے نبی نہیں ہیں خدا کے، فرمایا: کیوں نہیں، (عرض کیا) کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں، فرمایا: کیوں نہیں، کہا: جب یہ حال ہے تو ہم اپنے دین میں خشت کو کیوں جگہ دیں، فرمایا: اے شخص بے شک وہ خدا کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کی مدد کرنے والا ہے تو ان کی رکاب تھا مے رہ کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں، کہا: کیا ہم سے انہوں نے نہ کہا تھا کہ ہم کعبہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا: کیوں نہیں سو کیا تمہیں یہ خبر دی تھی کہ اسی سال کعبہ پہنچیں گے عرض کیا: نہ، فرمایا: تو کعبہ پہنچے گا اور اس کا طواف کرے گا۔ عزیزا! دیکھا ہم رنگی صدیق کو کہ ہر سوال کا حرفا حفاعینہ وہی جواب ان کی زبان سے نکلا جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور جب سلطان جو ارح قلب ہے تو ہم زبانی بے یکدلی کے کب متصور

ع فضل است مر خدا را بخشد بہ بہر کہ خواهد (۱)

(۱) ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ جسے چاہے اس میں سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

**مشابہت (۲)** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول روز سے کفر و کافرین کی مجالس سے محترز و خلوت پسند عزت۔۔۔ تھے صدیق اکبر کو بھی تمام جہان میں کسی کی صحبت پسند نہ آئی اور بحکم حدیث صحیحین "الارواح جنود مجنونة فما تعارف منها وائتلف و ماتنا کر منها اختلف (۱)" (۲)

اٹھارہ برس کی عمر سے سید الغلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں ہمراہ رکاب۔۔۔ مآب رہتے، یہاں تک کہ حضور والا مبعوث ہوئے پھر تو جن امور کو اپنی قوت فراست سے ادراک کر کے رفاقت والا اختیار کی تھی اب عین الیقین ہو گئے اس رابطہ اتحاد نے اور ہی استحکام پایا جس کی گرہ قیامت تک نہ کھلے گی۔

**مشابہت (۳)** بتوں پرستوں سے تنفر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طینت میں خمیر کرتے ہیں کبھی کسی نبی نے بچپن میں بھی بتوں کی تعظیم نہ کی حضور و ملا نے پیدا ہوتے ہی واحد ذی الجلال کو سجدہ کیا اور توحید الہی کی علی الاعلان گواہی دی صدیق کو دیکھ کہ اس فضل سے کیسا بہرہ وانی پایا اور صغیر سن میں بتوں کی عاجزی اور محض بے دست و پائی سے ان کی عدم الوہیت پر استدلال اور بت شکنی

(۱) ترجمہ: رو میں لشکر کے لشکر ہیں، جن میں وہاں تعارف ہوا ان میں یہاں الفت ہے اور جن میں وہاں پہچان نہ ہوئی یہاں ان میں اختلاف ہوا۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث انبیاء، باب الارواح جنود مجنونة، حدیث ۳۳۳۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲/۲۱۳



کر کے شانِ ابراہیمی کا خلف دکھایا، ایک بار مہاجرین و انصار اور بار دربار سیدالابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر تھے کہ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی زندگی کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھاتے ہیں کہ میں نے کسی بت کو سجدہ نہ کیا حالانکہ اس قدر (عمر) آپ کی جاہلیت میں گذری صدیق اکبر نے فرمایا ابو قحافہ (۱) میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بت خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ تیرے بلند وبالِ خدا ہیں انہیں سجدہ کر اور چھوڑ کر چلے گئے، میں صنم (کے) پاس گیا اور اس سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا، پھر کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، اس نے کچھ جواب نہ دیا تو میں نے ایک سل اٹھائی اور اس سے کہا تیرے یہ سل مارتا ہوں اگر تو خدا ہے آپ کو بچالے، اس نے کچھ نہ کہا جب تو میں نے وہ پتھر اس پر ڈال دیا کہ منہ کے بل گر پڑا اور میرے باپ آئے کہا اے بیٹے! یہ کیا کیا، میں نے کہا وہی جو تم دیکھتے ہو، بس وہ مجھے میری ماں (کے) پاس لے گئے اور ان سے حال بیان کیا، ماں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس کے بارہ میں خدا نے مجھ سے سرگوشی فرمائی، میں نے کہا اے میری ماں وہ کیا سرگوشی تھی، کہا جس رات مجھے دروزہ تھا میرے پاس کوئی نہ تھا کہ ایک ہاتف کو میں نے پکارتے سنا اے خدا کی سچی لونڈی تجھے آزاد بچے کا مژدہ ہونا اس کا آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یا رورفتیق ہے۔ حدیث میں ہے جب صدیق اکبر اپنا یہ قصہ بیان کر چکے، جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ

(۱) یعنی صدیق اکبر کے والد یا پھر عثمان نام صحابی ہیں روز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابو بکرؓ کہتے ہیں تین بار صدیق کی تصدیق کی، فقد ذکر الامام احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری قال نقل ابن ظفر فی انباء نجباء الانبیاء ان القاضی ابا حسین احمد بن محمد الزبیدی روی باسناده فی کتابہ المسمی معالی الفرش الی غوالی العرش ان اباہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اجمع المهاجرون والانصار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ وعیشک یا رسول اللہ انی لم اسجد لکنم قط فغضب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقال تقول وعیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اسجد لکنم قط وقد کنت فی الجاہلیة کذا او کذا۔۔۔۔۔ (۱) الخ (۲)

وقال تعالیٰ ﴿وما ارسلک الا رحمة للعالمین﴾ (۳) و قال تعالیٰ ﴿بالمؤمنین رؤف رحیم﴾ (۴) ابو بکر صدیق ارحم امت ہیں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مرحومہ پر کوئی ایسا مہربان نہیں قال صلی اللہ

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۲/۱۷۸

(۳) پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

(۴) پ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸

عليه وسلم في الحديث المشهور "ارحم امتي بامتى ابو بكر (۱)" (۲)  
 وفي لفظ اراف امتي اور رافت رحمت سے زیادہ ہے۔

مشابہت (۳) اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع  
 فضائل کیا کوئی خوبی و کمال اگلے انبیاء کو نہ ملا کہ اس کی مثل یا اس سے مثل حضور کو عطا نہ  
 ہو اقبال القاضي فی الشفاء و قسطلانی فی مواہب و غیر ہما فی غیر ہما  
 (۳) اسی طرح صدیق اکبر کو جامع خیر کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے  
 ہیں خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں جب خدا بندے سے ارادہ بھلائی کا فرماتا ہے ان میں  
 سے ایک عطا کرتا ہے کہ وہ اسے جنت میں لے جاتی ہے، صدیق نے عرض کیا:  
 یا رسول اللہ ان میں سے مجھ میں بھی کوئی خصلت ہے، ارشاد ہوا: شادمانی تیرے لئے  
 اے ابو بکر کہ تو ان سب کا جامع ہے (۴) (آگے بیاض ہے)

ایک بار ارشاد فرمایا: نمازی جنت کے باپ نماز سے بلائے جائیں گے اور

(۱) ترجمہ: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مشہور میں فرمایا میری امت میں سے میری امت پر  
 سب سے بڑا مہربان ابو بکر ہے۔

(۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث ۱۶-۳۸۱۵، دار الفکر،  
 بیروت، ۳۳۵/۵

(۳) ترجمہ: قاضی میاض علیہ الرحمہ نے شفا میں اور امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے مواہب میں اور ان  
 کے علاوہ دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ذکر کیا۔

(۴) تاریخ بغداد، شیخ لابن عساکر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۰۳/۳۰

مجاہد باب جہاد اور اہل زکوٰۃ باب زکوٰۃ اور روزہ دار باب صیام باب ریان سے۔ صدیق نے عرض کیا: یا رسول اللہ سب دروازوں سے بلائے جانے کی کوئی ضرورت تو نہیں یعنی مقصود کہ دخول جنت ہے ایک ہی دروازے سے حاصل ہے پس یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب سے پکارا جائے؟ ارشاد ہوا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو ان میں ہواے ابوبکر۔ اخرج البخاری فی صحیحہ من حدیث الزہری قال اخرج حمید بن عبد الرحمن بن عوف ان ابا ہریرۃ "قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من انفق زوجین من شیء من الاشیاء دعی من ابواب یعنی الجنة یا عبد اللہ هذه خیرا فمن کان من اهل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اهل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن کان من اهل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اهل الصیام دعی من باب الصیام و باب الریان، فقال ابوبکر ما علی هذا الذی یدعی من تلك الابواب من ضرورۃ وقال هل یدعی منها کلها احد یا رسول اللہ، قال نعم وارجوان تكون منهم یا ابابکر (۱)“ (۲) علماء فرماتے ہیں: جو کسی قسم کی عبادت بکثرت کرے گا کہ اس سے ایک خصوصیت خاصہ اسے حاصل ہوگی جس کے سبب سے اسے بالخصوص اسی عبادت

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الناقب، باب قول النبی لو کنتم متحدۃ، حدیث ۳۶۶۶، دار الکتب العلمیہ،

کی طرف اضافت کریں اور اس کا اہل کہیں وہ خاص اس دروازے سے ندا کیا جائے گا جو اس کے مناسب ہو اور جو تمام عبادات کا جامع ہو اور تمام اعمال اس کے درجہ نہایت میں واقع ہوں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے سکیں وہ ازراہ تشریف و تکریم سب دروازوں سے بلایا جائے گا اگرچہ دخول ایک ہی دروازہ سے ہوگا اور رجانہی صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے جس امر میں فرمائیں مجھے امید ہے کہ ایسا ہونا جرم ویسا ہی ہوگا پس بالیقین ثابت ہو گیا کہ یہ جامعیت صدیق اکبر کو حاصل ہے وہو

المقصود۔ (۱)

مشابہت (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مع الکلم عطا فرمائے گئے تھوڑے لفظوں میں اتنا مضمون ارشاد فرماتے جس کے شرح و بسط میں کتابیں تصنیف ہو سکیں، من ذلك قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات (۲)  
(۳) وقوله صلى الله عليه وسلم اسلم تسلم (۴) (۵) ☆ وقوله صلى

---

☆ وقوله صلى الله عليه وسلم اسلم تسلم اخرجه الشيخان - منه

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الريان للصائمین، حدیث ۱۸۹۷، دار الفکر بیروت، ص ۳۳۹

(۲) ترجمہ انہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہیں۔

(۳) صحیح البخاری، کتاب بدء الوقی، باب کیف کان بدء الوقی الی رسول اللہ، حدیث ۱، دار الفکر،

(حاشیہ جاری ہے)

بیروت، ص ۱۷

اللہ علیہ وسلم الخراج بالضممان (۱) (۲) ☆ الی غیر ذلک  
 ابو بکر صدیق پر بھی اس کا پرتوہ ٹھہرا اور فصل خطاب و حسن کلام میں پایہ رفیع عطا  
 ہوا یہاں تک کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حدیث طویل میں فرماتے  
 ہیں ” کنت امثلہم کلاما و اصوبہم منطقا و اطولہم صمتا و ابغہم  
 قولاً ای ابو بکر “ (۳) آپ کا کلام سب سے بہتر تھا اور گفتار سب سے زیادہ  
 درست اور طول خاموشی اور بلاغت کلام میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔  
 اسی طرح امیر المؤمنین فاروق اعظم یا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں

---

☆ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخراج بالضممان ، اخرجہ احمد و ابو  
 داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن حبان عن صدیقہ عائشہ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہا و صححہ الترمذی و ابن حبان و الحاکم و ابن القفطان  
 و المنذری و المدینی و الزرکشی ۱۲ منہ

---

(۳) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اسلام لانا سلامت رہو گے۔

(۵) صحیح البخاری، کتاب بدء الوحي، حدیث ۷، دار الفکر، بیروت، ص ۲۰

(اس صفحہ کا حاشیہ)

(۱) ترجمہ: اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ نفع اس کے لئے جس پر ضمان ہو۔

(۲) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی من اشتری عبدا فاستعملہ ثم وجد بہ عیبا، حدیث ۳۵۰۸،

دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۵۵۸

(۳) البحر الزخار، مسند الامیر المؤمنین علی بن ابی طالب، حدیث ۳۸۳۳/۳، ۱۳۱

ابلیغ الناس کہا اور امیر المؤمنین عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں کے اجتماع اور انصار کے دعویٰ خلافت کے قصہ میں فرمایا میں نے فکر کر کے ایک کلام اپنے جی میں بنا رکھا تھا کہ انصار سے یوں یوں کہوں گا اور مجھے خوف تھا شاید ابو بکر ایسا نہ کر سکیں مگر جب ابو بکر نے کلام کیا میری مہیا کی ہوئی باتوں میں سے ایک کلمہ نہ چھوڑا کہ اس کے مثل اور اس سے افضل فی البدیہہ نہ فرما دیا۔ اخرج البخاری من حدیث عروۃ بن الزبیر عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث طویل "قال واجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفۃ بن ساعسۃ فقالوا منا امیر ومنکم امیر فذهب الیہم ابو بکر الصدیق وعمر بن الخطاب وابو عبیدۃ بن الجراح فذهب یتکلم فاسکتہ ابو بکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت بذلك الا انی قد هیأت کلہا قد اعجبتنی خشیت ان لا یبلغہ ابو بکر ثم تکلم ابو بکر فتکلم ابلیغ الناس" (۱)

ومن حدیث ابن عباس عن عمر فی حدیث ذکرہ بطولہ "قال عمر اردت ان اتکلم وکنت زورت مقالة اعجبتنی ارید ان اقدمها بین یدی ابی بکر وکنت اذاری منه بعض الحدیث فلما اردت ان اتکلم قال ابو بکر علی رسلک فکرہت ان اعتصبہ فتکلم ابو بکر

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت مثقداً علیا، حدیث ۳۶۶۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۵۲۱/۲۰

فكان هو احلم منى واو قر والله ما ترك من كلمة اعجبتني في  
تزویری الا قال فی بدیہتہ مثلہا او الفضل منها (۱)“ (۲)

ابوزویب شاعر ہندلی سے اسی واقعہ میں منقول ہے تکلمت الاخبار  
فاطالو الخطاب واكثر و الصواب فتکلم ابو بکر فلله درہ من رجل  
لا یطیل الکلام ویعلم مواضع فصل الخطاب واللہ لقد تکلم بکلام لا  
یسמעہ سامع الا انقاد له وما لا الیہ ، یعنی انصار نے کلام و خطاب میں تطویل کی  
اور بہت ٹھیک کہا اور ابو بکر نے کلام کیا سو خدا کے لئے ہی ان کی خوبی ہے ایسے مرد ہیں  
کہ دراز نہیں کرتے کلام کو اور جانتے ہیں فصل خطاب کے مقامات کو خدا کی قسم ایسی  
باتیں کہ جو سننے والا سننے دل سے قبول کرے اور ان کی طرف جھک جائے۔

مشابہت (۶) جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا شریف میں  
آیتیں افسرا شریف کی نازل اور حضور کو فضیلت رسالت حاصل ہوئی صدمہ فشار  
جبریل و ہیبت کلام جلیل سے دل نازک ہلتا تھا اور حضور کو پرواز روح کا خوف ہوا  
حضرت جناب ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطریق تسمیہ عرض کیا:  
خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کہ آپ ذوی القرب کی خبر گیری فرماتے ہیں

(۱) ان دونوں احادیث کا ترجمہ مفہوم ان سے پہلے موجود ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الرجم جلیلی من الزنا، حدیث ۶۸۳۰، دار الکتب العلمیہ،



اور بات صحیح کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں اور عاجزوں کا پاراٹھاتے ہیں نایاب  
 نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں اور حق حادثوں میں مدد  
 فرماتے ہیں فقد اخرج البخاری ومسلم فی صحیحہما حدیث بدء  
 الوحی بطولہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فیہ فجاء الملک فقال  
 اقراء فقال ما انا بقاری (۱) (۲)

(۱) اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلے ہے۔

(۲) صحیح بخاری، باب بدء الوحی، حدیث ۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۷۷

ادارے کی دیگر کتب



ماکتبہ اہل سنت

